اڑان

تحریر : قانتہ خدیجہ

"فلائنگ لیفٹیننٹ خان، فلائنگ لیفٹیننٹ خان آر یو لسننگ؟"

(فلائنگ لیفٹیننٹ خان، فلائنگ لیفٹیننٹ خان کیا آپ کو آواز آرہی ہے؟") ایرپیس پر ابھرتی آواز نے اس وقت سب کے اعصاب کو شدید جھٹکا دیا تھا۔

کنٹرول آفس میں بیٹھا املہ اس وقت سخت دباؤ کا شکار تھا۔ موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے رابطہ نا ہونے کے برابر تھا۔ ایر پیس میں ابھرتی آواز بھی سگنلز نا ھونے کی وجہ سے بیچ میں ہی کہی کھو جاتی۔ آج صبح ہی تھنڈر جے۔ ایف سیونٹین نے پرواز بھری تھی گھنٹے بعد ہی طیارے کے انجن میں تکنیکی خرابی کی وجہ سے چنگاریاں ابھرنے لگی۔ جسکی وجہ سے کنٹرول آفس میں ایک ہلچل مچ گئی، اور اب فلائنگ لیفٹیننٹ خان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جارہی تھی جو کہ خراب موسم کی وجہ سے ناممکن ہو گیا تھا۔ کالی گھٹاؤں نے پورے آسمان پر اپنی چادر بچھادی تھی، کڑکڑاتی بجلی نے موسم کو خوابناک بنا دیا تھا۔

آسمان میں طیارہ غوطے کھا رہا تھا، ایسا موسم اس ماحول نے سب کا سانس روک رکھا تھا۔ جہاں ہر کوئی طیارے کی حفاظت کے لیے دعا گو تھا وہی ایک ایسا وجود بھی تھا جو آج اپنے جیت جانے کی خوشی منا رہا تھا۔

دیکھتے دیکھتے آگ کا ایک شعلہ بھڑکا اور پورے طیارے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، بس چند منٹوں کا کھیل اور سب کچھ ختم ہوگیا اور کسی کو تو شاید دنیا۔۔۔۔

ایک وجود تھا جسنے آج اپنی پہچان کھو دی وہی دوسری طرف ایک اور وجود تھا جس نے سب کچھ کھو دیا، سب کچھ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''فلک، نی فلک کتھے آں تو؟''

(فلک، فلک کہاں ہوں)

''میں اوپر ہوں اماں، یہاں چھت پر'' اماں کی آواز سن کر وہ جو چھت پر پتنگ اڑا رہی تھی جھٹ سے جواب دیا۔

جلائی کے اوائل دن ، گرمی اپنے عروج پر تھی اور محترمہ فلک صاحبہ بنا چپل کے پتنگ اڑانے میں مصروف تھی ۔ اماں تو اسے دیکھ کر ہی اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئی

" یہ لڑکی کبھی نہی سدھر سکتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فلک او فلک اس سے پہلے کے تیرے تایا سرکار تک بات پہنچے اللہ کو مان میری بیٹی نیچے آجا شاباش " پہلی بات منہ میں بڑبڑاتے ہوئے وہ زرا اونچا بولی ۔ اور وہ شوق سے پتنگ بازی میں مصروف تھی تایا سرکار کا نام سن کر اسکا منہ بن گیا ۔ ڈور کو اپنے مضبوط دانتوں سے کاٹتے ہوئے گرم ہوا کے سپرد کیا ، اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی وہ کٹی پتنگ کو دور جاتا دیکھ رہی تھی ، اسکی آنکھوں میں شوق کی الگ دنیا آباد تھی ۔ اماں کی آواز تو کہی دور جا دبی تھی ۔

کیا ہو رہا ہے یہاں ؟" ایک روعب دار آواز سے جہاں اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا وہی اماں نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی اور وہ جو اپنی دنیا میں جا سمائی تایا سرکار کی آواز پر اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا، تایا سرکار کے قہر سے بچنے کے لیے وہ جو تیزی سے مڑی تھی، دھڑام سے نیچے گری، چونکہ وہ چھت کے آخری کونے پر کھڑی تھی چھت کی اندرونی طرف کو گری۔ اماں اور تایا سرکار تو اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا، اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھ پاتا، اماں کی چیخوں نے پوری حویلی میں کہرام مچا دیا۔ وہ تیزی سے اوپر کی طرف بھاگی اور تایا سرکار نے بھی انکی پیروی کی، فورا سے پہلے ایمبولینس کو بلایا گیا، تایا سرکار اسے بانہوں میں اٹھائے جلدی سے ایمبولینس کی طرف بڑھے، اماں نے بھی انکی پیروی کی، پردے کی اوٹ سے یہ سب دیکھتے ہوئے چھوٹی تائی کا منہ بن گیا۔

ہنہ۔۔۔خامخواہ کے ڈرامے ''چھوٹی تائی جو کہ شور کی آواز سن کر اپنی ''
نیند سے جاگی تھی، ہنکارہ بھرتے ہوئے اپنی رائے دی اور دوبارہ سے
سونے کو لیٹ گئی۔

ہسپتال لیجاتے ہی فوراً اسے آئی۔سی۔یو۔لیجایا گیا، بارہ
گھنٹے آئی۔سی۔یو میں رہنے کے بعد اسے نئی زندگی کی نوید سنا سی گئی
تھی، اور کمرے میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

اماں تو اسے بے ہوش دیکھ کر رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی ایسے میں تایا
سرکار نے انکی امید باندھی تھی۔

حوصلہ کریں بھرجائی، اللہ نے ہماری دھی رانی کو نئی زندگی دی ''
ہے، اس وقت رونے سے زیادہ ضروری ہے کہ ہم اس خدا کا شکر ادا
کرے۔''

وہ تو ٹھیک ہے بھا صاحب، مگر اسے ابھی تک ہوش کیوں نہی آیا؟" کرب سے بولتے ہوئے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا جو انکی کل کائنات تھی، وہی تو ایک مخلص رشتہ تھا جو انھوں نے اپنی زندگی میں پایا تھا۔

"فکر مت کرے بھرجائی، بس خدا سے دعا کرے تب تک میں بھی صدقے کے پانچ کالے بکرے دے کر آتا ہوں" اماں کی امید بڑھاتے ہوئے وہ باہر کو چل دیے۔

اماں کب سے تسبیح پڑھتے ہوئے اس پر دم کر رہی تھی جب اچانک ایک نرس ڈریپ دیکھنے کمرے میں داخل ہوئی۔

"سنوں۔۔۔ میری دھی رانی کو ہوش کب تک آئے گا؟" اماں نے نرس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا جو ڈریپ کو دیکھ رہی تھی۔

گھنٹے تک آپکے مریض کو ہوش آجائے گا'' پروفیشنل انداز میں جواب دیتے وہ پھر سے ڈریپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''گھنٹہ'' خود سے بولتے ہوئے اماں نے دیوار پر نصب کلاک کی طرف دیکھا، جہاں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا، اور ایک نظر اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے ہسپتال میں موجود مسجد کی طرف بڑھ گئی جو کہ نمازیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''ارے اکمل آپ آ گئے میں بس ابھی ملازم سے کہ کر آپ کو ناشتے کے لیے بلوانے لگی تھی'' نتاشہ بیگم اپنے شوہر کو ڈائنگ ٹیبل پر آتا دیکھ کر بولی جو آج بھی اتنے ہی خوبرو تھے جتنا کے اپنی جوانی میں، انہیں آج پھر سے اپنی قسمت پر رشک آیا۔

اکمل صاحب اپنی بیوی کی بات سن کت مسکرا دیے

کیا ہوا بیگم ،کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے ؟''نتاشہ بیگم کو یوں اپنی طرف '' گھورتا دیکھ کر وہ مسکراہٹ دباتے شرارت سے بولے.جس پر وہ.جھنپ گئی۔

ناشتہ کریں''نتاشہ بیگم کی بات پر مسکراتے ہوئے انہوں نے ناشتا '' شروع کیا۔

ویسے یہ آپ کے صاحبزادے کہاں آج کل نظر ہی نہی '' آتے ؟''ناشتہ کرتے وقت انہیں اپنے ایک اکلوتے بیٹے کا دھیان آیا،جس سے ملے آج انہیں ہفتہ ہوگیا تھا۔وہی تو تھا انکا مان ،انکی پہچان ،انکے آنے والی نسل کا امین اور انکا ولی وارث۔

اوہوں۔۔آپ تو جانتے ہے نا کہ میٹرک کے فائنلز آنے والے '' ہے اور مقابلہ بھی سخت ہے تو بس سکول سے اکیڈمی اور پھر رات کو گروپ سٹڈیز۔''مسکراتے ہوئے انہوں نے جواب دیا۔

''ارے بیگم آپ بھی حد کرتی ہے ، میں نے کہا تو تھا اسے فلک کے پاس پڑھنے بھیج دیا کرے ، ویسے بھی آج کل کا معاشرہ بہت خراب ہے نا جانے کیسے لڑکوں سے دوستی ہوں اسکی ، اور اچھا ہے نا فلک کے ساتھ ملکر پڑھے ماشااللہ سے اتنی ذہین بچی ہے ، اور پھر۔۔۔۔۔'' اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتے نتاشہ بیگم نے انکی بات کاٹ دی۔

''حد کرتے ہے آپ اکمل ، کیا ہوگیا ہے آپ کو'' نتاشہ بیگم لہجے میں نفرت اور ناگواری لیکر بولی ، جس کی وجہ اکمل صاحب کے ماتھے پر ان گنت شکنیں ابھری۔ اور نتاشہ بیگم جو اپنی رو میں بول رہی تھی اپنے شوہر کے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھ کر ایک دم سے اپنے لہجے کا احساس ہوا تو جھٹ سے بولی

’’میرا مطلب ہے کہ آپ تو جانتے ہے ناا پنے صاحب زادے کو اس

سے گرمی زرا برداشت نہی ہوتی، اور پھر خوشاب جانے کے لیے شاید وہ

نا مانے‘‘

’’ہاں تو ہم فلک کو یہاں بلا لیتے ہے‘‘ ایک نئی تجویز دیتے ہوئے وہ پھر

سے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے اور نتاشہ بیگم سہی معنوں میں جل بھن

کر رہ گئی۔

’’اکمل میں تو دل و جان سے اسے بلا لو لیکن آپ جانتے ہے نا کہ فلک

بڑے بھا اور بھابھی کے علاوہ کسی سے نہی ملتی جلتی، حالانکہ میرا اتنا دل

چاہتا ہے کہ میری بیٹی میرے گھر آئے، مگر شاید رخسانہ نے ہمیں ابھی

تک معاف نہی کیا تبھی تو وہ بچی ہم سے کھچی کھچی سی رہتی ہے‘‘ جتنی

مٹھاس اور محبت بھرے لہجے میں نتاشہ بیگم نے بات کی تھی اکمل

صاحب تو اتفاق میں سر ہلا کر رہ گئے، اگرچہ وہ انکی آنکھوں میں چھپی

نفرت دیکھ لیتے تو شاید انکی باتوں پر یوں یقین نا کرتے ۔ اکمل صاحب کو اپنی بات سے اکتفا کرتا دیکھ کر نتاشہ بیگم بھی چپ چاپ ناشتے میں مگن ہوگئی ، بظاہر تو وہ بالکل نارمل ہوگئی مگر دل میں موجود نفرت نے مزید شدت اختیار کرلی ، اب انہے کسی بھی طرح اس فلک نامی ناسور سے جان چھڑوانی تھی ۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی نے سکوت توڑا ۔ اکمل صاحب اور نتاشہ بیگم ابھی ناشتے میں مگن تھے جب ملازم کی اطلاع نے انکا ناشتا چھڑوادیا ۔

’’صاحب جی وہ بڑے صاحب کا فون آیا تھا ، فلک بی بی چھت سے گر گئی ہے ، ہسپتال میں ہے وہ ‘‘

اس خبر نے جہاں نتاشہ بیگم کو دلی خوشی دی تھی ، وہی اکمل صاحب کے لیے دوسرا نوالہ حلق سے اتارنا مشکل ہوگیا ۔

نتاشہ جلدی سے گاڑی کی چابی لائے ہم ابھی ہسپتال جا رہے ہیں'' ناشتہ چھوڑ کر، نتاشہ بیگم کو حکم دیتے ہوئے وہ باہر کی طرف بڑھے، اور نتاشہ بیگم تو جل بھن کر رہ گئی، ملازم کو گھوری سے نوازتے ہوئے وہ کمرے سے گاڑی کی چابی لیکر اکمل صاحب کے پیچھے چل دی۔

''خدا کرے یہ بلا ہمارے جانے سے پہلے ہے اللہ کو پیاری ہو جائے، ناگن کی طرح ہر وقت میری خوشیوں کو ڈستی رہتی ہے یہ لڑکی'' فلک کو یونہی بے شمار بد دعاؤں سے نوازتی وہ گیراج کی طرف بڑھی جہاں اکمل خان پریشانی میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے کال پر مصروف تھے، نتاشہ بیگم کو آتا دیکھ کر فوراً ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

''فکر مت کرے اکمل خدا نے چاہا تو ہماری بچی بلکل ٹھیک ہو جائے گی'' جس کے جواب میں انہوں نے صرف سر کو ہلکی سی جنبش دی

- - - - - - - - - - - - - - -

''مام، ڈیڈ کوئی گھر پر ہے؟'' گھر داخل ہوتے ہی سناٹے نے اسکا

استقبال کیا، جس پر اسنے اپنے مام ڈیڈ کو آواز دی اور جا کر صوفے پر بیٹھ

گیا اور اپنے جوتے اتارنے لگا۔

''چھوٹے صاحب، وہ صاحب جی اور بیگم صاحبہ تو ہسپتال گئے ہیں''

کیوں خیریت؟'' ملازم کے بتانے پر بھی وہ جوتے کے تسمے کھولتے''

ہوئے پوچھنے لگا

وہ چھوٹے صاحب فلک بی بی چھت سے گر گئی تھی، دونوں بہت''

''فکرمند تھے اسی لیے فورا نکل گئے

ملازم کے بتانے پر اسکے جوتے کے تسمے کھولتے ہاتھ رکے اور فلک

کے ہسپتال کا سنتے ہی ایک کمینی مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی، مگر

ساتھ ہی اپنے والدین کا اسکے لیے فکرمند ہونا سن کر آنکھیں لال انگارہ ہو

گئی۔

میں اپنے کمرے میں جارہاہوں مجھے تنگ مت کرنا" ملازم کو حکم دیتا"

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

سوئچ کو ہاتھ مار کر اسنے لائٹ اون کی اوراب ڈریسنگ روم کے شیشے

کے سامنے جاکر کھڑاہوگیا۔

"مجھے تم سے نفرت ہے فلک خان، شدید نفرت خدا کرے تم مر

جاؤں" کہتے ہی اسنے پوری قوت سے شیشے پر اپنا باڈی سپرے مارااور ہر

طرف کانچ بکھر گیا۔

خود کو پرسکون کرتاوہ بیڈپر آکر لیٹ گیا۔ اسے فلک خان سے شدید نفرت

تھی مگراسے یہ معلوم ناتھاکہ اس نفرت کی آگ میں جلنے والاوہ اکیلانہیں

ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی اپنی تیز رفتار میں ہسپتال کی حدود میں داخل ہوئی۔ نتاشہ بیگم نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے ہمسفر کو دیکھا جن کا چہرہ کسی بھی جذبے سے عاری تھا مگر آنکھوں میں موجود فلک کے لیے فکر انہیں فکرمند کیے جا رہی تھی وہ کسی بھی طریقے سے فلک کو اپنے شوہر کے قریب ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی، انکے شوہر پر صرف انکا اور انکی اولاد کا حق تھا۔ اور اپنے شوہر کو فلک کے لیے فکرمند دیکھنا انہیں اس پندرہ سالہ بچی سے مزید نفرت میں مبتلا کر دیتی۔

اکمل خان گاڑی پارک کیے بنا ادھر ادھر نگاہ ڈالے تیزی سے اندر کی طرف بڑھے، نتاشہ بیگم بھی بنا کچھ کہے انکے پیچھے چل دی، فلک سے جتنی مرضی نفرت سہی مگر یہ وقت خاموش رہنے کا تھا۔

ریسیپشن سے روم نمبر پوچھ کر وہ فوراً اسکے کمرے کی طرف بڑھے، کمرے میں داخل ہوتے ہی انکی آنکھیں نم ہو گئی، وہ سامنے بستر پر آنکھیں موندے لیٹی تھی، سر پر پٹی اور بازو پر پلستر چڑھا ہوا تھا۔

''میری بچی'' یہ کہتے ہی وہ اسکی طرف لپکے اور سر پر بوسہ دیا۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور رخسانہ بیگم اندر آئی مگر سامنے کا نظارہ دیکھ کر انکے پیر وہی جم گئے، دروازہ کھلنے کی آواز پر اکمل خان نے نظر اٹھا کر دیکھا اور سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ کر آنکھوں میں نفرت در آئی جسے چھپانے کی کوشش بھی نا کی، اکمل خان کی آنکھوں میں موجود نفرت دیکھ کر جہاں رخسانہ بیگم کی نظریں جھک گئی وہی نتاشہ بیگم کو اپنے دل میں ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی آنکھوں میں موجود نفرت کو زبان سے بیان کر سکتے انہیں اپنے ہاتھ میں موجود فلک کا ہاتھ ہلتا محسوس ہوا۔

اماں۔۔۔اماں "ہولے سے آنکھیں کھولتے اسنے اپنے اردگرد دیکھنا چاہا، پاس بیٹھے شخص کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں ناگواری در آئی جسے چھپانے کی اسنے ذرا کوشش نا کی۔

اگر وہ اکمل خان تھے تو وہ بھی فلک خان تھی، اپنے دل کا حال آنکھوں سے بیان کر دینے والی اور اس وقت اسکی آنکھوں میں موجود ناگواری اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اسے انکا آنا زرا پسند نہی آیا۔

"فلک میری بچی میری جان کیسی ہوں۔۔۔ میرا بیٹا طبیت کیسی ہے اب آپکی؟" فلک کی آنکھوں میں ناگواری محسوس کرتے نتاشہ بیگم فورا اسکی طرف لپکی، آخر کو یہی تو وقت تھا جب وہ اکمل خان کی نظروں میں ان ماں بیٹی کو مزید گرا سکتی تھی، اور یہی ہوا انکی آواز سنتے ہی فلک نے منہ دوسرے طرف موڑ لیا۔

فلک کی اس حرکت پر اکمل خان نے ایک غصے والی نظر رخسانہ بیگم پر ڈالی اور دوبارا فلک کی طرف متوجہ ہوئے۔

''فلک بیٹا یہ کیا حرکت ہے ،چھوٹی ماما نے کچھ پوچھا ہے نا جواب دو انہیں'' اکمل خان کا لہجہ نرم مگر تنبیہ زدہ تھا۔

''چھوڑے نا اکمل بچی ابھی تو نیند سے جاگی ہے۔۔۔بات کرنے کا موڈ نہیں ہوگا'' مٹھاس بھرے لہجے میں نتاشہ بیگم ان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

''نہیں بیگم اگر آج ہم اپنے بچوں کی غلطیوں پر انہیں نہی ٹوکے گے تو کل یہیں غلطیاں ہمارے سامنے آ کھڑی ہوگی ، لیکن شاید سب کے نصیب میں آپ جیسی ماں نہی ہوتی جو بچوں کو اچھے برے کی تمیز سکھا سکے'' اپنے کندھے پر موجود نتاشہ بیگم کے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے وہ گویا ہوئے مگر رخسانہ بیگم پر حقارت بھری نظر ڈالنا نہیں بھولے۔

انکی اس بات پر جہاں رخسانہ بیگم شرمندہ ہوئی وہی فلک کی آنکھوں میں بھی موٹے موٹے آنسوں در آئے، بہت سے سوالوں نے سر اٹھایا مگر وہ اسوقت کسی قسم کی بازپرس میں ملوث نہی ہونا چاہتی تھی۔

''اماں میرے سر میں درد ہو رہا ہے، آپ سب کو باہر بھیج دے''

نتاشہ بیگم تو اسکے اس انداز پر جل کر رہ گئی، جب کے اکمل خان نے فکرمندی سے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا

''کیا ہوا میری جان زیادہ درد ہے؟'' اکمل خان کی اس بات پر آخرکار اسکا ضبط ٹوٹ گیا۔

''میں نے کہا نا باہر جائے تو پلیز جائے مجھے کسی جھوٹی ہمدردی کی ضرورت نہی'' تلخی سے انکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے وہ گویا ہوئی اور اکمل خان وہ تو اسکی اس حرکت پر ششدر رہ گئے، حیران تو نتاشہ اور رخسانہ بیگم بھی رہ گئی تھی، مگر جتنی خوشی اس وقت نتاشہ بیگم نے محسوس کی تھی اسکا

اندازہ بھی کوئی نہی لگا سکتا تھا، جو وہ اتنے برسوں سے نا کر سکی وہ فلک نو آج خود کر دکھایا تھا، انھیں یقین تھا کہ فلک کے اس رد عمل نے ضرور اکمل خان کو تکلیف دی ہو گی اور اب تو وہ یقیناً اس سے متنفر ہو گئے ہو گے۔

نتاشہ بیگم فوراً چلو یہاں سے'' فلک کی اس حرکت نے انھیں بہت'' تکلیف دی تھی اور اب ایک پل بھی وہاں رکنا وہ اپنے لیے گناہ سمجھتے تھے۔

وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلے جب رخسانہ بیگم انکے پیچھے لپکی۔

سائیں میری بات سنے سائیں وہ بچی ہے معاف کر دے اسے میں'' ''سمجھاؤ گی اسے

بس کر دو رخسانہ بس کر دو میں بے وقوف نہیں ہو جو یہ نا سمجھ سکوں کہ'' سب کچھ تمہارا سھیکایا ہوا ہے ورنہ میری بیٹی کبھی مجھسے ایسے بات نا

کرتی" کوریڈور میں کھڑے وہ اونچی آواز میں رخسانہ بیگم پر چلا رہے تھے ، اور بیٹی ہاں وہ انکی بیٹی تھی انکا اپنا خون مگر ایک ان چاہی بیوی سے ۔

اس وقت چلاتے ہوئے کوئی بھی یہ بات ماننے سے انکار کر دیتا کہ وہ آرمی میں ایک اونچا مقام رکھتے ہیں ۔

آس پاس کے لوگ بھی تماشہ دیکھنے رک گئے اور نتاشہ بیگم تو پہلے ہی اس سب سے لطف اندوز ہو رہی تھی ۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتے ہسپتال کی انتظامیہ نے انہیں شور نا ڈالنے اور وہاں سے جانے کا کہا ، جاتے جاتے بھی وہ نفرت بھری نگاہ ڈالنا نہیں بھولے ، موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نتاشہ بیگم نے بھی انکے بازو پر ہاتھ رکھا اور ایک نظر رخسانہ بیگم کو دیکھا اور اشاروں ہی اشاروں میں ان پر انکی حیثیت ایک بار پھر واضع کر دی ۔

رخسانہ نے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا اور ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح کمرے کی طرف چل دی، جہاں سامنے فلک آنکھوں میں شکایت اور آنسو لیے انھے دیکھ کر رخ موڑ گئی، وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اسکی طرف آئی اور صوفہ پر جا بیٹھی

- - - - - - - - - - - - - -

جمال خان جدی پشتی رئیس زادے تھے، مفسرہ انکی بیوی انکے تایا کی بیٹی تھی، انکے خاندان میں باہر شادی کرنے کی اجازت نہ تھی، انکے تین بیٹے تھے جمیل خان، اکبر خان اور اکمل خان، یوں تو انکا گھرانہ خوشحال تھا مگر صرف وہی عورت خوش رہ سکتی تھی جو اولاد کی صورت میں بیٹا دے، کہنے کو تو جمال خان بہت نیک دل اور پر خلوص انسان تھے مگر وہ بیٹیوں سے سخت نفرت کرتے تھے انکے نزدیک کسی اونچی پگڑی والے کے گھر بیٹی ہونا اسکے لیے شرمندگی کا سبب تھا اسی وجہ

سے انہوں نے اپنی تیسری اولاد جو کہ ایک لڑکی اسکا وجود اسکی ماں کی کوکھ میں ہی ختم کردیا اور مفسرہ تو اپنے شوہر کے ظلم کے آگے کچھ بول نا سکی مگر وہ روزانہ رات کو خوب روتی جس کا علم انکے شوہر کو ہونا ہو مگر بڑے دونوں بیٹوں کو تھا

سب سے آخر میں مفسرہ نے اکمل خان کو جنم دیا اپنے تینوں بھائیوں میں وہ سب سے خوبرو تھے ان میں بھی اپنے باپ کی طرح ہی ضدی اور انا پرست، اکمل خان کو بچپن سے ہی آرمی میں جانے کا شوق تھا اور اپنی خواہش کو انہوں نے پورا بھی کیا، انہوں نے آرمی میں بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑھے، انکی پرسنیلٹی پر لاکھوں لڑکیاں فدا تھی مگر دل تک کا راستہ صرف نتاشہ نے طے کیا جو خود ایک بریگیڈیر کی بیٹی تھی۔ انکی محبت کی داستان ہر جگہ مشہور تھی۔

انکی زندگی میں اصل طوفان تو تب آیا جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ انکا رشتہ انکی پھوپھی زاد رخسانہ سے طے ہے تو انھوں نے کسی بھی طور اس کم شکل اور کم تعلیم یافتہ عورت کو اپنے میعار پر پورا اترتا نہیں پایا اور جب باپ کے سامنے سر اٹھایا تو جایئداد سے عاق کرنے کی دھمکی کام کر گئی، یوں رخسانہ انکی زندگی میں شامل ہو گئی وہ ہر روز اسے ازیت دیتے مگر وہ بھی صبر کے میدے سے گوندھی تھی برداشت کرتی رہی۔

انکی زندگی بہار تب آئی جب انہیں ماں بننے کا درجہ ملا، اس دوران اکمل کا رویہ بھی ان کے ساتھ ٹھیک ہو گیا ویسے بھی شادی کے بعد پوسٹنگ کی صورت میں وہ نتاشہ سے کانٹیکٹ میں نہ رہے، اکمل خان کو باپ بننے کی بہت خوشی تھی مگر زندگی نے دوبارہ پہلی محبت کو سامنے لا کھڑا کیا اور جو محبت سو چکی تھی وہ دوبارہ سے ابھری، اکمل خان کو بیٹا چاہیے تھا، مگر رپورٹس کے مطابق انکی بیٹی تھی، اسی بات کو وجہ بنا کر انھوں نے نتاشہ

سے شادی کرلی اور شہر شفٹ ہو گئے، اور رخسانہ کی زندگی میں آئی بہار بس چند دن کی رہی اور پھر نتاشہ بیگم کی طرف سے خوشخبری وہ بھی بیٹے کو صورت میں مزید انکے اور اکمل کے رشتے کو کمزور کر دیا، ایسے میں جمیل خان اور انکی بیوی نے ہی آگے بڑھ کر رخسانہ کو سنبھالا اور فلک کو ماں باپ کا پیار دیا، مگر یہ محبت بھی فلک کے دل میں اپنے باپ کے لیے پلتی نفرت کو کم نہ کر سکی، دوسری طرف نتاشہ بیگم نے بھی اکمل کو رخسانہ سے بدگمان کرنا شروع کر دیا جس میں وہ بہت حد تک کامیاب رہی، اکمل خان جب بھی حویلی جاتے تو رخسانہ بیگم کو نظر انداز کر دیتے، بیٹے کی جتنی مرضی خواہش سہی مگر فلک انکی پہلی اولاد تھی اور انہیں اس سے محبت بھی شروع شروع میں تو فلک انکے پاس خوشی خوشی جاتی مگر وقت کے ساتھ ساتھ اپنے باپ کا رویہ اپنی ماں کے ساتھ دیکھ کر وہ کھینچی کھینچی سی رہنے لگی، اور ویسے بھی وہ اپنی عمر کے بچوں

کے مقابلے میں زیادہ ہوشیار تھی، اسکا یوں کھینچا رہنا اکمل خان سے پوشیدہ نا رہ سکا مگر اسکا زمہ دار بھی رخسانہ کو سمجھتے ہوئے وہ ان سے مزید متنفر ہو گئے۔

فلک کی پیدائش کے تین ماہ بعد ہی نتاشہ بیگم کی کوکھ سے انکے بیٹے نے جنم لیا جسکو گھر میں سب خان کے نام سے بلاتے تھے۔

فلک ایک ہوشیار اور تیز بچی تھی وہ ہر چیز چاہے کھیل ہو یا پڑھائی میں خان کو مات دے دیتی یہی وجہ تھی کہ نتاشہ بیگم نے خان کو اس سے آگے کرنے کی جی توڑ کوشش کی اور اس کے سامنے فلک کی صلاحیتوں کا زکر اس انداز میں کرتی کہ وہ فلک سے نفرت کرنے لگ گیا، جسکا اندازہ فلک کو باخوبی تھی۔

مگر خان اس بات سے لاعلم تھا کہ اسکی ماں یہ سب صرف شوہر کی نظر میں خود کو اچھا ثابت کرنے کے لیے کرتی ہے، اور نتاشہ بیگم کو اس

بات کا علم نا تھا کہ انکا بیٹا نفرت میں اس مقام تک پہنچ چکا ہے، جہاں وہ فلک نامی وجود سے چھٹکارا پانے کے لیے کسی بھی حد سے بھی گزر سکتا ہے، دن رات کا فلک نامہ اسے سائیکو بنا رہا تھا، ایسے میں اگر اچھے دوستوں کا ساتھ نا ملتا تو یقیناً اب تک وہ کچھ غلط کر چکا ہوتا، مگر دونوں کی نفرت کا نشانہ صرف ایک وجود تھا فلک خان جو انکے احساسات سے باخوبی واقف تھی۔

پورا کمرہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، اے سی کی ٹھنڈک نے ماحول کو مزید خوابناک بنا رکھا تھا، ایسے میں وہ دنیا جہاں سے بے خبر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا، دفعتاً موبائل کی رنگ ٹون نے اسکی نیند میں خلل پیدا کیا، مندی مندی آنکھیں کھولے اسنے اندھیرے میں دیکھنے کی

کوشش کی اور ادھر ادھر ہاتھ مار کر موبائل ڈھونڈنا چاہا جب تکیے کے نیچے سے اسے موبائل کے بجنے کی آواز سنائی دی، موبائل نکال کر اسنے نمبر دیکھا جہاں شاہ کالنگ لکھا ہوا تھا، اور کال اٹھاتے ہوئے موبائل کان سے لگایا۔

''ہیلو''

''السلام علیکم۔۔۔خان کہا گم ہوں یار کب سے کال کر رہا ہوں تجھے مجھے فکر ہورہی تھی تیری''

''وعلیکم السلام، میں کہیں نہیں ہوں بس سویا ہوا تھا، اور آج تو اتنی میٹھی اور پر سکون نیند آئی ہے کہ کیا بتاؤں تجھے'' اسکے سلام کا جواب دیتے ہوئے اسکی اگلی بات پر وہ مسکرا اٹھا، اسکا یوں اپنے لیے فکر کرنا اسے اچھا لگتا تھا۔ آخری بات پر جو مسکراہٹ خان کے چہرے پر آئی تھی وہ کال کی دوسری طرف موجود شاہ بھی محسوس کر سکتا تھا۔

کیوں لالا ایسا بھی کون سا خزانہ ہاتھ لگ گیا جو تو اتنا خوش ہے؟'' اسکی مسکراہٹ پر شاہ نے بھی مسکراہ کر پوچھا۔

''خزانہ تو نہیں لیکن کسی کو تکلیف میں دیکھ کر عجیب سا سکون محسوس ہوا ہے آج، مائی گوڈ آج پتا چلا کہ جب کوئی ایسا شخص جس سے آپ سخت نفرت کرتے ہوں، اسے تکلیف ملے تو کتنا سکون ملتا ہے''خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ اسکی بات پر اب کی بار شاہ چونکہ۔

''خان تو کیا بات کر رہا ہے مجھے کھل کر بتا۔ کون تکلیف میں ہے، کسے تکلیف میں دیکھ کر تو خوش ہے؟'' خان کی باتوں نے اسے سہی معنوں میں پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اب پوچھنے پر جو بات خان نے اسے بتائی اسنے تو شاہ کے ہوش اڑا دیے۔ شاہ کو معلوم تھا کہ خان اور فلک کی آپس میں نہیں بنتی مگر وہ اس سے اسقدر نفرت کرتا ہے اس بات کا اسے اندازہ تک نہیں تھا۔ کہنے کو تو وہ صرف پندرہ سال کے تھے مگر وہ

آج کی نسل تھی، جو وقت سے پہلے بہت سے معاملات کو جان جاتی، کہنے کو شاہ اور خان دو جسم ایک جان تھے مگر ان میں زمین آسمان کا فرق تھا، شاہ جتنا دھیمے مزاج کا تھا خان اتنا ہی گرم، دھوپ چھاؤں کا ساتھ تھے دونوں۔

آج شاہ کو حقیقت میں خان کی سوچ پر افسوس ہوا آخر کو وہ کیسا بھائی تھا، سوتیلی ہی سہی فلک اسکی بہن تھی۔

"یقین مان یار آج تو دل بہت ہلکا محسوس کر رہا ہے، ویسے پتا نہی مر گئی کہ نہیں رک میں پتا کرتا ہوں اگر مر گئی تو میری طرف سے ٹریٹ پکی۔۔۔ ہاہاہا" بات پوری کرتے ہی اگلے ہی پل وہ اونچی آواز مین قہقہ لگا کر ہنسا اور بس شاہ کی ہمت جواب دے گئی۔

"تو پاگل ہوگیا ہے کیا خان، دماغ ٹھکانے ہے بھی کہ نہی کیا بکواس کر رہا ہے جانتا بھی ہے تو۔۔۔۔ بہن ہے وہ تیری، سگی نہ سہی مگر وہ تیری "شاہ فون پر چلایا جب خان نے اسکی بات بیچ میں ہی کاٹ دی۔

"نہیں ہے وہ میری بہن سنا تو نے نہیں ہے وہ میری بہن، نہ سگی نا سوتیلی، کوئی تعلق نہی ہے میرا اس سے نفرت ہے مجھے اس سے سنا تو نے "شاہ کے مقابل خان حلق کے بل چلایا۔ آج اپنے دوست کو بھی اس لڑکی کی طرف داری کرتا دیکھ کر اسکے دل میں اسکے لیے مزید نفرت پیدا ہو گئی، اسکی آنکھوں میں کئی آنسوں جمع ہو گئے، اسے وہ وقت یاد آگیا جب اسنے 9 سالہ فلک کو کھیل میں غلطی سے دھکا دیا تھا اور کیسے اکمل خان نے سب کے سامنے اسکے گال پر 3 تھپڑ جڑے تھے، وہ وقت اور آج کا وقت اسے فلک خان سے شدید نفرت محسوس ہوئی اور چھ سالوں میں یہ نفرت مزید بڑھتی گئی۔

آئندہ مجھے کبھی کال مت کرنا نہ کبھی بات کرنے کی کوشش کرنا، ہمارا "
تعلق آج سے ختم " یہ کہہ کر بنا کچھ سنے اسنے کال کاٹ کر شاہ کا نمبر بلاک لسٹ میں ڈال دیا۔ دوسری طرف شاہ نے اس سے بات کرنے کوشش کی اور دوبارا کال کرنے کی کوشش مگر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

خان کا غصہ کسی بھی صورت کم ہونے کو نا آرہا تھا اور غصے میں اسنے اپنا موبائل دیوار میں دے مارا۔

بیڈ سے اتر کر وہ دروازے کی طرف بڑھا جب پیر میں اسے شدید تکلیف محسوس ہوئی، لائٹ اون کر کے جب اسنے نیچے دیکھا تو کانچ کا ایک بڑا ٹکڑا اسکے پیر میں چبھا ہوا تھا وہ پیر پکڑ کر وہی زمین پر بیٹھ گیا۔

ایک شاہ کی باتیں اور دوسری پیر کی تکلیف اسکے آنکھوں سے بے اختیار آنسوں نکل آئے۔

"دینو چاچا، دینو چاچا کہاں ہے آپ" حلق کے بل چلاتے ہوئے اسنے اپنے خاندانی ملازم دین محمد کو آواز دی، جن کو حویلی فلک کے کاموں کے لیے رکھا گیا تھا، مگر خان کی ضد پر وہ اب انکے پاس آکر رہتے تھے۔

"خان میری جان۔۔۔ او مائی گاڈ وٹ ہیپنڈ ٹو یو" اسکے چلانے پر نتاشہ بیگم اور اکمل خان بھی دوڑے اسکے کمرے میں آئے جو کہ ظہر کے وقت ہی گھر آ گئے تھے اور اسکے بعد اکمل خان نے خود کو لائبریری میں بند کرلیا تھا، اب خان کی چیخیں سن کر وہ اسکے کمرے کی طرف بھاگے۔ سامنے کا منظر دیکھ کر وہ سر جھٹک کر رہ گئے جہاں نتاشہ بیگم اسکے آنسوں پونچھ رہی تھی اور دین محمد اسکے پیر کی بینڈیج کر رہے تھے۔

"دین محمد آپ کو اس گھر میں مفت کی روٹیاں توڑنے کے لیے نہی بلایا گیا، یہ صفائی کی ہے آپ نے کمرے کی دیکھے میرا بچہ کتنی تکلیف میں

ہے ‘‘ نتاشی بیگم نے بغیر انکی عمر کا لحاظ کیے انہے لتاڑا۔ جس پر وہ شرمندگی سے سر جھکا کر رہ گئے

’’ معافی بی بی صاحبہ ، ہم نے تو اپنی نگرانی میں صفائی کروائی تھی لیکن پتا نہی کیسے یہ ٹکڑا بابا کے کمرے میں آگیا ‘‘ جھکے سر کے ساتھ انہوں نے جواب دیا جس پر وہ ہنکارہ بھر کر رہ گئی ۔

’’ ہاہا پتا ہے کتنی نگرانی کروائی ہے ، بس مفت کی روٹیاں تڑوالوان سے ‘‘ سر جھٹک کر وہ دوبارہ خان کی طرف متوجہ ہوئی ، جو خاموش تماشائی بنے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں کھڑے اکمل خان اندر ہونے والی چک چک سے بے نیاز کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے جب انکی نظر ڈریسنگ مرر کی طرف اٹھی اور ایک پل میں انہیں ساری کہانی کا علم ہوگیا کیونکہ خان کے غصے سے سب واقف تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اس میں نوکروں کا کوئی ہاتھ نہیں ، جبکہ خان انکا جائزہ لینے میں مصروف

تھا کہ کب وہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگائے ویسے ہی جیسے انہوں نے آج فلک کو لگایا ہوگا۔

''کیا چل رہا ہے یہاں ؟'' انکی آواز پر نتاشہ بیگم نے انکی طرف دیکھا اور بولی

''دیکھے اکمل، خان کو کتنے برے سے چوٹ لگی ہے، میرا بچہ دیکھے کتنا خون بہہ گیا ہے اسکا''

''کوئی بات نہیں بیگم ایسی چھوٹی موٹی چوٹیں تو لگتی رہتی ہے'' یہ کہہ کر وہ پلٹ گئے اور خان اسے دل میں کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا، کیا اسکی تکلیف تکلیف نہیں تھی کیا؟ اس وقت اسے خود پر ترس اور فلک پر رشک آیا، مگر ساتھ ہی ساتھ نفرت کی جڑیں مزید مضبوط ہوگئی۔ حیران تو نتاشہ بیگم بھی رہ گئی انکی اس بیگانگی پر

دین محمد کمرا صاف کروائے۔۔۔۔۔میری جان کسی بھی چیز کی ''
ضرورت ہوں تو دین محمد کو بتا دینا'' دین محمد کو آرڈر دیتی وہ خان کی طرف متوجہ ہوئے اس سے بات کر کے اسکی پیشانی چومتی اکمل خان کے پیچھے ہولی۔

''چھوٹے خان کھانا لاؤ آپ کے لیے؟'' تھوڑی دیر بعد ملازم نے آکر پوچھا۔

نہیں جاؤ یہاں سے'' بازو آنکھوں پر رکھے اسنے جواب دیا''

''لیکن چھوٹے خان وہ بی بی صاحبہ۔۔۔۔۔''

کہا نہیں جاؤ یہاں سے ، بکواس کر رہا ہوں کیا، یا فارسی بول رہا ''
ہوں'' ملازم کی بات کاٹتے وہ درشتگی سے بولا

آج اسکے دل میں پلتی نفرت ایک سڑھی اوپر چڑھ چکی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''ویسے اکمل یہ آپ نے اچھا نہی کیا خان کے پاؤں میں گہری چوٹ لگی تھی ایک بار تو پوچھ لیتے کم از کم آپ کا ہی بیٹا ہے حالانکہ فلک کی دفعہ کیسے دوڑتے ہوئے گئے تھے آپ۔۔۔۔ یہ نہی کہ میں شکایت کر رہی ہوں مگر پھر بھی'' ہاتھوں پر باڈی لوشن ملتے ہوئے انہوں نے اپنے شوہر سے شکوہ کیا جو کسی کتاب کی ورق گردانی میں گم تھے، نتاشہ کا شکوہ سن کر ان کے چہرے پر ایک مسکراہٹ دوڑ آئی تو وہی فلک کے ذکر پر آج والا واقعہ یاد کر کے وہ غمگین بھی ہو گئے۔ ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے نتاشہ بیگم کو پاس بلایا اور بیڈ پر پاس بیٹھنے کو کہا، ان کے بیٹھتے ہی نرمی سے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا اور گویا ہوئے۔

''خان میرا بیٹا میرا مان ہے نتاشہ، اگر آج میں ہر چھوٹی چھوٹی بات پر اسکے آنسوں پونچھوں گا تو وہ بہادر کیسے بنے گا وہ, میرا فخر ہے وہ میں چاہتا ہوں کہ جب وہ آرمی جوائن کرے اور سورڈ آف اونر لا کر میرے سامنے

رکھے تب میں اسے گلے لگاؤں اور ساری دنیا کو فخر سے بتاؤ کے یہ میرا بیٹا میرا امان ہے، میرا دایاں بازو ہے یہ" انکی آنکھوں میں جلتی روشنی کے دیپ دیکھ کر نتاشہ بیگم بھی پر سکون ہو گئی۔

اور جہاں تک بات ہے فلک کی تو آئندہ سے میں اسکا ذکر نہیں سننا چاہتا" جہاں نتاشہ بیگم کو یہ بات سن کر ڈھیڑوں سکون دل میں اترتا محسوس ہوا وہی دوسری طرف صرف اکمل خان جانتے تھے کہ کس دل سے انھوں نے اتنی بڑی بات کہی ہے۔ مگر دو وجود اور بھی تھے جن کی آج دنیا بدل کر رہ گئی۔ ایک تو خان جو آج ہر حساب کتاب چکتا کرنے آیا تھا مگر اپنے باپ کی بات سن کر دل میں عہد کیا کہ سورڈ آف اونر تو وہ ضرور لے گا اور ساتھ ہی ساتھ فلک کے حوالے سے اپنے باپ کے خیالات سن کر وہ ایک انجانی خوشی محسوس کر رہا تھا، تو دوسری طرف فلک تھی جس نے آج کے رویے پر اپنے باپ سے معافی مانگنے کے

لیے فون کیا تھا جو کہ دینو چاچا انکے کمرے کی طرف لیجا رہے تھے، مگر اندر سے آتی آوازیں سن کر انھوں نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا جو کہ اب بند ہو چکا تھا مطلب کے فلک سب کچھ سن چکی تھی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''بہت فخر ہے نا آپ کو ایک بیٹے کا باپ بننے پر کرنل اکمل خان، بہت غرور ہے نا آپ کو کہ آپ کا بیٹا سورڈ آف اونر لے گا تو یہ میرا فلک خان کا وعدہ ہے آپ سے کہ اب نہ صرف وہ ائیر فورس جوائن کرے گی مگر سورڈ آف اونر بھی لیکر رہے گی، وہ اکمل خان کا مان، فخر اور غرور سب پاش پاش کر دے گی'' بے دردی سے اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے اسنے خود سے عہد کیا۔

- - - -

اسے ہسپتال میں مزید ایک ہفتہ رکھا گیا تھا۔ پچھلے ایک ہفتے میں وہ بہت کم گو ہوگئی تھی جس کی وجہ اماں اور تایا سرکار نے اسکی خراب طبیعت کو سمجھا، مگر اسکے اندر جو جنگ چھڑ چکی تھی اس سے ہر کوئی انجان تھا، اس ایک ہفتے میں اپنوں کے اصل رنگ اسکے سامنے واضع ہوئے

تھے، اماں تایا سرکار اور بی ماں کے علاوہ کسی نے اس سے آکر ملنا تو دور کی بات فون پر اطلاع لینا بھی ضروری نہ سمجھا۔ اکمل خان نے بھی ایک ہفتے سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ ہر کوئی اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھا، ہر کوئی پرسکون تھا سوائے دو نفوس کے۔ جہاں ایک طرف فلک اپنوں کے حقیقی رنگ دیکھ کر ایک فیصلہ کر چکی تھی، وہی دوسری طرف شاہ تھا جس نے ہر ممکنہ طریقے سے خان کو منانے کی کوشش کی تھی مگر وہ اسکی سنتا تو نا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج صبح ہی اسے ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا، اسے حویلی آئے رات ہوگئی تھی مگر چھوٹے تایا کی فیملی میں سے کوئی بھی اس سے آکر نہیں ملا تھا اور نہ ہی اسنے ایسی کوئی خواہش کی تھی، رات کے نو بج رہے تھے جب اسکے کمرے کا دروازہ کھلا۔

''اماں اس وقت مجھے تنگ نا کرے مجھے واقعی بھوک نہیں ہے'' اسے لگا اماں ہوگی کھانے پر بلانے کے لیے کیونکہ جب سے وہ واپس آئی تھی ایک نوالہ حلق سے نہیں اتارا تھا اور اب بھی موڈ نہ تھا۔ کوئی جواب نا پا کر اسنے دروازے کی طرف دیکھا جہاں اسکی چھوٹی تائی اور انکی نکمی اولادیں

کھڑی تھی (یہ فلک اور خان کی مشترکہ سوچ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چلو کسی بات پر تو دونوں بہن بھائی متفق ہوئے !!!!!) اسکے چہرے پر حیرانگی در آئی مگر جب پیچھے چھوٹے تایا کو کھڑا پایا تو سمجھ میں آیا کہ ضرور انکے اصرار پر یہ ٹولا اس وقت یہاں اسکے کمرے میں براجمان تھا۔

"فلک میرا پتر کیسا ہے تو۔۔ اور یہ کیا کروالیا میرے بیٹے نے "" چھوٹے تایا نے محبت بھرے لہجے میں بیڈ پر اسکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا، جس پر وہ مسکراہ کر رہ گئی (ایک اصل مسکراہٹ)، تایا سرکار، بی ماں اور اماں کے بعد چھوٹے تایا ہی تو تھے اس سے مخلص۔

''میں بلکل ٹھیک ہوں تایا ابو آپ بتائے آپ کا سفر کیسا رہا!!'' اشارہ انکے سفری دورے کی طرف تھا جن پر وہ چند دن پہلے ملک سے باہر گئے تھے۔

''میں ٹھیک میرا بچہ، لیکن تم نے یہ اپنی کیا حالت بنالی ہے'' لہجے میں فکر سموئے وہ پوچھ رہے تھے، جبکہ تائی اور انکے دونکمے یہ ساری کاروائی دیکھ کر ٹیڑھا منہ بنا رہے تھے جب اچانک چھوٹے تایا نے چھوٹی تائی کو متوجہ کیا۔

''ارے سفینہ وہاں صوفہ پر کیا بیٹھی ہوں، فلک کو نہیں پوچھوگی''

"کیسی ہوں فلک؟" اکبر خان کی بات پر انہوں نے مارے بندھے پوچھ ہی لیا۔ مگر فلک کے جواب نے تو انکے اوسان خطا کر دیے۔

"ویسی تو بلکل نہیں ہوں جیسا آپ چاہتی تھی" فلک کی اس بات پر جہاں اکبر خان چونکے وہی سفینہ بیگم کا رنگ فق ہو گیا۔ اور فلک اسے تو سہی موقعہ ملا تھا بدلے چکانے کا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں آپ کی بات بیٹا؟" اکبر خان نے حیرانگی سے پوچھا، اور سفینہ بیگم انہیں تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے، ایک پل کو تو دل چاہا کہ اس کالی بلی کا گلہ دبا دے. جس کے چہرے کی مسکان انہیں بے چین کیے ہوئے تھی۔

وہ تایا ابا میرا مطلب تائی ماں مجھے ہٹا کٹا دیکھنا چاہتی تھی لیکن ''
میں '' چہرے پر معصومیت سجائے ، آنکھیں پٹ پٹائیں وہ بولی تو اکبر خان کو اس پر اچانک بے اختیار پیار آیا اور انہوں نے اسکی پیشانی چوم لی۔

میرا بیٹا '' اسکے شانے کے گرد بازو پھیلائے اپنے ساتھ لگائے اب وہ '' اس سے باتوں میں مگن تھے۔

اپنے شوہر کو یوں پرائی اولاد کے لاڈ اٹھاتے ہوئے دیکھ کر انکے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔

سہی کہتی ہے بھابھی بیگم یہ فلک اور اسکی ماں دونوں بلائیں ہیں، ''
رخسانہ بھابھی اپنا گھر تو بسا نہیں پائی اور اب میرے گھر کا چین و سکون لوٹنے پر آئی، ڈھیٹ مرتی بھی تو نہیں ہے، اف مصیبت کیا تھا جو خدا اس فلک کی جگہ کسی فہد کو ہی بھیج دیتا''۔ اپنی سوچوں میں کڑھتے ہوئے انکی نظر اپنے شوہر اور اس حرافہ کی طرف گئی جو اب بھی لاڈ اٹھوانے میں مصروف تھی، پھر ایک نظر اپنی اولاد کو دیکھا جو ہر چیز سے بے نیاز اپنے ٹکر ٹکر مطلب کے موبائل میں مصروف تھی، جنھیں دیکھ کر انہیں پھر سے غصہ آگیا اور انکی طبیعت بعد میں سہی کرنے کا سوچتے ہوئے اپنے شوہر کی جانب متوجہ ہوئی۔

'' اکبر اب بس بھی کرے بچی کو آرام کرنے دے تھک گئی ہوگی بیچارررری'' لہجے میں فکر سموئے، بیچاری پر زور ڈالتے ہوئے وہ بولی۔

''ہاں بھئی وقت تو بہت ہو گیا ہے'' گھڑی کی طرف ایک نگاہ ڈالے، اسکے ماتھے پر بوسہ دیے وہ کمرے سے باہر چل دیے پیچھے انکی پلٹون بھی۔

''ویسے تائی میں نے ہسپتال میں آپکا اتنا انتظار کیا، مگر نہ آپ آئی اور نہ ہی آپ کی کال، اور تو اور جبران اور زرش بھی نہیں آئیں'' چہرے پر وہی ازلی معصومیت، آنکھوں میں شرارت سموئے وہ بولی۔ اسکی اس بات پر جہاں اکبر خان کے ماتھے پر بل پڑے، وہی سفینہ بیگم کا سانس گلے میں اٹک گیا، اور یہی حال جبران اور زرش کا بھی تھا، جبکہ کہنے والی تو کہہ کر اب نئے ڈرامے کے انتظار میں تھی، جو کہ کچھ منٹ بعد نیچے تایا ابا کے پورشن میں لگنے والا تھا۔ ایک اہم کارنامہ سرانجام دینے کے بعد

اب وہ پر سکون سی آنکھیں موند گئی مگر ساتھ ہی بہت سے لوگوں کا سکون بھی غارت کر گئی۔

اکبر خان نے ایک غصیلی نگاہ اپنی بیگم اور بچوں پر ڈالی، انکی نگاہیں خطرناک حد تک سنجیدہ تھی، جس کا سفینہ بیگم صرف ایک مقصد اخذ کر پائی تھی انکی بے عزتی۔

ایک نظر اس کالی بلی پر ڈالے اپنے ماتھے پر آئے ٹھنڈے پسینے صاف کرتی وہ اکبر خان کے پیچھے ہولی۔

- -

تھوڑی دیر بعد نیچے سے آوازے آنا شروع ہو گئی جس کا مطلب سمجھتے ہوئے ایک پر سکون سی مسکراہٹ اسکے چہرے پر آئی اور اب کے وہ سائڈ لیمپ اوف کرتی وہ نیند کی آغوش میں سما گئی

- -

''روٹھے ہو تم، تم کو کیسے مناؤں پیا، بولو نا، بولو نا اااا''۔ سر پر ڈوپٹا سجائے خان کے کندھے سے لگے، وہ اس روٹھے پیا کو منانے میں مصروف تھا، مگر روٹھے پیا نے نہایت بے دردی سے اسے جھٹکا دیا، مگر وہ پھر بھی ڈھیٹ بندروں کی طرح اس سے چمٹا رہا۔

''اجی سنتے ہوں، اس غصے کی وجہ تو بتا دیجیے میرے سر کے سائیں''' کندھے پر ہنوز تھوڑی ٹکائے وہ نہایت لاڈ سے پوچھ رہا تھا۔ مگر

دوسری طرف نولفٹ کا بورڈ لگا تھا، لیکن وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا ہار ماننا تو اسنے بھی نا سیکھا تھا۔

کبھی وہ خان کی تھوڑی ہلاتا، تو کبھی حسیناؤں کی طرح بالوں میں ہاتھ پھیرتا، تو کبھی اسکی ہلکی ہلکی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا، مگر اب تو حد ہو گئی کیونکہ اب وہ اسکی داڑھی پر اپنے ہاتھ کی جگہ لب رکھ چکا تھا، اور یہی خان کی برداشت جواب دے گئی۔

''کیا بدتمیزی ہے یہ!!!'' اسے خود سے پرے دھکیلتا وہ غصے سے بولا، مگر سامنے والا تو اخیر ڈھیٹ نکلا۔

"شکر ہے سرتاج آپ نے اس کنیز کو بات کے قابل تو سمجھا" ڈوپٹا منہ کے کونے میں دبائے وہ آنکھیں پٹ پٹا کر بولا۔جس پر خان صرف آنکھیں گھما کر رہ گئے۔

"ہو گئی تیری ڈرامے بازی، اب جا مجھے پڑھنا ہے تنگ نا کر" خان کو کسی بھی صورت مانتا نا دیکھ کر اب وہ بھی سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا جو کتابیں کھولے پڑھنے میں مصروف تھا۔

"خان اب غصہ تھوک بھی دے یار ایک ہفتہ ہونے کو آیا ہے مگر نہ تو اپنی انا سے پیچھے ہٹ رہا ہے اور نا ہی شاہ، یار کیوں ایک چھوٹی سی بات۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

''چھوٹی، چھوٹی سی بات نہیں ہے یہ اسنے اس لڑکی کو مجھ پر فوقیت دی، اس تھرڈ پرسن کو اپنے بیسٹ فرینڈ پر ترجیح دی اسنے، وہ کہتا ہے کہ میں غلط ہوں۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں غلط ہوں نا تو کیوں کی مجھ سے دوستی، رکھے اپنی دوستی اپنے پاس مجھے کسی احسان کی ضرورت نہیں'' یہ کہتے ہی وہ دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''خان!!!مگر''

''بس'' وہ جو کچھ کہنے والا تھا اسکے ہاتھ اٹھا کر ٹوکنے پر لب بھینچ کر رہ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب خان کسی کی نہیں سنے گا، اور بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''یار وہ بہت زیادہ بدگمان ہوگیا ہے تجھ سے ، میری بھی نہیں سنی اسنے''۔ اس وقت وہ دونوں اپنا پیریڈ بنک کر کے کینٹین میں بیٹھے تھے۔

''مجھے تو سمجھ نہی آرہی کہ کیا کروں۔۔۔ ایک تو اسنے ہر جگہ سے بلاک کیا ہوا ہے اگر سکول میں بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو اگنور۔۔۔۔'' سر ہاتھوں میں گرائے وہ اس وقت شدید پریشان تھا۔

''ویسے شاہ ایک بات کہوں'' اسے یوں پریشان دیکھ کر اسنے کہا۔

''یار تو خان کو اسکے حال پر چھوڑ دے مطلب کے دیکھ وہ اسکا فیملی میٹر ہے تو اسکی وجہ سے اپنی اور اسکی دوستی خراب نا کر'' اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ بولا۔

''مگر یار وہ غلط ہے ہم اسکے دوست ہیں ہمیں اسے سمجھانا چاہیے نا کے غلط مین اسکا ساتھ دینا چاہیے''

''تو صحیح کہہ رہا ہے مگر ہم اچانک اسے پریشرائز نہیں کر سکتے اور اسے سمجھانے کے لیے اسکا ہمارے ساتھ ہونا ضروری ہے ویسے بھی آج کل اسکا ارحم کے گروپ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو گیا ہے اور تو جانتا ہے نا کہ وہ کیسا ہے,!!!!'' آرام سے بات کرتے ہوئے وہ شاہ کو سمجھا رہا تھا جس کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بات سمجھ رہا تھا

''مگر ملک''

ششش'' اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہے ملک نے اسنے چپ کروادیا''

تھا۔

یہ تین دوستوں کا گروپ تھا جس میں خان، شاہ اور ملک تھے، صرف وہی تینوں تھے جو ایک دوسرے کو یوں بلاتے تھے کیونکہ باقی سب انہیں انکے اصل نام سے بلاتے تھے، مگر یہاں بھی ایک ایسا وجود تھا جو انہیں انکے اصل نام کی بجائے خان، شاہ اور ملک کہہ کر بلاتا تھا، جو کوئی اور نہیں بلکہ فلک تھی، فلک ان تینوں کے ساتھ بچپن سے ایک ہی سکول میں پڑھتی آئی تھی، وقت کے ساتھ ساتھ شاہ اور ملک کی فلک کے

ساتھ اچھی دوستی ہوگئی تھی مگر خان کی وجہ سے انہوں نے اس دوستی کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ وہ ابھی تک اکٹھے ایک ہی سکول میں زیر تعلیم تھے اور یوں انکی دوستی مزید گہری ہو چکی تھی۔

- -

ملک کے سمجھانے کے بعد شاہ نے بہت کوشش کی خان سے بات کرنے کی مگر وہ تو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتا۔

آج پندرہ دن بعد وہ سکول آئی تھی، جب اسکا سامنا ارحم کے گروپ سے ہوا تھا۔

''دیکھو بھئی کون آیا لوگوں کے گھر خراب کرنے والی بلا'' جملہ ارحم نے کسا تھا اور اسی پر کسا تھا۔ جسے اگنور کیے وہ آگے بڑھنے لگی

ارحم انکا سینیئر تھا جو کہ ایف۔ایس۔سی کا سٹوڈنٹ تھا

''ارے ارے کہاں جا رہی ہوں، زرا ہمیں بھی تو سکھاؤ یہ ادائے۔'' کہتے ہی اسنے فلک کا ہاتھ تھام لیا۔ جسے چھڑوانے کی اسنے کوشش کی مگر بے سود۔

''ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے ہم سے بھی دو گھڑی ہس کر مسکرا کر بات کر لیا کروں'' اور ساتھ ہی اسکا ہاتھ فلک کے سکارف کی طرف بڑھا۔ جسے اس سے پہلے وہ کھینچتا ایک زوردار مکہ اس کے چہرے پر پڑا۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔بی ماں قسم اللہ پاک کی آپ بھی اگر تائی اماں کا چہرہ دیکھ لیتی ''نا تو آپ بھی ابھی تک ہنس رہی ہوتی۔۔۔ہنہ بڑی آئی مجھے سبق سکھانے والی، الٹا میں نے انہیں ایسا سبق سکھایا ہے کی کبھی غلطی سی بھی فلک خان سے پنگا نہیں لے گی'' اس وقت وہ اسلام آباد اپنی بی ماں کے پاس تھی جو اسکے تایا سرکار کی بیوی تھی۔

بی ماں اور تایا سرکار کے تین بچے تھے دو بیٹے اور ایک بیٹی، بیٹے دونوں ٹوئنز تھے اور اب انگلینڈ میں زیر تعلیم تھے، جب ایک بیٹی روشا نے جو کہ فلک سے عمر میں پانچ سال چھوٹی تھی۔

بی ماں کا تعلق ایک بروکن فیملی سے تھا، انکے ماں باپ دونوں دوسری شادی کر کے اپنی زندگیوں میں مصروف تھے ایسے میں بی ماں کو انکے دادا دادی نے پالا تھا۔ اب جب وہ فلک کو دیکھتی تو اس میں اپنا آپ نظر آتا مگر وہ انکی نسبت مضبوط لڑکی تھی، جس نے اپنی خامیوں، ذات کی محرومیوں کو کبھی خود پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ انہیں فلک سے بے انتہا محبت تھی، مگر فلک کے ساتھ ساتھ خان بھی انہیں اتنا ہی عزیز تھا۔

خان کی ذات میں موجود خامیاں سب سے پہلے بی ماں پر ہی عیاں ہوئی تھی، فلک نے ایک رشتہ کھو کر بہت سے رشتے پائے تھے، مگر تایا سرکار اور بی ماں کے علاوہ ہر کوئی اس بات سے انجان تھا کہ جو رشتہ فلک نے کھویا ہے وہ تو کبھی خان بھی نہیں پا سکا۔ اور شاید خان کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اسکے دل کا راز کوئی اور بھی پا چکا تھا۔

''بس کردو فلک کتنی بری بات ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تمھیں'' بی ماں جہاں اسکی بات سے لطف اندوز ہوئی وہی اسے تنبیہ کرنا نہیں بھولی، یہی تو انکی خاصیت تھی، وہ ایک دھیمے مزاج کی خاتون تھی، انکا شمار ان عورتوں میں ہوتا تھا جو واقعی گھر کو جنت بنا دے۔

''ایوی بس کردو نہ لیتی پنگا پھر۔۔۔میں بھی فلک خان ہوں ایسے تو نہیں بخشتی میں'' اپنے فرضی کالر جھاڑتی وہ ایک ادا سے بولی۔

وہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی باتیں کررہی تھی کہ اچانک ٹی وی پر نشر کی جانے والی خبر نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

آج پھر ایک ذی روح کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوا تھا، ایک اور وجود نے اس مٹی کے لیے اپنی جان کا نظرانہ پیش کرنا تھا۔

مگر اس بار وجود مرد کا نہیں ایک عورت کا تھا۔

آج صبح ہی قوم کی بیٹی فلائنگ آفیسر مریم مختیار نے شہادت کا جام پیا تھا۔

23 سال کی کم عمری میں شہادت کو گلے لگانے والی وہ اون ڈیوٹی پہلی فیمل پائلٹ تھی۔

بی ماں نے افسوس سے ایک نظر ٹی وی کو دیکھا پھر ساتھ بیٹھی فلک کو جس کی پلکے بنا جھپکے ٹی وی پر ہنوز قائم تھی۔ ایک عجیب سی چمک تھی اسکی آنکھوں میں جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھی۔

''فلک کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہوں؟''

''بی ماں میں بھی ایر فورس جوائن کروں گی'' اسکے جواب پر وہ مسکراہ کر رہ گئ جس کی نظریں ہنوز ٹی وی پر جمی تھی۔

''تو کر لینا میری جان'' محبت سے بھرے لہجے میں وہ بولی۔

"مجھے صرف ایر فورس جوائن نہیں کرنی۔۔۔مجھے اس جیسا بننا ہے" کہتے ہی اسنے انگلی ٹی وی پر کی جہاں شہید مریم مختیار کی تصویر چلائی جا رہی تھی۔ اسکا لہجہ اس قدر پختا تھا کہ ایک پل کو بی ماں کے دل کو کچھ ہوا۔ ماحول ایک دم اداس ہوگیا۔

"ہمم تو میری بیٹی دوسری مریم مختار بنے گی" ماحول کی اداسی کو کم کرنے کے لیے انہوں نے مسکراہ کر پوچھا۔

"دوسری کیوں ؟" انکی بات پر اسنے انہیں یوں دیکھا گویا اسے یہ بات پسند نا آئی۔

بی ماں میں دوسری مریم مختیار نہیں بلکہ پہلی فلک خان بنوگی جو نہ صرف سورڈ آف اونر لے گی بلکہ شہادت کے رتبے پر فائز ہو کر اس دنیا پر یہ حقیقت واضح کر دے گی کہ دنیا میں نام صرف بیٹے ہی روشن نہیں کرتے" اسکی اس قدر سنجیدگی سے کی جانے والی بات پر بی ماں نے حیرانگی سے اسے دیکھا گویا یہ وہی فلک ہے جو چند منٹوں پہلے اپنے اس بچوں جیسے کارنامے پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

مگر اسکی بیٹا اور بیٹی والی بات نے بی ماں کو سوالوں کے بھونڈر میں لا کھڑا کیا تھا۔

"میری جان یہ کیا بات کی ہے آپ نے" اپنے اندیشوں سے ڈرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

‘‘آخر آپ کے دماغ میں یہ بیٹا اور بیٹی کے فرق والی بات کیسے آئی ؟’’

کچھ نہیں بی ماں ‘‘آہستہ آواز میں انہیں جواب دیتے وہ وہاں سے چلی گئی۔’’

اور بی ماں پر سہی معنوں میں یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ ماں باپ کی جگہ کبھی بھی کوئی نہیں لے سکتا۔ انہیں تو ہمیشہ یہی گمان رہا کے اکمل خان کی کمی باقی سب افراد نے ملکر پوری کردی تھی مگر یہ انکی خام خیالی نکلی۔

حالانکہ فلک کی بات زیادہ بڑی نہیں تھی مگر بی ماں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی تھی۔

- -

وہ اس وقت لائبریری کی طرف جا رہا تھا جب اسے راستے میں ایک خالی کمرے سے ہنسنے کی آوازے سنائی دی، وہ انہیں اگنور کرتا آگے بڑھنے والا تھا جب خان کے نام پر وہ چونکہ، جب اسنے دروازے کی اوٹ سے اندر جھانکا تو ارحم اور اسکے گروپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا جو کلاس بنک کر کے وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

''ویسے یار ارحم ایک بات تو بتا یہ خان کا کیا چکر ہے استاد!!!'' اسکے ایک چمچے نے حیرانگی سے پوچھا جس پر وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔

شاہ نے جلدی سے ملک کو مسیج کر کے خان کو اس طرف لانے کو کہا وہ آج خان پر ارحم کی اصلیت واضع کر دینا چاہتا تھا۔

''ابے یار چکر کیا ہونا ہے۔۔ کرنل کا بیٹا ہے سالا اور دماغ ایک آنے کا بھی نہیں ہے اس میں،، بے وقوف لیکن آسامی تگڑی ہے یار۔ اس سے دوستی کا مطلب اپنے وارے نیارے''۔ اسکے اس جواب پر اسکے باقی ساتھی ہنسنے لگے جبکہ شاہ یہ سب کیمرے کی آنکھ میں ریکارڈ کر رہا تھا کیونکہ ملک اور خان کو آنے میں وقت لگ جاتا۔

''مگر یار اسکی وہ جو بہن ہے نا۔۔۔ کیا نام ہے اسکا ہاں فلک۔۔۔ فلک خان۔۔۔ اف جانی آفت ہے آفت۔۔ خان سے اگر یونہی دوستی رہی نا تو وہ ہیرہ ایک دن تیرے بھائی کا ہوگا، اسکے بعد بے شک تم لوگ

بھی فائدہ لے لینا مگر پہلی باری میری ’’فلک کے بارے میں اتنے نیچ لفظ سن کر شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر یہ وقت جذبات سے کام لینے کا نا تھا۔

انکی باتوں کی ساری ریکارڈنگ کر کے وہ دبے پاؤں وہاں سے چلا گیا۔

ملک کو جس وقت اسکا مسیج ملا تھا تب تک چھٹی ہو چکی تھی اور بہت سے طلبا و طالبات اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ موبائل سائلنٹ ہونے کی وجہ سے اسنے اب مسیج پڑھا تھا، اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دے پاتا اسے واٹس ایپ پر ایک وڈیو موصول ہوئی جو کہ شاہ نے بھیجی تھی۔

"میں خان کے ساتھ کانٹیکٹ میں نہیں ہوں یہ اسے دکھا دینا" شاہ کی بھیجی گئی وڈیو کے ساتھ پیغام پڑھ کر ملک نے جلدی سے وڈیو اوپن کی جیسے جیسے وہ وڈیو دیکھتا گیا اسکے پیروں تلے زمین کھسکتی رہی، اسکی نظریں اچانک ہی مین گیٹ کی طرف گئی جہاں سے خان باہر جا رہا تھا۔

ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر وہ اس تک پہنچا اور اسے اپنے ساتھ ایک ویران گوشے کی طرف لے آیا۔

"ملک کیا ہے یار یہاں کیوں لایا ہے مجھے۔۔۔ گھر جانا ہے ڈرائیور باہر کھڑا۔۔۔۔"

خان کچھ ضروری بات کرنی ہے ابھی" اسکی بات کاٹتے ہوئے وہ بولا۔

"ابھی یار گھر جا کر۔۔۔۔"

نہیں گھر جا کر نہیں ابھی کرنی ہے بلکہ کچھ دکھانا ہے" خان کی بات ایک بار پھر کاٹتے ہوئے، بنا ایک بھی لمحے کی تاخیر کیے اسنے موبائل اسکے سامنے کر دیا۔

اور خان جو کچھ کہنے والا تھا وڈیو دیکھتے ہی اسکے الفاظ منہ میں رہ گئے۔ جیسے جیسے وڈیو چلتی گئی اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

اس کمینے کی یہ جرات ، چھوڑوگا نہیں میں اسے ‘‘ اس وقت وہ کسی زخمی ’’ شیر سے کم نا تھا۔

خان آرام سے یار ‘‘ اسے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے ملک بولا۔ ’’

آرام سے کیا مطلب ہے آرام سے ، اسنے ہمارے گھر کی عزت کے ’’ بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں میں چھوڑوگا نہیں ، اسنے خان کو کیا سمجھ رکھا ہے ‘‘ خان کو اتنا غصہ اپنے مزاق اڑائے جانے پر نا آیا تھا جتنا غصہ اسے ان الفاظ پر آیا تھا جو اسنے فلک کے لیے استعمال کیے تھے ۔ آخر کو جو بھی تھا وہ اسکے خاندان کی عزت تھی ۔

خان کو فلک کے لیے یوں دیکھ کر ملک کو دلی خوشی ہوئی تھی اسے معلوم تھا کہ ایک دن تو خون اپنا اثر دکھائے گیا، کیا ہوا جو خان اسے اپنی بہن نہیں مانتا مگر آج فلک کے حوالے سے خان کے احساسات نے ایک بات ملک پر آشکار کر دی تھی کہ زبان سے کہہ دینے سے کبھی بھی رشتے ٹوٹا نہیں کرتے۔

''خان وقت دیکھ چھٹی ہو گئی ہے اور اگر تو اس سے لڑے گا تو بات انکل تک پہنچے گی'' ملک نے اسے سمجھانا چاہا

''تو اب میں کیا کروں اس کمینے کو ایسے ہی جانے دوں'' غصے سے چلاتا وہ پوچھنے لگا۔

''نہیں یار ہم یہ ویڈیو پرنسپل سر کو دکھائے گے، دیکھنا وہ اس کا ضرور کوئی حل نکالے گے، اب تو گھر جا کل دیکھے معاملہ ویسے بھی یہ معاملہ فلک کے سکول جوائن کرنے سے پہلے ہی حل ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے'' سمجھانے والے انداز میں وہ اس سے گویا ہوا۔

''ٹھیک ہے تو کہتا ہے تو مان لیتا ہوں کل ملے گے'' اسکی بات مانتے ہوئے خان اس سے بغلگیر ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھا جب اچانک ملک کے الفاظ نے اسکے قدم روکے۔

''خان۔۔۔۔۔ سچے دوستوں کو کبھی کھونا نہیں چاہیے'' موبائل ہوا میں لہراتے، چہرے پر مسکان سجاتے وہ بولا، اسکا اشارہ شاہ ہی طرف تھا

جس کی بدولت خان آج غلط لوگوں کی کمپنی میں جانے سے بچ گیا۔ ملک کی بات سمجھتے ہوئے خان بھی مسکراہ دیا گویا وہ اسکی بات سمجھ چکا تھا۔

"انشاالله پھر ملاقات ہوگی" یہ کہتا وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ پیچھے ملک بھی ہونٹوں پر سیٹی کی دھن بجائے اپنے بیگ کی طرف بڑھا ساتھ ہی ساتھ اسکا دھیان ارحم کی کل ہونے والی حالت کی طرف بھی چلا گیا کیونکہ اسے اس بات پر پکا یقین تھا کہ خان چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔

- -

"ارے یہ کہاں کی تیاری ہے؟" بی ماں صبح اسکو سکول یونیفارم میں ملبوس بریڈ انڈے سے انصاف کرتا دیکھ کر حیرت سے بولی۔

''سلام بی ماں ۔۔۔۔ کہاں کی تیاری ہونی ہے سکول جا رہی ہوں آج''۔ انہیں سلام کرتے ہوئے فلک نے جواب دیا۔

''وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے مگر جان ابھی آپکا زخم ٹھیک نہیں ہوا اگر آپکے سکول جانے کا علم آپ کے تایا سرکار کو ہوگیا تو بھئی میری تو خیر نہیں''

''بی ماں زخم ٹھیک ہے بلکل میرا اور اب میں سکول سے اور چھٹیاں نہیں لے سکتی، پیپرز آنے والے ہیں پہلے ہی بہت حرج ہوگیا ہے میرا'' تیزی سے کھاتے ہوئے، بی ماں کو جواب دیتے ہوئے اسکی نظریں کلاک کی طرف تھی۔

''اچھا آرام سے کھاؤ اتنی تیزی کس بات کی ہے؟'' اسے سرزنش کرتے ہوئے دودھ کا گلاس اسکے سامنے رکھا جسے وہ منہ بناتے ہوئے پی گئی۔

''ویسے بی ماں روشانے کب واپس آئے گی؟ میں اسے بہت مس کر رہی ہوں'' اسنے بی ماں سے سوال کیا۔

''بیٹا اب یہ تو تمھارے تایا کی واپسی پر انحصار کرتا ہے، تم جانتی ہوں نا کہ وہ اپنے ابا سے کتنی اٹیچ ہے کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے کہ وہ صرف جمیل کی بیٹی ہے'' چائے کی چسکی لیتی وہ مزے سے بولی، جبکہ فلک کا رنگ ایک دم پھیکا پڑ گیا، کاش وہ بھی اپنے باپ کی لاڈلی ہوتی، کاش کے اسکا

باپ بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتا، اسکا دل ایک دم سے ہر دل سے اچاٹ ہوگیا۔ کھانا ادھورا چھوڑتے وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

اچھا بی ماں مجھے اجازت اب میں چلتی ہوں" کہتے ہی اپنا سر پیار لینے کے لیے انکے آگے کیا۔

''ارے بیٹا ناشتہ تو کرتی جاؤ'' اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتی وہ بولی۔

''نہیں بی ماں بس کرلیا میں کمرے سے بیگ لے آؤ آپ شرفو چاچا کو گاڑی نکالنے کا کہہ دے"

- - - - - - - - - - - - -

آج پورے راستے وہ اپنے اور اپنی ماں کے بارے میں سوچتی آئی تھی، جس طرح اسکے باپ نے ان دونوں کو تن تنہا چھوڑ دیا تھا ایسے میں تایا سرکار، بی ماں اور تایا ابو کا ساتھ کسی کرشمے سے کم نا تھا، اگر وہ لوگ بھی ان سے منہ پھیر لیتے تو کیا وہ جی پاتی۔ وہ اپنی پڑھائی کی وجہ سے تایا سرکار کے گھر آکر رہتی تھی، شروع شروع میں تو اسنے اماں پر زور ڈالا مگر اکمل خان کا ماننا تھا کہ وہ رخسانہ بیگم کا سایہ بھی اس شہر میں برداشت نہیں کرسکتے۔ وہ ہفتے میں صرف ایک دن اماں کے پاس رہتی وہ بھی کبھی کبھی وہ مہینے بعد انکی شکل دیکھ پاتی، کتنا ظالم باپ تھا اسکا اپنی زندگی میں تو وہ پر سکون تھے مگر اسکی زندگی میں بے سکونی پھیل چکی تھی۔ انہی سوچوں میں کب سکول آیا اسے پتا نا چل سکا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

آج وہ پندرہ دن بعد سکول آئی تھی۔ پندرہ دن پہلے اماں کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا جس نے صحیح معنوں میں توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اسے وجہ معلوم نہیں تھی اور نہ ہی جاننے کی ضرورت پڑی کیونکہ اکمل خان پچھلے دنوں حویلی آئے تھے، مگر حیرت تو اسے اس بات کی ہوئی جب اسکے باپ کو اطلاع دینے پر یہ کہہ کر کال کاٹ دی کہ فکر کی ضرورت نہیں وہ اتنی آسانی سے نہیں مرے گی۔ اور فلک وہ تو اپنے باپ کی سنگدلی پر حیران رہ گئی مانا کہ اسکا باپ اس عورت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا مگر اسکی تو وہ ماں تھی نا۔

سکول میں اسکا سامنا سب سے پہلے ارحم کے گروپ سے ہوا تھا۔

''دیکھو بھئی کون آیا لوگوں کے گھر خراب کرنے والی بلا'' جملہ ارحم نے کسا تھا اور اسی پر کسا تھا، جسے اگنور کیے وہ آگے بڑھنے لگی۔

''ارے ارے کہاں جا رہی ہوں، زرا ہمیں بھی تو سکھاؤ یہ ادائے'' کہتے ہی اسنے فلک کا ہاتھ تھام لیا، جسے چھڑوانے کی اسنے کوشش کی مگر بے سود۔

''ہاتھ چھوڑو میرا ارحم'' لہجے میں ناگواری سموئے وہ غصے سے بولی۔

''ارے میری جان اتنا غصہ'' خباثت سے ہنستا ہوا وہ چہرہ اسکے پاس کر کے بولا۔

فلک نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی مگر کوئی فاہدہ حاصل نا ہوا، اسکی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔

''ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے ہم سے بھی دو گھڑی ہنس کر مسکرا کر بات کرلیا کروں'' اور ساتھ ہی اسکا ہاتھ فلک کے سکارف کی طرف بڑھا۔

- -

شاہ اور خان اکٹھے سکول میں داخل ہوئے تھے جب سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس سے پہلے کے ارحم اسکا سکارف اتارتا خان بھپرے شیر کی مانند اسکی طرف بڑھا اور اسے پیٹنا شروع

کر دیا جس میں شاہ نے اسکا برابر کا ساتھ دیا۔ اور فلک تو اپنی جگہ سن سارا تماشا دیکھ رہی تھی جب کسی نے ملک کو بلایا۔

''شایان۔۔۔شایان وہ وہاں۔۔۔۔۔'' ملک جو ابھی سکول آیا تھا اپنے فیلو کی بات پر اسنے گراؤنڈ کی طرف دیکھا جہاں وہ دونوں اسکی درگت بنانے میں مصروف تھے اور ملک کی تو آنکھیں پھٹنے کو آگئی۔

بہت جلد بات ٹیچرز اور پرنسپل تک پہنچ گئی۔ گراؤنڈ میں طلبا کا رش حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا، کوئی اس لڑائی سے لطف اندوز ہو رہا تھا تو کوئی لائکس کے چکر میں وڈیو بنانے میں مصروف تھا، ایسے میں سکیورٹی نے آکر وہاں سے رش ہٹایا۔

سپیکر میں ابھرتی پرنسپل کی آواز نے ناصرف طلبا کو کلاسسز میں جانے پر مجبور کر دیا بلکہ آج اوورٹائم بھی رکھ دیا گیا۔

اب گراؤنڈ میں صرف وہی چاروں رہ گئے تھے۔

"دلاور خان ، ہارون شاہ ، شایان ملک اور فلک خان آپ چاروں اسی وقت میرے کمرے میں آئے"۔

پرنسپل آفس میں آتے ہی ان چاروں سے ایک ایک کرکے پوری کہانی سنی گئی اور آخر میں پرنسپل کے سامنے وہ ویڈیو بھی رکھ دی گئی۔ جسے دیکھتے ہی ارحم پر پانچ سال کے لیے تعلیمی اداروں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ جس پر ان چاروں کے چہروں پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"صاحب وہ اکمل خان آئے ہیں" پیون کے بولنے پر وہ چاروں چونکے جبکہ وہ اپنی مخصوص چال چلتے ہوئے پرنسپل کے سامنے بیٹھ گئے۔ ایک نظر اپنے سپوت کو دیکھا جس کا حال بے حال ہوا پڑا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے، ہونٹ پھٹے ہوئے اور شرٹ کے اوپری دو بٹن ٹوٹے ہوئے تھے۔

اکمل خان کے آنے پر پرنسپل نے ایک بار پھر انہیں ساری داستان سنائی اور ساتھ ہی انہیں خان جیسے بیٹے کے ہونے پر تعریف بھی کی جس پر انکا سر فخر سے بلند ہو گیا۔

آخر میں ان چاروں کو باہر جانے کی اجازت دی گئی۔

باہر نکلتے ہی شاہ اور خان نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے پورے کوریڈور میں انکے قہقہے گونجے اور بنا ایک دوسرے سے کوئی گلہ کیے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ شایان یہ ساری کاروائی دیکھ کر مسکرا اٹھا جبکہ فلک انسے تھوڑی دور جا کر کھڑی ہو گئی۔

اکمل خان نے باہر نکلتے ہی خان کو دیکھا اور بنا کچھ کہے اسے گلے لگا لیا، جہاں یہ منظر اوروں کے چہرے پر مسکراہٹ لے آیا وہی فلک کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔

آج تمنے میرا سر فخر سے بلند کر دیا دلاور'' اسکا شانہ تھپکتے ہوئے وہ'' بولے۔ اس بات سے انجان کے وہ بھی وہاں انکے گلے لگنے کی منتظر تھی۔

فلک اکمل خان'' وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب پرنسپل کے بلانے پر'' ہوش میں آئی

فلک خان۔۔۔۔ میرا نام فلک خان ہے نہ کہ فلک اکمل خان'' اپنے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پرنسپل کو کہتے بنا کوئی اور بات سنے وہ وہاں سے چل دی۔

''تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہییے تھا'' وہ اس وقت سکول گراؤنڈ کی سیڑھیوں میں بیٹھی نا جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی جب اسکے پیچھے سے آواز ابھری، نظر اٹھا کر دیکھا تو شاہ کو پایا جو اب اسکے برابر میں آکر کھڑا ہو گیا تھا، اسنے بات تو فلک سے کی تھی مگر نظریں گراؤنڈ کی طرف تھی۔

تمہیں کچھ معلوم نہیں ہے" اسکی بات سنتے ہی فلک ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے بولی۔

"جو بھی تھا یوں سب کے سامنے تمہیں انکل سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ آخر کو وہ باپ ہے تمہارے" اسنے اپنی عادت سے مجبور نارمل سے لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی مگر شاید وہ بھول گیا تھا کہ وہ فلک خان ہے، جب دلاور خان کسی کی نہیں سنتا تو وہ تو پھر دلاور سے بھی دو ہاتھ آگے کی شے تھی۔

"باپ!!" وہ استہزایہ انداز میں ہنستی اس کے برابر میں کھڑی ہو گئی یوں کے دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے سامنے تھے۔

انکا تعلق صرف دلاور خان سے ہے، تم نے شاید انکے چہرے پر آج وہ خوشی اور فخر نہیں دیکھا جو صرف ایک بیٹے کا باپ ہونے سے ہوتی ہیں''

''ہاں لیکن وہ صرف اس لیے کیونکہ دلاور نے کام ہی ایسا کیا ہے کیا تمہیں فخر محسوس نہیں ہوتا کہ آج تمہارا وہ بھائی تمہیں بچانے آگے بڑھا تھا جس سے تم نفرت کرتی ہوں''۔ شاہ نے اپنی طرف سے ایک مضبوط دلیل دی تھی۔

شاہ کی بات سن کر فلک کی ہونٹوں پر ایک تکلیف دہ مسکراہٹ در آئی اور بنا کچھ کہے وہ وہاں سے جانے لگی تھی جب اچانک اس کے پاس رکی یوں کے دونوں کا منہ دوسری طرف تھا مگر کندھے ایک برابر۔

''مجھے دلاور خان پر تب فخر ہوتا جب وہ معصوم ہوتا، مجھے کچھ بھی کہنے سے پہلے ایک بار خان سے ضرور پوچھنا کے گھر کی باتیں ارحم کو کیسے پتا چلی۔'' اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے تنبیہی انداز میں کہتی وہ وہاں سے چل دی اور شاہ تو اپنی جگہ سن رہ گیا یہ تو اسنے سوچا ہی نا تھا کہ ارحم کو یہ سب کیسے پتا چلا۔ خان اور فلک کی حقیقت سے تو صرف وہ اور ملک ہی آشکار تھے۔ جہاں فلک کی اس بات نے شاہ کو سن کر دیا وہی دو اور نفوس بھی اپنی جگہ جم کر رہ گئے۔

خان اور ملک جو کہ شاہ کو ڈھونڈتے گراؤنڈ میں آئے تھے انکی باتیں سن کر اپنی جگہ شل ہو کر رہ گیے۔

خان تو کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا، جس بات تک کوئی نہ پہنچ سکا وہ فلک کو پتا چل گئی کیسے وہ صرف سوچ کر رہ گیا تھا، مگر وہ ہر بار یہ بات بھول جاتا کے چاہے سوتیلی ہی سہی بہن تھی اسکی وہ۔

اسکی نظر سامنے کھڑے شاہ پر گئی جو اس پر ایک زخمی نظر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

"بہت غلط کیا تمنے خان بہت غلط۔۔۔۔۔ سوتیلی ہی سہی مگر وہ بہن ہے تمہاری" اب کی بار ملک کو بھی افسوس ہوا تھا اور یہ کہہ کر وہ رکا نہیں بلکہ دوسری جانب چل دیا۔

خان پھر سے اکیلا رہ گیا اور وجہ ہر بار کی طرح فلک نکلی۔

''کیوں۔۔۔آخر کیوں تم مجھے سکون سے نہیں رہنے دیتی فلک خان کیوں'' وہ اپنی سوچ میں اس سے مخاطب تھا۔

خان فلک سے اس قدر نفرت کرنے لگ گیا تھا کہ اب کی بار اپنا قصور نظر آتے ہوئے بھی وہ اندیکھا کر گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پچھلے ایک ہفتے سے وہ سکول نہیں گیا تھا اور نہ ہی شاہ اور ملک نے اسے کال کرنے کی زحمت کی ،جس کا انجام یہ ہوا کہ وہ ایک ہفتے سے تیز بخار میں تپ رہا تھا۔

بی ماں اور تایا سرکار اسکا پتا کرنے گئے تو باتوں باتوں میں نتاشہ بیگم نے خان کی تعریفوں کے پل باندھتے ہوئے ارحم والا واقعہ بھی کھول کر رکھ دیا جس کو سن کر تایا سرکار اور بی ماں کے تو اوسان خطا ہو گئے۔

''اتنا کچھ ہو گیا اور فلک نے ہمیں بتایا بھی نہیں'' وہ چاروں اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے جب تایا سرکار پریشان کن لہجے میں بولے۔

''اکمل فلک تو بچی ہے ڈر گئی ہو گی تمہیں تو ہمیں بتانا چاہیے تھا نا'' بی ماں نے اکمل خان سے پوچھا جب کے جواب نے انہیں حیران کر دیا۔

''کوئی بات نہیں آپا اتنی بری بات نا تھی اور ویسے بھی میرا خان تھا نا، میرا فخر میرا مان ''فلک کی بات اگنور کرنا تایا سرکار کو سخت ناگوار گزرا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا اتنی سی بات سے اور اکمل میاں ایک بات تو بتاؤں کیا تمنے فلک کی دلجوئی بھی کی تھی یا تب بھی بیٹے کے باپ ہونے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی''

''مجھے کیا ضرورت پڑی ہے اسکی دلجوئی کرنے کی جب وہ مجھے اپنا باپ ہی نہیں مانتی'' نہایت حقارت سے انہوں نے جواب دیا۔

"تف ہے تم پر اکمل اب تم اپنی بچی سے ضد لگاؤں گے اور ہاں جس وقت تم ایک بیٹے کے ہونے پر جشن منا رہے تھے نا اگر اس وقت بیٹی کا باپ بن کر اسکے سر پر ہاتھ رکھ اسے اس بات کا احساس دلا دیتے کہ تمہارے ہوتے ہوئے اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تو شائد میں فلک کی حرکت کو بد تمیزی کی نظر سے دیکھتا مگر آج فلک کی جگہ تم نے مجھے اپنی نظروں سے گرا دیا ہے چلو بیگم اب اس گھر میں ہمارا کوئی کام نہیں"

ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے اکمل خان کو سناتے وہ بی ماں سے مخاطب ہوئے انکا غصہ کسی بھی طور بھی کم ہونے کو نا آرہا تھا۔ آخر کو کیسا باپ تھا وہ جسے بیٹی کی کوئی فکر نا تھی۔

انکی اس بات پر اکمل خان بھوکلا کر رہ گئے جب کے نتاشہ بیگم تو اس ڈرامے سے بھرپور طریقے سے لطف اندوز ہوئی تھی، آخر کار برسوں کے جلتے دل کو سکون جو ملا تھا۔

تایا سرکار اور بی ماں اس گھر سے سارے رشتے توڑ کر آج ہمیشہ کے لیے چلے گئے تھے یہ کہتے ہوئے کے جہاں انکی بیٹی کی عزت نہیں وہاں وہ کبھی دوبارہ قدم نہیں رکھے گے۔

تایا سرکار جس قدر غصے میں تھے بی ماں کو ڈر تھا کہ وہ فلک کو کچھ کہہ نا دے بہت مشکل سے سارا راستہ وہ انہیں پر سکون کر کے گھر لائی تھی۔

لاؤنج میں قدم رکھتے ہی انہوں نے سامنے دیکھا جہاں فلک روشا نے کو پڑھانے میں مصروف تھی۔

''السلام علیکم!'' انکو دیکھ کر دونوں نے ساتھ ہی سلام کیا۔

''وا علیکم السلام!۔۔۔ روشی بیٹا جاؤں جا کر کارٹون دیکھو'' انکے سلام کا جواب دے کر بی ماں نے روشی کو منظر سے ہٹانا چاہا کیونکہ انہیں علم تھا کہ جمیل خان زیادہ دیر تک برداشت نا کرپائے گے۔

''لیکن بی ماں اسکا ہوم ورک''

"کوئی بات نہیں بعد میں کرلے گی اور تم یہاں بیٹھو ایک ضروری بات کرنی ہے تم سے" روشانے کو وہاں سے بھیج کر وہ فلک کو پاس بیٹھاتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا بی ماں آپ تو خان کی طبیعت کے بارے میں پوچھنے گئے تھے کچھ ہوا ہے کیا؟" تایا سرکار کو چپ اور بی ماں کو یوں سنجیدہ دیکھا نا جانے کیوں اسے خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی۔

"فلک اب جو میں پوچھو اسکا سچ سچ جواب دینا پچھلے ہفتے جب تم سکول گئی تھی تو کیا ہوا تھا" بی ماں کی بات سن کر ایک پل کو تو وہ لرز گئی، مگر تایا سرکار کے سنجیدہ چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ ایک رٹے رٹائے طوطے کی طرح شروع ہو گئی۔ اور آخر میں رو دی۔

"آپ ہی بتائے بی ماں کیا میں ایک ایسے شخص کا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑ سکتی ہوں جسے میری پرواہ تک نہیں۔۔۔۔۔۔بی ماں اس شخص نے کچھ کہنا تو دور میرے سر پر صرف ہاتھ رکھ کر اس بات کا احساس دلا دیا ہوتا کہ میرا باپ ابھی میرے ساتھ کھڑا ہے تو شائد میں وہ سب کچھ نا کہتی۔۔۔۔۔۔بی ماں میرا کیا قصور ہے کہ میں ایک لڑکی ہوں، میری ماں کا کیا قصور ہے کہ وہ میٹرک پاس ہے کیوں ہم دونوں کی زندگیاں اتنی ویران ہے" کہتے کہتے وہ رو پڑی، اسکی داستان سن کر جہاں بی ماں نے اسے گلے لگایا وہی تایا سرکار بھی آبدیدہ ہو گئے۔

"تم میری بیٹی ہو فلک کسی اکمل خان کی نہیں تم میری جمیل خان کی بیٹی ہوں" اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر وہ وہاں سے چل دیے۔

- - - - - - - - - - - - - - -

آج وہ دونوں خان کے گھر اس سے ملنے آئے تھے ، فلک کے بتانے پر ہی انہیں پتا چلا تھا کہ وہ بیمار ہے اور اسی نے انہیں سمجھایا تھا کہ اسکی وجہ سے وہ اپنی دوستی خراب نا کرے ۔

وہ اسوقت اسکے کمرے میں داخل ہوئے جو کھڑکی کی طرف منہ کیے نا جانے باہر کیا دیکھ رہا تھا ۔

بہت جلدی آ گئے تم دونوں " بنا انکی طرف منہ کیے وہ طنز کر چکا تھا ، " جس پر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے ۔ اور بنا کچھ کہے اسسے گلے

لگا لیا انکی دوستی ایسی ہی تھی وہ معافی نہیں مانگا کرتے تھے بلکہ معاف کر دیا کرتے تھے۔

تمھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا خان'' شاہ نے اسے ڈپٹا''

نہیں کروں گا مگر تم بھی ایک وعدہ کروں آئندہ سے فلک نامی چیپٹر ''ہمارے زندگی میں نہیں آئے گا۔۔۔۔وعدہ'' اپنی بات پوری کرتے ہوئے اسنے ہاتھ آگے پھیلایا، جسے بنا کچھ سوچے سمجھے شاہ نے تھام لیا، اسوقت خان اسکے لیے سب سے زیادہ اہم تھا۔ مگر یہ تو وقت جانتا تھا کہ فلک کب ،کیسے ،کہاں انکے درمیان آجائے۔

- - - - - - - - - - - - - - - - -

پہلے کی طرح زندگی اپنی ڈگر پر چلنے لگی تھی ، اکمل خان سے تمام رابطے ختم کر دیے گئے تھے ، صرف خان کو ملنے کی اجازت تھی وہ بھی اس لیے کیونکہ فلک ارحم والے واقع میں خان کی سچائی گول کر گئی تھی ۔

ان چاروں کی میٹرک کے امتحانات ہو چکے تھے اور اب رزلٹ کا انتظار تھا ، اس سارے عرصے میں فلک کا ان سے آمنا سامنا تب ہی ہوتا جب وہ تینوں تایا سرکار کے گھر اکٹھے ہوتے ۔

- -

میٹرک کا رزلٹ آچکا تھا اور فلک نے بورڈ میں دوئم پوزیشن حاصل کی تھی۔

فلک کی پورے سکول میں پہلی جبکہ خان کی دوسری پوزیشن تھی۔

سکول میں ایوارڈ سرمنی منعقد کروائی گئی تھی، نتاشہ بیگم جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن خان کی وجہ سے چلی گئی تھی، مگر فلک کو اول پوزیشن کا انعام لیتا دیکھ کر آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگی۔

سرمنی کے بعد ہائی-ٹی کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ؟" اکمل خان کو خالی ٹیبل پر بیٹھا دیکھ کر "وہ انکے سامنے جا بیٹھی اور مسکرا کر بولی کہ دیکھنے والوں کو یوں لگتا جیسے وہ کسی خوش گپی میں انکے ساتھ مگن ہوں۔

فلک کو اکمل خان کے ساتھ یوں مسکرا کر بات کرتے دیکھ کر ایک پل کو تو ان تینوں کی آنکھوں میں بھی حیرانگی در آئی۔

"سو مسٹر اکمل خان کیا فائدہ ہوا ایک بیٹے کا باپ بننے پر جب اسے ایک لڑکی نے ہرا دیا" فلک کے اس طنز پر اکمل خان کا چہرا سرخ ہو گیا، جب کے وہ ڈھیٹوں کی طرح ویسے ہی مسکرائے جا رہی تھی۔

میرا بیٹا تم سے لاکھ درجے بہتر ہے ''غصے میں وہ صرف اتنا ہی بول پائے. جس پر فلک قہقہ لگائے ہنس دی۔

کیوں نہیں بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ لیکن کیا ہے نا یہاں کوئی بھی آپکی بات سے ایگری نہیں کرے گا۔۔۔ کم از کم مجھے تو ایسا نہیں لگتا'' اپنے سر کو دائے بائے ہلاتے وہ مسکراہ کر بولی۔

''کیا چاہتی ہوں تم ؟''

میں چاہتی ہوں کے آپ اس پل کا انتظار کرے جب فلک خان آپ کی نظروں کے سامنے سورڈ آف اونر لیے کھڑی ہوگی اور آپ اس قابل بھی نا ہوگے کہ کسی کو یہ کہہ سکے کے میں آپ کی بیٹی ہوں۔ بہت مان ہے نا آپکو کہ آپکے پاس خان جیسا بیٹا ہے تو تیار رہیے اس وقت کے

لیے جب آپ افسوس کرے گے کے آپ کے پاس فلک جیسی بیٹی تھی اور آپ نے اسے گنوادیا۔" یہ کہتے ہوئے وہ وہاں سے جانے لگی جب ایک دم رکی۔

"اور ہاں یہ تو آپکی ہار اور میری جیت کا صرف ایک ٹریلر تھا" اپنے ہاتھ میں موجود ٹرافی کی طرف اشارا کرتے وہ بولی اور وہاں سے چلی گئی جہاں تایا سرکار، بی ماں، اماں اور روشانے کھڑے تھے۔

"کیا کہہ رہی تھی فلک" نتاشہ بیگم اسے اکمل خان سے بات کرتے دیکھ چکی تھی اور اب پوچھ رہی تھی۔

کچھ نہیں'' اکمل خان نے گویا بات ختم کردی اور اسکو دیکھا جواب خوشی خوشی اپنی ٹرافی سب کو دکھا رہی تھی۔

دل کہ ایک کونے میں اپنی بیٹی کو سراہنے کی خواہش جاگی مگر اسے سلا دیا گیا آخر کو وہ بیٹے کے باپ تھے انہیں بیٹی کی کیا ضرورت۔

وقت کا پہیا یونہی چلتا رہا اور آج ان چاروں کا کالج پیریڈ بھی ختم ہو گیا تھا۔

ہر بار کی طرح فلک اور خان پوزیشن کے پر امید تھے۔

وہ چاروں ہی پری انجینئرنگ کے سٹوڈنٹس تھے۔ دو سال کے عرصے میں ان تینوں کا فلک سے کوئی رابطہ نا رہا ہاں بس وہ ایک آدھی ملاقات جو تایا سرکار کے گھر ہو جاتی تھی۔

دو سال پہلے ہی چھوٹے تایا کی ایک ایکسیڈینٹ میں موت ہو گئی تھی، جس کا ذمہ دار بھی اسکو منحوس کہہ کر ٹھرایا گیا۔

انٹر کا رزلٹ ایک بار پھر فلک کے لیے جیت اور اکمل خان کے لیے ہار ثابت ہوا جب انہیں یہ پتا چلا کے فلک کے خان سے زیادہ نمبر ہیں۔

خان اور فلک دونوں نے ہی رسالپور ائیر فورس کے لیے اپلائی کیا تھا اور ساتھ ہی شاہ اور ملک نے بھی۔

یہ بھی انکے لیے کسی کرشمے سے کم نا تھا کہ ان چاروں کا ایڈمیشن ہو گیا تھا۔

فلک اور خان دونوں بھرپور طریقے سے تیاری کر رہے تھے کیونکہ اصل جنگ کا آغاز تو اب ہوا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آخر کار وہ دن آہی گیا جس کا ان چاروں کو بے صبری سے انتظار تھا۔ وہ چاروں اس وقت اپنے فیلوز کی ساتھ کھڑے پی اے ایف کا جائزہ لے رہے تھے۔

انکی آنکھوں میں ایک انوکھی سی چمک تھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔

وہ لوگ ایسے ہی ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھے جب سینئرز کا ایک ٹولہ انکے پاس آیا۔

اٹینشن کیڈیٹس۔۔۔۔ ویلکم تو رسالپور اکیڈمی'' انکا ایک سینئر انسے '' مخاطب ہوا۔ جس کے پیچھے دو اور سینئرز بھی کھڑے تھے کے چہرے پر مچلتی مسکراہٹ اس بات کی نشاندہی کر رہی تھی کہ انہیں بہت مزا آنے

والا ہے۔ مگر معصوم جونیئرز کے تو فرشتے بھی اس بات سے انجان تھے کہ اب ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

سینئرز کے مخاطب کرنے پر بھی ایک دو لوگ ہی اسکی طرف متوجہ ہوئے جبکہ باقی سب اب بھی ایک دوسرے سے بات کرنے میں مصروف تھے۔ انکی یہ حرکت انکے سینئر کے چہرے پر سختی لے آئی۔

تم لوگ کیا اپنے باپ کے ولیمے پر آئے ہوں" اب کی بار وہ اس قدر" چلا کر بولا کہ سب لوگ اپنی جگہ جم کر رہ گئے اور اسے دیکھنے لگے کو غصے سے انہیں ہی گھور رہا تھا۔ اسکی یہ بات کہی چہروں پر ناگواری لے آئی جن میں ایک چہرا فلک کا بھی تھا۔ چونکہ وہ فرنٹ پر تھی تو جلد نظروں کے سامنے آ گئی۔ پیلی کمیز، سفید کھلا پجامہ اور سفید ہی ڈوپٹا جو کہ سکارف

کی مانند گلے میں لیا تھا اسکی کھلی رنگت پر بہت جچ رہا تھا، اور اسکے کالے لمبے بال جو کہ نیچے سے ہلکے براؤن تھے اسنے اونچی پونی میں باندھ رکھے تھے۔ بس ایک پل اور ریان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔

”ہے یو کیا نام ہے تمہارا؟“ آنکھوں میں شوق کا ایک جہاں لیے وہ اب فلک کے سامنے آ کھڑا ہوا اور غور سے اسے دیکھنے لگا، جہاں یوں سب کی نظروں میں ایکدم آنے سے فلک گڑبڑا گئی وہی دلاور، ہارون اور شایان کے چہرے پر ناگواری در آئی انھیں ریان کا یوں فلک کو پوائنٹ آوٹ کرنا اتنا برا نہیں لگا جتنی اسکا پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھنا لگا اور ہارون کے ماتھے کے بل تو کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے تھے جسے کسی اور نے نا سہی مگر شایان نے ضرور محسوس کیا تھا۔

''فلک۔۔۔۔۔فلک خان''ایک پل کو تو وہ گڑبڑا گئی مگر پھر اپنا ازلی کانفیڈینس اپناتے ہوئے بولی۔

''فلک۔۔۔۔۔فلک خان''اسکا نام اپنے لبوں سے ادا کرتے ناجانے کیوں مگر ریان کے دل کو بہت سکون محسوس ہوا اور ہونٹوں پر باقاعدہ مسکراہٹ آگئی جو اسکے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی نوٹ کی۔

''عمر؟''اگلا سوال ساتھ ہی پوچھا گیا۔

''سترہ سال''۔مختصر جواب۔

"ایجوکیشن ؟"

"پری انجینئرنگ"۔ فلک کو اس سوال پر اسکا دماغ ہلا ہوا لگا

"بہن بھائی ؟"۔ انجانے میں ہی سہی مگر وہ اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ چکا تھا۔ اس سوال پر فلک کی آنکھوں میں ناگواری کے ساتھ ساتھ آنسوں بھی آ گئے مگر نظریں نیچی ہونے کی وجہ سے کوئی نا دیکھ سکا۔ لیکن دلاور، ہارون اور شایان بہت اچھے سے اسکی دلی کیفیت سمجھ چکے تھے۔

"او میڈم کیا مراقبے طے کر رہی ہوں ؟؟ سوال نہیں سنا جواب دوں"۔ اسکے یوں خاموش رہنے پر ایک سینئر بولا جس کو ریان نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

جواب دوں مجھے۔۔۔۔۔“ اسکے برابر جھکتے چہرہ قریب کیے وہ بولا۔ ”

”سر ہمارا ابھی انٹرویو لے لے ہم بھی ہے یہاں“ حالات کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوا بلاآخر شایان بول پڑا، کیونکہ اگر یہ سینئر کچھ دیر اور فلک کے آس پاس رہتا تو شاید خان اور شاہ اسکے سینئر ہونے کا بھی خیال نا کرتے۔

ریان جواب تک فلک کے جواب جا منتظر تھا ایک انجانی آواز پر جی بھر کر بدمزہ ہوا تو وہی فلک نے شکر کا سانس لیا۔ جب نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو ایک پل کو تو اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیونکہ سامنے والے کا حلیہ کسی ملنگ سے کم کا نا تھا۔

لمبے بال جنہیں پونی میں قید کیا گیا تھا، بڑھی ہوئی داڑھی جو کہ سترہ سال کے لڑکے کے حساب سے کچھ زیادہ ہی تھی۔ اور داڑھی کے بعد جو آنکھیں رہ گئی تھی انہیں بڑی گلاسز لگا کر چھپایا گیا تھا۔ ہاتھوں میں مختلف بینڈ پہنے، ٹی شرٹ کے اوپر جیکٹ اور پھٹی جینز پہنے نا جانے وہ کیا لگ رہا تھا یہ بات توریان کے وہم وگمان سے باہر تھی۔

اور جلد ہی چہرے کی ناگواریت غصے میں بدل گئی۔

”ہے یو۔۔۔۔ یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے؟“ غصے سے کھولتے لہجے میں وہ اسے گھور کر بولا۔

یار یہ کیا بات ہوئی مجھے تو لگا آرمی والے فیر ہوتے ہیں مگر یہاں بھی ''
یہی ناانصافی یارررررر۔۔۔۔۔ میں نہیں بولتا۔۔۔۔ لڑکیوں سے بات
کرتے ہوئے اتنا شیری لہجہ اور جب ہماری بات آئی تو منہ سے
انگارے نکل رہے ہیں'' شاہ کے کندھے پر ٹھوڑی لگائے اسکا ڈرامہ
شروع ہو چکا تھا۔ مگر شاید شایان کو معلوم نا تھا کہ اسکا یہ مزاق باقی پلٹون
کو کتنا بھاری پڑنے والا ہے۔

ریان نے اپنے غصے کو قابو کرتے ایک نظر باقی سب کو دیکھا جن کے
چہرے پر دبی دبی مسکان تھی۔ مگر ایک نظر فلک کے چہرے پر پڑتے ہی
مانو جیسے وہ سب بھول گیا ہوں مگر یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں تھا۔

''ایوری بڈی۔۔۔اپنا سامان اپنے سر پر اٹھاؤ اور بھاگنا شروع کردو۔'' اب کی بار سب سٹوڈنٹس نے بنا کوئی چوں چراں کیے بات مان لی کیونکہ یہاں کے سینئرز کسی جلاد سے کم نا تھے۔

اپنا سامان سروں پر اٹھائے وہ لوگ بھاگنے لگے۔

''کیسی ہوں؟'' ایک مدھم آواز اسکے پاس سے گونجی۔جب نظر اٹھا کر دیکھا تو ہارون اسکے برابر میں دوڑ رہا تھا۔

اس دن سکول میں ارحم والے قصے کے بعد آج انکی بات ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔۔ تم سناؤں" ایک نظر اسکی طرف ڈالے چہرہ پھر سامنے کیے اسنے جواب دیا۔

"میں تمہارے سامنے ہوں۔۔۔۔ تم بتاؤں تمہیں کیسا لگا" اسکی بات کا مسکراہ کر جواب دیتے ہوئے وہ ایک پل کو اسے چونکا گیا۔ چونک تو انکے پیچھے آتا ہواریان بھی گیا تھا۔ فلک کا یوں کسی اور سے فری ہونا اسے سخت ناگوار گزرا۔

"یوں تھر ڈرو، سیکنڈ لاسٹ" اسنے ہارون کو روکا، جو رکا تو سہی مگر اسکے ساتھ ہی خان، ملک اور فلک بھی رک گئے۔

بڑی پکی یاری لگتی ہے'' ان تینوں کے یوں رکنے پر ریان کو سخت طیش آیا، اسے سمجھ نہیں آیا کے آخر یہ کیسا جادو تھا جو وہ ایک پل بھی فلک کو کسی اور کے ساتھ نا دیکھ پاتا۔ پیچھے کھڑے ایک سینئر کی بات ریان کو مزید سیخ پا کر گئی۔

''وٹ از یور نیم؟'' ایک نظر فلک کو دیکھتا اب وہ ہارون کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''ہارون۔۔۔ہارون شاہ''۔

''ہارون، ہارون شاہ بھئی کیا دو بار ہارون آتا ہے؟'' استہزایہ انداز میں وہ گویا ہوا۔

فلک نے بھی تو دوبارا اپنا نام لیا تھا تب تو ایسا کچھ نہیں کہا'' ریان کو ''یوں بولتے دیکھ کر شایان کی زبان میں بھی کھجلی ہوئی، جس پر خان نے ایک نظر اسکو گھورا جو بھی تھا مگر خان کو فلک کا یوں ڈسکس کیے جانا بالکل اچھا نا لگا۔

''واپس اینٹرینس پر جاؤ اور دوبارا دوڑ لگاؤ'' ریان کی اس بات پر جہاں ایک پل کو ہارون چونکہ وہی خان اور ملک کے چہرے پر بھی حیرت در آئی مگر فلک کا چہرا بلکل سپاٹ تھا۔ ایک پل کو ریان نے اسکے چہرے کا کھوجنا چاہا مگر کچھ نا پا کر جیسے مانو پر سکون ہو گیا۔

''تم سب کیا سٹیچو بنے کھڑے ہوں کیا تم لوگوں کو بھی دوبارہ دوڑ لگانی ہے'' ان تینوں کو اپنی جگہ کھڑے دیکھ کر ایک اور سینئر بولا۔

اسکی بات پر شایان نے ایک نظر آسمان کو دیکھا جو خوب گرمی برسا رہا تھا۔ (اتنی گرمی میں ایک اور راؤنڈ، چھوڑ شایان دوستوں کو تو، تو بعد میں بھی منا لے گا ابھی خود کی خیر منا)۔ اس سے پہلے کے وہ مڑتا ایک اور سینئر نے اسکا اور خان کا راستہ روک لیا۔

''کہاں جانے کی تیاری ہے، دوست کی خاطر رک سکتے ہوں تو کچھ اپنے لیے بھی اب کرنا ہوگا''۔ سینئر کے چہرے کی مسکراہٹ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی، جبکہ ہارون اپنی دوڑ شروع کر چکا تھا۔

''تم اپنی زبان باہر نکالو اور گراؤنڈ میں بھاگتے ہوئے اونچی آواز میں بولو کے میں پاگل ہوں۔''شایان کی طرف انگلی کرتا وہ بولا

''سر آپکا نام کیا ہے؟''ڈرتے ڈرتے اسنے سوال کیا۔

جواد''ایک پل کو تو وہ حیران ہوا اور پھر چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے بولا۔

''اوکے سر اب ہم جائے''شایان کی اتنی فرمابرداری پر تو خان کو لگا کہ کہی وہ غشی کے دورے کھا کر گر ہی نا جائے۔

"ہمم۔۔۔۔یوں مے گوناؤ" ہاتھ کے اشارے سے انہیں جانے کا اشارہ کرتا وہ راستے سے ہٹ گیا۔

"مس فلک آپ بھی جائیے۔" اس قریب ہوتا ریان مسکرا کر بولا۔

"سر" لحاظ اپنی جگہ مگر اسکا یہ بات آپ دور رہ کر بھی کرسکتے تھے۔۔" یوں قریب آنا فلک کو زرا پسند نا آیا، ایک پل کو توریان کو شدت سے اپنی بے عزتی محسوس ہوئی، مگر کچھ سوچتے ہوئے جب آس پاس نگاہ دوڑائی تو شرمندگی نے آن گھیرا کیونکہ سب لوگ اس وقت ان دونوں کو ہی گھور رہے تھے، جو بھی تھا مگر اسے یوں فلک کو سب کی نظروں میں نہیں لانا چاہیے تھا، اسے حقیقتاً شرمندگی ہوئی آخر جو بھی تھا وہ اس ملک کا

محافظ تھا اور اسے یہ شعبہ نا دیتا کہ وہ کسی بھی لڑکی کہ کریکٹر کے حوالے سے یوں غلط فہمی پیدا کرتا اوروں کی نظروں میں۔

''یہاں تو معملہ کچھ اور ہی لگتا ہے باس دیکھ کتنے پیار سے فلک سے بات کی جا رہی ہے''۔ خان کے کندھے پر بازو رکھے وہ گویا ہوا جب ایک نظر خان کو دیکھا جس کی آنکھوں میں آگ کے گولے جل رہے تھے۔

وہ تو بھول ہی گیا تھا کہ وہ اس وقت فلک کے بھائی سے مخاطب تھا، اور من ہی من خود کو سلواتیں سنانے لگا۔

''میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیے'' دانت پیستے وہ بولا۔

''میں بب۔۔بھ۔۔۔۔بھی تو یہی کہہ رہا ہوں چل چلیے'' تھوک نگلتا وہ ہکلا کر بولا ورنہ خان کا کیا بھروسا کہ ابھی اسکا کچومر بنا دیتا۔

''سر جواد پاگل ہے، سر جواد پاگل ہے، سر جواد پاگل ہے'' زبان باہر نکالے پورے گراؤنڈ میں چکر لگاتا وہ اونچی آواز میں بولا۔جب اسکا سینئر اسکے سر پر آ کھڑا ہوا۔

''ہے یوں پاگل ہو کیا بکواس کر رہے ہوں''۔

''میں نے کیا کیا سر وہی کر رہا ہو جو آپ نے کرنے کو کہا تھا۔'' معصومیت سے لڑکیوں کی طرح آنکھیں پٹپٹاتے وہ بولا۔

''میں نے کہا تھا کے پورے گراؤنڈ میں چکر لگا کر کہوں میں پاگل ہوں ''

ہاں تو سر میں نے بھی وہی کیا پورے گراؤنڈ میں چکر لگاتے بولا آپ ''
''پاگل ہو

یو ایڈیٹ ''میں'' سے مراد تم ہو'' غصے میں اپنی مٹھیاں بھینچے وہ بولا۔ ''

اوپسس مجھے لگا ''میں'' سے مراد ''آپ'' ہے'' اسی ازلی معصومیت ''
سے جواب دیا گیا۔

اب تک وہ سب تھک ہار کر گراؤنڈ میں کھڑے اپنا پھولا ہوا سانس بحال کرنے کی کوشش کررہے تھے جب شایان کی بات نے انہیں قہقہ لگانے پر مجبور کردیا۔

''یوو۔۔۔''

''چھوڑ جواد اب باقی کی سیوارات کے کھانے پر کرے گے انکل'' جواد کے کچھ بولنے سے پہلے ہی ریان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آخر کار اب وہ لوگ اپنے کمروں میں آچکے تھے ، ہر کمرے میں دو سٹوڈنٹس تھے ۔

خان اور ہارون دونوں کا کمرہ ایک تھا جبکہ شایان کے ساتھ انجینیرنگ کا سٹوڈنٹ تھا۔۔

شایان اپنے کمرے میں داخل ہوئے سامان سیٹ کر رہا تھا جب دھڑام سے دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا

آنکھوں پر چشمہ رکھے ، بالوں میں تیل لگائے ، شرٹ پینٹ کے اندر کیے اس پر بیلٹ لگائے اندر آنے والے کو دیکھ کر شایان کو گمان ہوا کے وہ کوئی نمونہ ہی ہوگا اور ایسا سوچتے ہوئے وہ اپنے حلیے کو تو بھول ہی چکا تھا۔

آنے والا بھی ادھر ادھر دیکھے بنا سیدھا آکر شایان سے چمٹ گیا۔

''مجھے گھر جانا ہے یہ لوگ بہت برے ہے، مجھے نہیں رہنا یہاں''

نا جانے وہ کون تھا مگر اسے یوں اس حالت میں دیکھ کر شایان کے اندر کا باپ بھی بھرپور انگڑائی لیکر جاگا۔ اتنی دیر میں ہارون اور دلاور بھی شایان کے کمرے میں آ گئے

''نا میرے لال نا، ایسے روتے نہیں، میں ہونا بسس تو نے نہیں رونا، تیرا باپ زندہ ہے ابھی'' اسے چپ کرواتے وہ خود بھی آبدیدہ ہوگیا، اور وہ دونوں تو بس اسے دیکھ کر رہ گئے۔

رب نے بنا دی جوڑی۔۔۔۔۔'' اسکی اس حرکت پر خان نفی میں سر ہلاتا یہی بول سکا جس کی تائید شاہ نے بھی کی۔

اب اسکا منہ دوسرے رخ کیے نا جانے وہ اس سے کیا بات کر رہا تھا، جب ایک نظر پیچھے مڑ کر اسنے ان دونوں کو آنکھ ماری، جس کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ گئے۔

''یہ تو گیا۔۔۔ اللہ اسے شایان کے آسیب سے جلد مکتی دلائے'' ہارون کی بات پر وہ اور خان دونوں ہنس پڑے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''یہ میرا بیڈ ہے'' وہ جو الماری میں اپنا سامان رکھ کر بیڈ ٹھیک کرنے لگی تھی ایک آواز پر اسنے سر اٹھایا اور بنا کچھ کہے اپنے لیے دوسرا بیڈ سیٹ کرنے لگی۔

''ویسے ایک بات تو بتاؤ۔۔۔ یہ تم نے آتے ہی ایسا بھی کیا جادو کر دیا، بھئی وہ سینئر تو تم پر لٹو ہی ہو گیا۔۔۔ ہمیں بھی سکھا دوں ایسے ٹرکس ہم بھی سینئرز کی پنیشمنٹ سے شاید بچ جائے'' اسکی بات کا جواب نا پا کر وہ دوبارا بولی مگر دوسری طرف سے ویسے ہی خاموشی پا کر اسے چڑ ہونے لگی۔

''تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟'' ایک جھٹکے سے اسکی کلائی مروڑتے اسے اپنی طرف کرتے وہ بولی۔

''آئندہ مجھے ہاتھ مت لگانا'' اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑواتے، اسے انگلی دکھاتے سرد لہجے میں وارن کرتی وہ دوبارہ اپنی بیڈ درست کرنے لگی۔

''تم جانتی بھی ہو کہ میں کون ہوں؟'' اپنی بے عزتی برداشت نا کرتے ہوئے وہ دھیمی آواز میں غرا کر بولی، مگر ہر بار کی طرح اس بار بھی جواب خاموشی تھا۔

''میں بریگیڈئر رؤف عثمان کی بیٹی صبا ہوں'' اب کی بار اسکے ہونٹوں پر چڑانے والی مسکراہٹ تھی وہ فلک کو ایک سویلین کیڈیٹ سمجھتی اس پر اپنا روعب جھاڑنا چاہتی تھی مگر صبا نامی اس بلا نے شاید غلط جگہ سر

پھوڑنے کی کوشش کی کیونکہ فلک نے اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا، البتہ وہ بڑے انہماک سے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھی۔ اور صبا کو تو معنوں آگ لگ گئی کیونکہ اسے معلوم نا تھا کہ فلک تو وہ شہ ہے کو جو دن میں بھی انسان کو رات کا نظارا کروادے۔

''ڈنر کا ٹائم ہو گیا ہے جلدی آجاؤ ورنہ پنیشمنٹ ملے گا، اینڈ آئی ہوپ سو کے بریگیڈئیر کی بیٹی ہونے کے ناطے اتنا تو تمہیں پتا ہو گا نا'' یہ وہ الفاظ تھے جو اس عرصے میں پہلی بار اسکی زبان نے ادا کیے تھے، وہ کہہ کر رکی نہیں اور فوراً وہاں سے چل دی، مگر جو آگ وہ پیچھے لگا چکی تھی اس سے انجان ہوتے ہوئے بھی وہ نا انجان ہو گئی۔

- - - - - - - - - - - - - - -

اس وقت وہ سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ خدا کا شکر بھی ادا کر رہے تھے کہ سینئرز نے ابھی تک کچھ نہیں کہا تھا، مگر بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی!!!!!!

ہینڈز ڈاؤن ''سینئرز کا ایک ٹولہ انکے سر پر آپہنچا۔''

''ویلکم کیڈیٹس آج چونکہ آپ لوگوں کا پہلا دن ہے تو کیوں نا آپ کو ایک ویلکم ڈرنک پلائی جائے''مسکراتے ہوئے وہ بولے۔ جو نئے تھے ان کے چہروں پر تو مسکان در آئی مگر جو اس سپیشل ڈرنک سے آشنا تھے انکے تو چہروں کا رنگ اڑ چکا تھا۔

ان کی بار بھی وہی چاروں پھنسے تھے مگر اس بار انکے ساتھ صبا اور عادل بھی تھے۔

عادل شایان کا روم میٹ تھا۔

بلآخر سپیشل ڈرنک بنا کر ان کے سامنے رکھی گئی جسکا گلاس ٹیبل پر موجود ہر ڈش سے بھرا گیا تھا۔

دل پر پتھر رکھتے ہوئے ان سب نے ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر دیا۔

اب سینئرز ہر ایک کے چہرے کے تاثرات جانچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

فلک اور دلاور کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا، جبکہ ہارون اور صبا نے اپنے چہروں کو نارمل رکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

ان کی نصبت شایان اور عادل تو مرنے کے مقام پر پہنچ چکے تھے، مگر اس وقت سینئرز کے سامنے کچھ بھی بول کر وہ اپنی شامت نہیں لانا چاہتے تھے۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

یار یہ ائر فورس کے نام پر کس جہنم میں پھنس گیا ہوں میں ''اب کے وہ لوگ اپنے کمرے میں آ چکے تھے اور شایان کی دھایئاں عروج پر تھی ۔

''شکر مناؤں کہ تمہیں کھانے کو مل گیا ورنہ بہت سے کیڈیٹس کو کچھ کھانے کو بھی نہیں ملتا'' بیڈ پر بیٹھا جوتے اتارتا ہارون اس سے بولا ۔

اور شایان وہ تو بس اب آنے والے وقت کو لیکر دعایئں ہی کر سکتا تھا ۔ ہارون کو ایک گھوری سے نوازے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا

رسالپور اکیڈمی میں انکی پہلی صبح کا آغاز ہی اتنا خوفناک ہوگا یہ کسی اور نے سوچا ہو یا نا ہو مگر شایان نے کبھی نا سوچا نا تھا ایک تو فجر کے بعد گراؤنڈ میں حاضری وہ بھی شایان جیسے بندے کے لیے جس کی صبح ہی دس گیارا بجے ہوتی تھی ایک مشکل مرحلہ تھا، مگر جتنی تکلیف اسے اپنے بالوں کے کھونے پر ہوئی تھی اتنی شاید کسی چیز پر نہیں ہوئی۔

کلین شیو کیے، فوجی کٹ کروائے، یونیفارم پہنے اس وقت وہ سب اپنی قطاروں میں کھڑے تھے، انکی آنکھیں ابھی بھی نیند کی وجہ سے آدھی بند تھی جب ایک چنگاڑتی آواز ان سب کو ہوش میں لائی۔

''کیڈیٹس۔۔۔ہوشیار'' ایک زوردار آواز پر وہ ہڑبڑا کر سیدھے کھڑے ہوئے۔

''میں سکوارڈن لیڈر آفاق آج سے آپ سب ک انسٹرکٹر ہوں، توکیوں نا ہم اپنی پہلی صبح کا آغاز ایک اچھی سی، چھوٹی سی مارننگ واک سے کرے'' چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ کیڈیٹس سے اتنی مٹھاس سے بولے کہ ایک پل کو تو سب کے چہروں پر حیرت در آئی، مگر آہستہ آہستہ سب کے چہروں پر بھی مسکراہٹ آنا شروع ہو گئی مگر ہائے رے یہ فریشرز ان کے ساتھ کیا کیا نا ہونے والا تھا اس بات سے وہ بالکل انجان تھے۔ جہاں باقی سب کے چہروں پر مسکان آئی وہی شایان کی تو باچھیں کھل گئی۔

''شکر ہے کسی انسان سے تو پالا پڑا یہاں'' شایان کی آواز محض ایک سرگوشی تھی مگر انسٹرکٹر آفاق کے تیز کانوں نے اسکی سرگوشی کو باخوبی

سنا تھا اور چہرے پر ایک ایسی مسکراہٹ آگئی جیسے پہچاننا بہت مشکل تھا۔

''کیڈیٹس آج چونکہ آپ کا پہلا دن ہے تو آپ صرف پانچ کلومیٹر کی دوڑ لگائیے گے'' چہرے پر مسکان سجائے انکی بات سنتے کیڈیٹس کی مسکان سمٹی وہی شایان کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

''کم آن کیڈیٹس کیا پورا دن یہی لگانا ہے'' گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے گویا انہیں جانے کا اشارہ کیا اور سب نے ایک بار زمین پر پیر مارتے انسٹرکٹر کی بات پر دوڑ شروع کردی۔

آخر کار پانچ کلومیٹر کی دوڑ لگا کر وہ اپنی جگہ واپس آ چکے تھے۔ یہ الگ بات تھی کہ اتنی صبح بنا ناشتہ کیے پانچ کلومیٹر کی دوڑ نے انکو دن میں تارے دکھا دیے تھے۔

کیڈیٹس ہوشیار'' ابھی وہ سب اپنی سانسیں بحال ہی کر رہیں تھے کہ پھر سے وہی چنگاڑتی آواز ان کے کانوں میں پڑی اور وہ سب ایک سیکنڈ میں اپنی اصل پوزیشن میں کھڑے ہو گئے۔

''تو پسند آئی آپ سب کو مارننگ واک؟'' چہرے پر ویسے ہی مسکراہٹ سجائے پوچھا گیا۔

نوسر" ایک تھکا سا جواب جو کہ شایان کے علاوہ کون دے سکتا تھا، "
جس پر جہاں وہ تینوں آنکھیں میچ کر رہ گئے وہی اسکوارڈن لیڈر آفاق کے
چہرے پر پھیلتی مسکراہٹ انہیں اس بات کا ثبوت دے رہی تھی کہ
اب شایان کی خیر نہیں۔

سو کیڈیٹ ملک آپ کو واک پسند نہیں آئی" شایان کے سر پر کھڑے "
انہوں نے نہایت شفقت سے پوچھا گیا۔

نوسر" روتا منہ بنا کر وہ بولا کس پر ایک پل میں اسکوارڈن لیڈر کے "
چہرے کے تاثرات بدلے۔

"اونچی آواز میں کیڈیٹ ملک" اس کے کان میں وہ اتنے زور سے چلائے کہ ایک پل کو تو اسے اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے، جبکہ اسکوارڈن لیڈر کے چہرے کے تاثرات بالکل مختلف تھا اب انکے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔

"یس سر" انکے تاثرات سے خوف کھاتا وہ جلدی بولا۔

"میں نے کہا آواز اونچی" سر آفاق ایک بار پھر چلائے۔

"یسسس سر" اب کی بار وہ بھی چلا کر بولا تھا۔

مجھے دو لوگوں سے سخت نفرت ہے ایک بے وقوف لڑکے "ایک نظر شایان پر ڈالے اب وہ فلک کے سامنے آ کھڑے ہوئے "اور دوسرا اوور کانفیڈ ینٹ لڑکیوں سے جنھیں یہ لگتا ہے کہ وہ ہر میدان میں لڑکوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں" مقصد صاف فلک کو سنانا تھا جس کا چہرا ہمیشہ کی طرح کسی بھی قسم کے جذبے سے عاری تھا۔

مگر سر آفاق اسکی آنکھوں میں جلتی آگ کو باخوبی پہچان گئے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ ایک دن یہ لڑکی انہیں غلط ثابت کر کے رہے گی۔

ان کی اس بات پر خان کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آگئی جسکا مقصد صرف فلک کو جلانا تھا، فلک کے سرد تاثرات اور خان کی

مسکراہٹ انہیں کوئی اور ہی کہانی سنا رہی تھی اور انہیں معلوم تھا کہ اس بیج کے ساتھ انکو بہت مزہ آنے والا ہے۔

- -

آج انکا پہلا لیکچر تھا، جس میں انہیں نا صرف ایڈمیشن ملنے پر مبارک باد گئی تھی بلکہ انہیں ان عزیم ہیروز کی مثال بھی دی گئی تھی جنہوں نے اس ملک کی خاطر اپنی جان قربان کردی۔

دیوار پر نصب ان تصویروں میں سے ایک تصویر ایسی تھی جس پر اسکی آنکھیں ٹک کررہ گئی تھی، وہ کوئی اور نہیں بلکہ قوم کی بیٹی مریم مختیار تھی

جس کو فلک نے نا صرف ہرانا تھا بلکہ اس سے اونچا مقام پیدا کرنا تھا، مگر وہ بھول گئی تھی کہ اس وقت وہ کس کو مات دینا کا سوچ رہی تھی، قوم کی اس عزیم بیٹی کو تو شاید کوئی بھی مات نا دے سکے۔

لیکچر کے دوران سر آفاق بھی وہی موجود تھے جنکی نظریں صرف دو لوگوں پر مرکوز تھی۔

وہ فلک اور دلاور کی آنکھوں میں چمک واضع طور پر محسوس کر چکے تھے جو سورڈ آف اونر اور شہادت کے زکر پر انکی آنکھوں میں آئی تھی، اور انہوں نے اپنی چیل جیسی آنکھیں ان پر گاڑ دی تھی، اور فلک اور خان وہ دونوں تو اس بات سے بے خبر تھے کہ یہ چار سال انھیں بہت مہنگے پڑنے والے ہیں۔

- -

- -

''لڑکیوں کو ہر میدان میں لڑکوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے'' یہ بات اسکے سامنے کھڑے خان نے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسکی طرف اچھالی تھی۔

''فلک بی بی میری مانے تو ابھی بھی وقت ہے چھوڑو یہ سب کچھ گھر جاؤ، ہانڈی روٹی سیکھو اور کسی عقلمند انسان سے شادی کرکے اپنا گھر بساؤ''

"تم جانتے ہو جونیر ہماری حویلی کے سامنے شفقت چاچا کی اماں جنہیں ہم دادی کہتے تھے وہ نوے سال کیسے جی گئی؟" ایک آبرو اچکاتے ہوئے اسنے خان سے سوال کیا، اسکے یوں بات پلٹنے پر خان حیران ہوا۔

"کیسے؟" خان اپنی حیرت چھپاتے ہوا بولا جس کی وجہ سے شاہ اور ملک کے چہرے ہنسی میں ڈھل گئے۔

"کیونکہ وہ کسی کے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑاتی تھی، تم لاکھ برے سہی جونیر لیکن یہ جو تم اپنی ماں کی طرح اوروں کے معاملوں میں ٹانگ اڑاتے ہو ناں سخت زہر لگتے ہوں۔۔۔ یقین مانو یہ حرکتیں صرف ان عورتوں پر اچھی لگتی ہے جنہیں نا بچے سنبھالنے کی فکر ہوتی ہے اور نا ہی گھر۔۔۔

بالکل تمہاری ماں کی طرح'' طنز کے تیر اس پر چلائے وہ دلاور کو آگ بگولا کر گئی تھی

''تممم۔۔۔۔ تم خود کیا ہوں ہاں تمہاری ماں تو اپنا گھر سنبھال نا پائی اور اب اسکا بدلہ تم میری ماں کو بے عزت کر کے لینا چاہتی ہوں'' اب کی بار چھبن تو ہوئی مگر فلک کو اس سے پہلے کے معاملہ مزید سنگین ہوتا شایان خان کو وہاں سے لے جا چکا تھا۔

''تم نے بہت غلط کیا فلک''

''پلیز شاہ اس وقت مجھے تمہارے لیکچر نہیں چاہیے'' شاہ کی بات پر وہ اسے ہاتھ اٹھا کر روکتے بولی۔

''تمہیں سننا ہوگا فلک آج تم میری سن کر جاؤگی'' اسے وہاں سے جاتا دیکھ کر شاہ اسکا ہاتھ پکڑتے اسے روک کر بولا۔

''خود کو ہمیشہ صحیح اور دوسروں کو غلط سمجھنا بند کردوں فلک خان، تم کن کن موقعوں پر غلط تھی فلک خان اگر میں تمہیں بتادوں تو شاید تم ڈوب مروں'' شاہ کی آواز اونچی تو نہیں مگر سخت ضرور تھی وہ کم بیش ہی سختی کرتا تھا، تب جب معاملات حد سے زیادہ بگڑ جاتے۔

''اچھا میں بھی تو سنوں زرا اپنی بدتمیزی کی داستانیں'' اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ دونوں بازو سینے پر باندھے اب وہ اس سے سوال دہ تھی۔

''تو سنو فلک خان تم تب غلط تھی جب تمھارا باپ تمھارے لیے ہسپتال دوڑا آیا اور تمنے انکے ہاتھ جھٹک دیے ، تم تب غلط تھی جب تم سب کے سامنے فلک اکمل خان کے حق سے دستبر دار ہو کر صرف فلک خان بن گئی ، تم تب غلط تھی فلک جب تم خود کو حق با جانب سمجھ کر غلط اور صحیح کا فرق بھول گئی تم اور تم آج غلط ہو فلک خان جب تمنے اپنی ماں کی دی گئی تہذیب تک بھلا دی فلک خان تف ہے تم پر ، خان لاکھ برا سہی مگر اسنے کبھی تمھاری ماں کو برا بھلا نہیں کہا اور جو آج تھا وہ تمھارے ایکشن کا ری ایکشن تھا ، اور ہاں فلک خان ایک بار تم پر سے یہ ہار جیت کا بھوت اترے گا نا تب حقیقت تم پر آشکار ہو گی فلک خان کے تم کتنی غلط ہو ، کیسے تم نے اپنی ماں کی تربیت کی توہین کی تھی فلک
خان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سوچنا ضرور '' یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا جبکہ فلک تو کتنی

دیر تک اپنی جگہ سے ہل نا سکی ہارون اسے ایسے آئینہ دکھائے گا اسنے سوچا تک نا تھا۔

- -

- -

وہ اس وقت ہاسٹل میں داخل ہورہی تھی جب اچانک سینئرز کا ایک ٹولہ اسکے سامنے آیا جنہیں اسنے سلام کیا، اب وہ سب اسکے آس پاس منڈلانے لگی اسے معلوم تھا کہ اب اسکی خیریت نہیں پورا دن تو وہ سینئرز کی ریگنگ سے بچ گئی تھی مگر اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

سکارف آف" ایک سینئر اس پر چلا کر بولی۔"

جس کی فوراً تعمیل کرتے ہوئے اسنے اپنا سکارف اتار دیا۔

''بال کھولو'' دوسرا حکم ساتھ ہی سنایا گیا جس کی تعمیل اسنے بھی فوراً کی اور بال کھول دیے

وہ سب اب اسکے بالوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

''بال تو بہت خوبصورت ہے اسکے مگر بے چاری کو مشکل ہوتی ہوگی نا انکو سنبھالنے میں تو کیوں نا اسکی مشکل آسان کر دی جائے'' یہ کہتے ہی ان سب نے اسکے بالوں پر قینچی چلانا شروع کر دی اور وہ تو بو بسی سے

بس یہ سب ہوتا دیکھ رہی، اسکے بال جگہ جگہ سے آڑھے تیر چھے کاٹے گئے تھے۔

''یو مے گو ناؤ'' یہ سنتے ہی انہیں سیلوٹ کرتے اسنے وہاں سے نکلنے کی کیونکہ اب وہ جی بھر کر رہنا چاہتی تھی۔

''سنو'' انکی آواز پر وہ اپنی جگہ رک گئی۔

''یس میم'' بہت مشکل سے اسنے اپنی کانپتی آواز پر قابو پایا۔

''کل تم بنا سکارف کے گھومو گی اور بار کھلے چھوڑنا'' اسے اورڈر دیتے وہاں سے جانے کو کہا اور وہ یس میم کہتی وہاں سے نکل گئی

کمرے میں آتے ہی وہ فوراواشروم کی طرف بڑھی، شاور کھولتے ہوئے وہ اسکے نیچے کھڑی جی بھر کر روئی، پہلے ہارون اوراب یہ سب۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ رونا کس بات پر آرہا تھا بال کاٹے جانے پر یا ہارون کی بات پر۔۔ اب دماغ پر سکون کر کے سوچا تو اسے سمجھ آئی کے ہر بار اکمل خان ہی غلط نا تھے۔ اگر انہوں نے کبھی اسے اسکا حق نا دیا تو اسنے کونسا لینے کی کوشش کی وہ کوئی جاہل تھوڑی نا تھی جو اپنے حق کے لیے لڑنا سکتی مگر اسنے لڑنے کا بہت غلط پہلو چنا۔

''نہیں اب میں سب ٹھیک کردوں گی بابا سے بھی معافی مانگ لوگی اور خان ہا اس سے بھی، اسکی تو کوئی غلطی بھی نا تھی'' خود سے باتیں کرتے، اپنے آنسو صاف کرتے اسنے عزم کیا۔

وہ ابھی شاور لیکر باتھروم سے باہر نکلی ہی تھی کہ صبا کمرے میں داخل ہوئی وہ جو اپنے بستر کی طرف بڑھ رہی تھی فلک کو دیکھ کر اپنی راہ میں رک گئی۔

''یہ تمہارے بالوں کو کیا ہوا؟'' وہ تو اسکے بال دیکھ کر شوکڈ رہ گئی۔''

ریگنگ ''فقط ایک حرف جواب''

''یونوواٹ فلک خان جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا تو تم مجھے معصوم لگی، مگر پھر کل رات کے بعد بدتمیز آج صبح عقلمند اور اس وقت بے وقوف'' چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے اب وہ اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔

''مطلب؟'' ایک آبرو اچکا کر اسنے سوال کیا۔

''مطلب، مطلب، مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔ مطلب یہ کے تمہارے بال ریگنگ کا حصہ نہیں بلکہ پرسنل دشمنی ہے میری دوست'' وہی طنزیہ مسکراہٹ سجائے جواب دیا گیا۔

"کیسی پرسنل دشمنی؟" اب کے آواز میں تجسس تھا جسے اسنے چھپانے کی ناکام سی کوشش کی۔

"بہت جلد پتا چل جائے گا تمہیں" جواب دیتی وہ اب اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔ لیکن اسے گہری سوچ میں چھوڑ گئی۔

اب وہ اسے کیا بتاتی کہ ریان رؤف کے نام پر جو دشمنی وہ اپنی سینئرز سے پال چکی تھی اسکا خمیازہ اسے ان چار سالوں میں کیسے بھگتنا تھا۔

"پہلیاں مت بجھواؤں صاف الفاظ میں بتاؤں مجھے" اب وہ اسکے سر پر کھڑی اس سے سوال کر رہی تھی۔

گاڈ فلک تم اتنی بے وقوف تو نہیں ہو۔۔۔کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ ''

سینئرز نے بال کاٹ کر ریگنگ کی ہوں ؟ یہ ریگنگ ہر گز نہیں

ہے۔۔۔۔۔ ریگنگ کا مطلب پی اے ایف میں اپنے جونیئرز کو کسی

بھی قسم کے حالات کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے نا کہ انہیں نقصان

پہنچانا۔۔۔۔ سوائٹس ناٹ آ ریگنگ '' اسکا گال تھپتھپاتی، وہ اپنے

کپڑے اٹھائے واشروم کی طرف بڑھ گئی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

اس وقت سب کیڈیٹس رات کے کھانے پر میس میں موجود تھے، ریگنگ

یا پرسنل دشمنی جو بھی تھا فلک سینئرز سے کوئی لڑائی مول لینا نہیں چاہتی

تھی اسی لیے سکارف سر پر لیے بنا وہ میس میں آ گئی، ہر کسی کی نظر فلک

کے بالوں پر تھی جو آڑھے تیر چھے کاٹے گئے تھے، لیکن ڈسیپلن کا خیال کرتے ہوئے کوئی بھی نا بولا، مگر وہ سب کی مسکراتی نظریں خود پر محسوس کر سکتی تھی، جبکہ اسکی خود کی نظریں سامنے بیٹھے خان پر تھی جو چہرے پر ازلی سنجیدگی سجائے سکون سے کھانے میں مگن تھا۔

- -

''نائس ہیر سٹائل,!!'' میس سے فارغ ہونے کے بعد وہ ہاسٹل کی طرف جارہی تھی جب یہ الفاظ اسکے کان میں پڑے اور آواز سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔

''ارے یار میں نے تمہارے بالوں کی تعریف کی ہے اور تم مجھے اگنور کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ ناٹ فئیر یار'' اب کے وہ اسکے برابر چلنا شروع ہوگیا۔

''''شایان اس وقت میں کسی بھی قسم کے مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں'' اسنے اپنے ساتھ چلتے شایان کو وہاں سے چلتا کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

''ارے میں نے کچھ کہا ہے بس پرانی دوست کے ساتھ بات کرنے کو دل کر رہا ہے''

اب وہ دونوں ساتھ چل رہے تھے چونکہ ابھی ہاسٹل کا گیٹ بند ہونے میں ٹائم تھا تو انہیں زیادہ جلدی نا تھی۔ ان کے درمیان اب خاموشی تھی مگر ایک پرسکون سی خاموشی۔

''ارے یہ تو شاہ اور خان ہے نا!!'' شایان کی بات پر اسنے سامنے دیکھا جہاں وہ دونوں کھڑے آپس میں باتیں کر رہیں تھے، بلکہ یوں کہنا ٹھیک ہوگا کہ شاہ اسے کچھ سمجھا رہا تھا۔ پہلے تو فلک نے وہاں سے جانا مناسب سمجھا مگر یہی وقت تھا جب وہ خان سے اپنے اختلافات دور کر سکتی تھی۔

''چلو ان کے پاس چلیے'' شایان کو کہتی اب وہ ان دونوں کی طرف بڑھنے لگی۔

یا اللہ اس وقت میں مزید کوئی ڈرامہ افورڈ نہیں کر سکتا'' دل میں خدا سے ''
بات کرتے وہ اب فلک کے پیچھے چل دیا۔

جونیئر بات کرنی ہے تم سے'' ان کے سروں پر کھڑی اب وہ اس ''
سے مخاطب تھی۔

بولو'' بنا کسی جذبے کے اجازت دی گئی۔ ''

یہاں نہیں اکیلے میں'' حالانکہ ان چاروں کے علاوہ وہاں کوئی موجود نا تھا ''
مگر اس وقت وہ صرف خان سے بات کرنا چاہتی تھی۔

کیوں اب ایسی کونسی تمھارے اوپر ڈھائے ظلم کی داستان سنانی ''

ہے ؟۔۔۔ اور اگر سنانی بھی ہے تو اکیلے میں کیوں یہ دونوں کونسا غیر

ہے سب معلوم ہے انہیں کہ تم کتنی معصوم ہوں'' سپاٹ چہرہ لیے وہ

ان دونوں کی طرف اشارہ کیے اب اس سے سوال کر رہا تھا۔

''پلیز۔۔۔'' اسکے اس لفظ نے جہاں دلاور کو چونکایا وہی ہارون اور

شایان بھی ششدرہ گئے ، کسی کو فلک سے اسکی امید نا تھی۔

''دلاور جاؤ سن لو۔۔۔۔'' اب کی بار شاہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

کہاں ، وہ خان کو اسکے اصل نام سے صرف تبھی بلایا کرتا تھا جب معاملہ

گھمبیر صورت کا ہوں۔

وہ دونوں چلتے ہوئے اب گراؤنڈ سے ذرا ہٹ کر ایک تاریک گوشے میں آ گئے تھے۔

کچھ پل تو خاموشی کی نظر ہوئے، فلک نے آنکھیں اٹھا کر اسکو دیکھا جواب اسکی طرف متوجہ تھا۔

''آئی ایم سوری خان۔۔۔۔۔۔۔۔ سوری فار ایوری تھنگ۔۔۔۔۔۔۔۔ سمجھ نہیں آرہا کہ کہاں سے شروع کروں۔۔۔۔۔اپنے کس کس عمل کی تم سے معافی مانگوں۔۔۔۔۔۔ جانتے ہو جونیئر میں نے کبھی بھی تم سے نفرت نہیں کی تھی، کسی سے بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ابا بہت محبت تھی مجھے انسے۔۔۔۔۔۔جاننا چاہوں گے فلک خان کیسے نفرت کے راستے پر گامزن

ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کیوں فلک اکمل خان سے صرف فلک خان بن کر رہ گئی''

اسکی اس بات پر وہ صرف سر ہلا سکا۔

''میری چودھویں سالگرہ تھی اس دن خان، میں نے بہت انتظار کیا تھا ابا کا کہ وہ آئے گے اور میں پھر کیک کاٹوں گی، مگر سات سے آٹھ بج گئے مگر وہ نا آئے، میں نے پھر بھی انتظار مگر دس اور پھر گھڑی نے گیارا بجا دیے، اماں نے تایا سرکار نے سب نے بہت کالز کی مگر کوئی جواب موصول نا ہوا، پھر دکھی دل کے ساتھ میں نے کیک کاٹ لیا، مگر دیر رات رونے کی وجہ سے صبح مجھے بخار ہو گیا اور میں سکول نا جا سکی، میری آنکھ شور کی وجہ سے کھلی جو اماں کے کمرے سے آرہا تھا، میں

کوشش کرتی اماں کے کمرے کی طرف بڑھی مگر جو الفاظ میں نے وہاں
سنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانتے ہو میرا باپ میری ماں کیا کہہ رہا
تھا۔۔۔۔۔۔۔انہیں نفرت ہے میری ماں سے کیونکہ وہ ایک جاہل
عورت ہے، کیونکہ وہ اتنی خوبصورت نہیں کہ انکے ساتھ جچے، انہیں
میری اماں سے نفرت تھی جونیئر کیونکہ وہ انہیں بیٹا نہیں دے
سکی۔۔۔۔۔ غلطی میری اماں کی تھی کہ اگر وہ انہیں بیٹا دے دیتی تو
شاید وہ اماں کو چھوڑ کر دوسری شادی نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔جانتے
ہوں وہ اماں سے کہہ رہے تھے کہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں مگر
مر کر بھی کسی کو یہ پتا نہیں چلنے دے گے کہ انکی کوئی بیٹی بھی ہے کیونکہ وہ
ایک جاہل عورت کے وجود سے اس دنیا میں آئی
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوچو جونیئر میرا باپ مجھے دنیا
سے یوں چھپاتا تھا جیسے میں کوئی گناہ ہوں کیا میرا وجود اتنا ازراں تھا کہ وہ

مجھے اپنا نام بھی صرف کاغذ پر ہی دینے کو تیار تھے۔۔۔۔ میں کتنی تکلیف میں رہی ہوں یہ صرف میں جانتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جانتے ہوں ایک بار سکول میں پیرنٹ ٹیچر میٹنگ تھی میں نے ابا کے نمبر پر کال کی میں نے ٹاپ کیا تھا جونیئر ''سٹوڈنٹ آف دا ایئر'' مجھے ملنا تھا میں چاہتی تھی کہ جب مجھے ایوارڈ ملے تو اماں ابا دونوں وہاں ہوں، مگر کال کرنے پر جب میں نے مجھے یہ کہہ کر جھڑک دیا کہ میں نے نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں ایسی فضولیات کے لیے انکی امپورٹینٹ میٹنگ خراب کر دی اور یہ کہ اب میں انہیں کال کر کے پریشان نا کروں۔ پھر جس دن ایوارڈ ملا جب میں انکے پاس لیکر گئی تو انہوں نے مجھے صرف اتنا کہا۔۔۔ مبارک ہوں فلک۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا دل کٹ کر رہ گیا جونیئر، کیسا باپ تھا میرا۔۔۔۔۔ ایک بار صرف ایک بار مجھے گلے تو لگا

لیتے۔۔۔۔۔۔۔ مگر میری خام خیالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر تو

یہ سلسلہ شروع ہوگیا جونیئر۔۔۔۔۔ وہ جب بھی حویلی آتے انکا زیادہ

وقت صرف اماں کو زلیل کرتے گزرتا۔۔۔ اور میں تو زرش، جبران اور

تائی کی وہ تمسخرانہ نظریں نا بھول پاتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں

یاد ہوگا نا خان جب میں چھت سے گر گئی تھی اس دن وہ میرے پاس

آئے مجھسے محبت سے ملے مگر اس وقت میرا دل ان سے اچاٹ ہوگیا

تھا جونیئر اور میں نے انکا دل دکھایا مگر جب احساس ہوا تو میں نے معافی

مگر انکے الفاظ۔۔۔۔۔۔۔۔ انکے لفظوں نے کے لیے کال کی

اس دن صحیح معنوں میں مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا

جونیئر۔۔۔۔۔۔۔۔ جانتے ہوں وہ کہہ رہے تھے کہ انکا مجھسے کوئی

تعلق نہی، انکی صرف ایک اولاد ہے وہ ہوں

تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انکا مان، عزت، وقار، فخر، غرور''

اتنا بول کر وہ ایک پل کو رکی اور خان کو وہ رات یاد آ گئی جب فلک ہسپتال میں تھی اور اسکے پیر میں کانچ کا ٹکڑا چلا گیا تھا۔

"جانتے ہوں اس دن میں نے خود سے عہد کیا تھا کہ فلک خان خود کو ٹوٹنے نہیں دے گی، عہد کیا تھا خود سے کہ وہ اکمل خان کو توڑ دے گی۔۔۔۔۔۔۔ مگر میں غلط تھی مقصد انکا مان توڑنا نہیں بلکہ انہیں اس بات کا احساس دلانا تھا کہ میں بیٹی ہو کر وہ سب کر سکتی ہو جس کی امید وہ اپنے بیٹے سے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ جانتے ہون ارحم والے واقعے سے دو ہفتہ پہلے تک میں سکول کیوں نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اماں کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وجہ ابا تھے، وہ ایک بار پھر حویلی آئے تھے اور ہر بار کی طرح اماں کی تزلیل کرنا شروع کر دی، مگر اس بار شاید اماں تھک گئی تھی آخر کو انسان جو تھی مگر جب ابا

کو کال کی تو کہنے لگے کچھ نہیں ہو گا اس عورت کو وہ ایک ناگن ہے جو انہیں ڈسے بنا نہیں مرے گی۔۔۔اور اگر مر بھی گئی تو اچھا ہے جان چھوٹے گی انکی" اب کی بار وہ ہنسی، مگر اسکی ہنسی کھوکھلی تھی، اور آواز کے خان تو بس اپنی جگہ جم کر رہ گیا تھا۔ نم، جب

"کتنی آسانی سے انہوں نے میری اماں کو مار دیا جونیئر اس بات کا بھی خیال نہیں کیا کہ میرا کیا ہو گا، میں کہاں جاؤگی، مگر انہیں تو بس اپنی نفرت سے مطلب تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر جب ارحم والا واقعہ ہوا خان ایک بار۔۔۔ایک بار بھی انہوں نے مجھے گلے نا لگایا اور نا ہی اس بات کا احساس دلایا کہ میرے باپ کے ہوتے ہوئے کوئی مجھے کچھ نہیں کہہ سکتا، الٹا وہ تو گردن اکڑا کر ہر کسی کو یہ قصا سنا رہے تھے کہ انکا بیٹا کتنا بہادر ہے، مگر یہ تو بھول ہی گئے کہ جس کی ذات نشانے پر ہے وہ بھی

انکی اولاد ہے، انکا اپنا خون ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس میں نے اسی دن سے تہیہ کرلیا تھا کہ اب فلک خان کو کسی بھی کاغذی نام کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کو بتا دے گی کہ وہ ایک لڑکی ہو کر بھی مردوں کے برابر کھڑی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں غلط تھی اگر میں چاہتی تو احسن طریقے سے سب سلجھا سکتی تھی، میں اپنے باپ سے اپنا حق کر سکتی تھی مگر مجھے تو انتقام لینا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے وصول معاف کردوں جونیئر ہر اس پل کے لیے جب میری ذات نے تمھیں تکلیف پہنچائی، ہر پل کے لیے اور خصوصا آج کے لیے" اب وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی اور خان اسکی تو زبان کو تالا لگ گیا، وہ تو جیسے اپاہج ہو کر رہ گیا تھا۔

میرا صرف ایک سوال ہے جونیئر اسکا جواب دے دو۔۔ کیا ایسا مرد کسی عورت کے وجود کی چاہ کر سکتا ہے جسے بیٹی نا چاہیے ہوں۔۔۔۔۔ جس مرد کو بیٹی نہیں چاہیے تو پھر اسے کوئی حق نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی عورت کی خواہش کرے۔۔۔ ہے نا؟" اسکے اس سوال پر تو خان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گیئں۔

"بتاؤ دلاور خان جواب دو مجھے" ہاتھ کی پشت سے آنسوں صاف کیے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کرتے وہ اب اسے پہلے والی فلک لگی۔

یہی تو ہمارے معاشرے کی جاہل قوم کی سوچ ہے، جہاں بیٹی کو ایک بوجھ اور گالی سمجھا جاتا تھا، مگر اسکا باپ تو ایک پڑھا لکھا انسان تھا تو پھر

ایسی سوچ کیوں۔۔۔ شاید یہ انکے خون میں شامل تھا۔۔۔اسی لیے تو اکمل خان کی دوسری شادی کے سبب اب خاندان کی لڑکیوں کو بھی پڑھنے کی اجازت تھی تاکہ پھر سے کوئی رخسانہ اپنے حقائق سے انجان نا رہے۔

میں چلتی ہوں اب۔۔۔۔۔۔۔۔ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دی، اور خان جو کہ نا جانے کب سے خود پر قابو کیے ہوئے تھا، ایک ایک کر کے اسکی آنکھوں سے اشک رواں ہونے لگا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''فلک فلک میری بات تو سنو'' وہ جو ہاسٹل کی طرف بڑھ رہی تھی شاہ کی آواز پر رک گئی۔

''تم ٹھیک ہو نا؟'' وہ اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ چکا تھا جو اسے بے چین کیئے جا رہے تھے۔

''ہا ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا'' لہجے کو بشاش رکھنے کی کوشش کرتے وہ بولی۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں؟'' ایک آواز نے انکا ارتکاز توڑا، سامنے ریان کھڑا ان دونوں کو گھور رہا تھا، بلکہ اکیلے شاہ کو گھور رہا تھا۔

''کیڈیٹ شاہ اس وقت تو آپ کو ہاسٹل ہونا چاہیے تھا تو یہاں کیا کر رہے ہے آپ؟''گھڑی کی طرف دیکھتے اسنے سوال کیا۔

''سر۔۔۔وہ میں جا رہا تھا بس فلک کو چھوڑنے آیا تھا''اسکو اپنے سامنے پا کر وہ ہڑبڑا کر بولا۔جس پر فلک مسکرا کر رہ گئی،یہ منظر جن نظروں سے ریان نے دیکھا تھا اگر اسکے بس میں ہوتا تو ہارون شاہ کو کہی غائب کر دیتا۔

''کیڈیٹ فلک کیا کوئی چھوٹی بچی ہے جو آپ انہیں ہاسٹل چھوڑنے آئے تھے،یا پھر انہیں چلنا نہیں آتا،یا وہ کوئی چھوئی موئی سی نازک حسینہ ہے جنہیں رات کے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے''وہ اپنے اندر کی آگ لفظوں کے ذریعے نکال رہا تھا۔

''سوری سر'' اتنی لمبی تقریر کے مقابلے وہ سر جھکائے صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

''گو بیک ٹو یور روم'' اسکا آرڈر سنتے ہی وہ وہاں سے بھاگ نکلا جب فلک بھی اندر جانے لگی۔

''میں نے آپ کو جانے کو نہیں کہا۔۔۔کیا میں نے کہا؟'' شروع میں تنبیح کرتے آخر میں ایک آبرو اچکائے اسنے سوال کیا۔

''نو سر۔۔۔سوری سر''

"یہ آپ کے بالوں کو کیا ہوا ہے؟" اصل بات کی طرف وہ اب آیا۔
میس میں وہ اسکے بالوں کا حال دیکھ چکا تھا مگر اسے پوچھنے کا ٹائم نا ملا۔

"وہ سینئرز نے کاٹ دیے"

"کیوں کاٹے؟"

"ریگنگ"

"تو آپ نے آج سکارف کیوں نہیں لیا؟"

"سینئرز نے منع کیا ہے کل کا پورا دن بھی سکارف نہیں لے سکتی"

"کیڈیٹ فلک کل آپ سکارف لیکر آئے گی۔۔" اسنے اسکو آرڈر سنایا۔

"مگر وہ سینئرز؟" اسنے سوال کیا۔

"کیڈیٹ فلک میں بھی آپ کا سینئر ہوں اور کل آپ سکارف لیکر آئے گی باقی رہے آپکے سینئرز کے آرڈرز تو انسے میں خود ڈیل کرلوں گا۔اب آپ اپنے کمرے میں جائیے۔"

"اوکے سر۔۔تھینکیو سر۔۔۔۔گڈنایٹ سر" وہ کہتے ہی فوراً اندر چل دی۔

اور ریان وہ تو اسکی اس حرکت پر مسکراہ کر رہ گیا۔ وہ عہد کرچکا تھا کے بہت جلد وہ فلک کو اپنے جذبوں سے آگاہ کردے گا مگر فلحال اسے صبر کا دامن تھامے رکھنا تھا۔

- -

اگلی صبح کچھ زیادہ ہی روشن تھی، سینئرز نے اسکے سکارف لینے پر اسے کچھ نہیں کہا تھا جس کے لیے وہ واقعی ریان کی شکر گزار تھی۔

"میں غلط تھی، مجھے لگا کہ میں تمہیں ہرادوں گی مگر تمہارا اور میرا کوئی مقابلہ نہیں تم عزیم ہوں، تم خدا کی چنی گئی بندی ہوں جبکہ

میں۔۔۔۔۔ مگر میرا وعدہ ہے تم سے کہ میں تمہارے نقش قدم پر چلو گی اب سے ،اس لیے نہیں کہ مجھے لڑکا لڑکی کا فرق واضع کرنا ہے ، بلکہ اس لیے کہ مجھے اس قوم کی خدمت کرنی ہے ، یہ وطن سب کا ہے اسکی زمہداری صرف اسکے بیٹوں پر ہی نہیں بلکہ بیٹیوں پر بھی عائد ہے ، اب میں اس قوم کی بیٹی بنوں گی ، میں آج اعتراف کرتی ہوں کہ مجھے دوسری مریم مختیار بننا ہے ، میرا تمہارا کوئی مقابلہ نہیں تم واقعی ہی عزیم ہوں ''
یہ کہہ کر اسنے دیوار پر نصب مریم مختیار کی تصویر کو سیلوٹ کیا۔ آج کی صبح ایک الگ ہی فلک خان دیکھنے کو ملی تھی ، جسے اب کسی سے کوئی غرض نا تھی ، اب اسکا ایک ہی مقصد تھا اس قوم کی حفاظت تھی ، یہاں کی فضائیں رکھ دیا تھا ان اسے اسکے اصل مقصد کی طرف لے آئی تھی ، اسے بدل کر فضاؤں نے ، اسے محبت کرنا سیکھا دیا گیا تھا اس وطن عزیز سے جس کے

لیے ہمارے رہنماؤں ، افواج اور عوام نے بہت بڑی بڑی قربانیاں دی تھی۔

اسکی آنکھوں مین ایک علیحدہ چمک تھی جس میں سورڈ آف اونر پانے کی کوئی خواہش نا تھی۔

......

وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا سو گزر رہا تھا ، آج انہیں اکیڈمی میں آئے چار سال ہونے کو تھے ، پچھلے گزرے سالوں نے ان چاروں کی شخصیت میں مزید نکھار پیدا کیا تھا ، فلک اور صبا کو اگر اب بیسٹ فرینڈز بولا جائے تو غلط نا ہوگا ، ان گزرے سالوں میں ایک چیز جواب بھی وہی تھی وہ تھا فلک

اور خان کا رشتہ ، اگرچہ اب ان میں پہلے جیسی نفرت نا تھی مگر دوستی بھی نہیں تھی ، وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت کم مخاطب ہوتے تھے ، شایان کی مستیاں آج بھی ویسے ہی عروج پر تھی اب وہ نئے آنے والے کیڈیٹس کی جو خاطر مدارت کرتا تھا اس سے تو شیطان کی بھی توبہ۔ وقت ان میں بہت سا بدلاؤ لے آیا تھا ، شاہ آج بھی اتنے ہی دھیمے مزاج کا تھا ، ہر کام سوچ سمجھ کرتا تھا۔ شایان چاہے جتنا مرضی مزاقیہ ہو مگر اپنے جونیئرز کے لیے وہ کسی جلاد سے کم نا ہوتا۔۔ خان کی شخصیت میں ایک ٹھراؤ سا آگیا تھا ، اب وہ ہر چھوٹی بات پر جلدی غصہ نا کرتا تھا بلکہ بہت سمجھ بوجھ سے فیصلے لیتا ، اور فلک اس پر تو بھوت سوار ہوگیا تھا مریم مختیار جیسا بننے کا شاید وہ ایسی ہی تھی شدت پسند ایک بار جہاں دل و دماغ اڑ جائے تو بس۔۔ ریان رؤف اپنے سال کا بہترین کیڈیٹ چنا گیا تھا اور سورڈ آف اونر کا حقدار بنا تھا ، وہ فلک کو اب اپنے جذبوں

سے آگاہ کر دینا چاہتا تھا مگر صرف خان کی وجہ سے چپ تھا، پوری اکیڈمی کو یہ بات پتا چل چکی تھی کہ وہ دونوں بہن بھائی ہیں اور سب انہیں ٹوینز سمجھتے تھے. جس کی اصلاح کبھی انہوں نے بھی نا کی، اگر لوگوں کی نظر میں وہ دونوں ایک ہی ماں کی اولاد تھے تو انہوں نے لوگوں کی نظروں کو سیدھا کرنے کی بھی کوشش نا کی کیونکہ وہ اپنے گھریلو معاملات یوں سب کے سامنے عیاں نہیں کرنا چاہتے تھے۔

آخر کو وہ وقت آ ہی گیا تھا جس کا ان دونوں نے بے صبری سے انتظار کیا تھا، آج انہیں اپنے انسٹرکٹرز کے ساتھ اڑان بھرنی تھی زندگی کی پہلی اڑان جس کو لیکر نا جانے انہوں نے کتنے ہی خواب سجائے تھے۔

"کیڈیٹ فلک آر یو ریڈی؟"

یس سر!!''خوشی تو اسکی آواز سے محسوس کی جا سکتی تھی۔''

طیارہ آسمان کی طرف اپنی پرواز بھر چکا تھا، اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا ہونے کا نام ہی نا لے رہی تھی، اسے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اڑ رہی ہوں، اب تو اسے بس اس وقت کا انتظار تھا جب وہ خود اپنی پہلی پرواز بھرے گی، آسمان میں اڑتے پرندوں کے سنگ اڑے گی، آسمان میں تیرتے بادلوں کو محسوس کر سکے گی۔

- - - - - - - - - - - - - -

"اماں آپ یقین نہیں کرے گی کہ کتنی خوش ہوں میں آج، مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں اڑ رہی ہوں اماں میرا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا زمین پر آنے کو، اماں" وہ اس وقت فون پر اپنی ماں کو ساری روداد سنانے میں مصروف تھی۔

"جیتا رہ میرا بچہ، خدا تیری ساری مرادیں بر لائیں میری جان، آمین"

"ثم آمین اماں بس اب دیکھنا تو آپکی فلک کیسے اس آسمان کو تسخیر کرتی ہے"

اچھا وہ سب چھوڑ خان کہاں ہے اس سے تو بات کروا میری اتنی دیر ہوگئی اپنے لال سے بات کیے" اماں کے لال کا نام سن کر اسکا منہ بن گیا تھا، جب اسے خان وہاں سے گزرتا نظر آیا۔

"جونیئر" فلک کی آواز پر وہ رکا اور مڑ کر اسے دیکھا

"لے اماں کر لے اپنے لال پیلے سے بات" یہ کہہ کر اسنے ریسیور خان کو تھما دیا جسے اسنے مسکراتے ہوئے پکڑ لیا۔ ایک اماں ہی تو تھی جن سے وہ خوش اسلوبی سے بات کرتا تھا۔

"اسلام علیکم !اماں کیسی ہے آپ؟" اماں سے بات کرتے جو خوشی اسکے چہرے سے پھوٹ رہی تھی اسنے فلک کو بھی پر سکون کر دیا تھا۔

فلک کو آج بھی وہ دن یاد تھا جب لیٹ آنے پر خان کو سزا ملی تھی اور جب بات اکمل خان تک پہنچی تو انہوں نے اسے کال کہہ کر یہ کہا کہ اب وہ اس سے تب ہی بات کرے گے جب وہ سورڈ آف اونر لیکر انکے سامنے کھڑا ہوگا، خان کو اس وقت کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی اسکا اندازا صرف فلک ہی لگا سکتی تھی، پھر چار سالوں میں صرف نتاشہ بیگم نے اسے فون کیا وہ بھی ایک یا دو بار، ایسے میں ایک اماں ہی تھی جو جب بھی فلک کو کال کرتی تو خان سے ضرور بات کرتی اور یونہی سب کو ان دونوں کے بہن بھائی ہونے کا پتا چلا تھا، خیر فلک کو جو کال اماں کرتی تھی اس میں زیادہ تر ذکر تو خان کا ہی ہوتا تھا، کبھی فلک کو اس بات کی تلقین کرتی ہدایت کہ خان چھوٹا بھائی ہے، تو کبھی اسکا خیال رکھنے کو کہتی یا پھر اسے دیتی کہ وہ خان کو پڑھائی مدد کرے اور اسے لڑے جھگڑے نا اور فلک تو بس ہوں ہاں کر کے رہ جاتی، نا جانے کیوں مگر اب اسے خان کے نام پر

ناجلن ہوتی تھی اور نا ہی اس سے نفرت۔ وہ دونوں چھٹیوں میں بھی حویلی ہی جاتے تھے جہاں وہ اماں سے ضد کر کے اپنی پسند کے کھانے بنواتا تھا اور فلک کو خاص طور پر چڑھاتا، بہن بھائی کا رشتہ کتنا خوبصورت ہوتا ہے اس کا اندازہ اسے اب ہوا تھا وہ خوش تھی اب اور اب پر سکون بھی اب نا کسی بدلے کی چاہ تھی اور نا ہی خود کو منوانے کی۔ اس نے ایک نظر سامنے کھڑے خان کو دیکھا جو اب اماں کی کسی بات پر ہنستے ہوئے انہیں جواب دے رہا تھا۔

اچھا اماں اب میں کال رکھتا ہوں انشااللہ بعد میں بات ہوگی ''آخری'' کلمات ادا کرتے ہوئے اس نے فون رکھا۔

کیا کہہ رہی تھی اماں؟'' دونوں بازو سینے پر باندھے فلک نے سوال کیا۔''

''مقصد تمہارا کوئی تعلق نہیں'' ماں بیٹے کی بات سے تم سے مطلب ۔۔
اسکو چڑھانا تھا اور وہ چڑھ بھی گئی تھی۔

''فلک مخاطب ہوں بہن سے تم اس وقت بڑی جونیئر مت بھولو کے''
نے جیسے وارن کیا۔

''کیونکہ اسنے جیسے تعنہ دیا ہو اسے اوپر سے نیچے دیکھتے ''ہن بڑی اور تم
خان کی پانچ فوٹ گیارا انچ کے آگے فلک کا پانچ فوٹ پانچ انچ کا قد چھوٹا
ہی تھا جس پر وہ تپ گئی۔

"اور کیا کہا تم نے مجھے جونیئر کتنی بار کہا ہے کے مجھے جونیئر بت بلایا کروں" خان کو فلک کا اسے جونیئر بلانا سخت ناپسند تھا۔

"آں کیوں کیا ہوا بے بی کو برا لگا" بچو جیسی شکل بنائے اب وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں برا کیا لگنا وہ تو مجھے تم جیسی کوڈی پر ترس آتا ہے سوچو لوگ کیا کہے گے بڑی بہن قد میں بھائی سے چھوٹی رہ گئی۔۔ چچچ" یہ کہتے اسکی طرف مسکراہٹ اچھالتے وہ وہاں سے چلا گیا جب کے فلک تو اپنے "کوڈی" بلائے جانے پر تلملا کر رہ گئی اسکا قد اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا۔

لڑکیوں کے حساب سے تو میرا قد ٹھیک ہے ''خود کو تسلی دے کر وہ بھی وہاں سے چل دی۔

آخر کو وہ دن آ ہی گیا تھا جب انہیں پرواز بھرنی تھی، وہ پانچوں اس وقت اپنے اپنے انسٹرکٹر کے پاس کھڑے تھے، کچھ ہی دیر میں وہ اپنی پرواز بھرنے لگے تھے۔

کیڈیٹس آریوریڈی؟ '' اب وہ پانچوں اپنے اپنے طیارے میں بیٹھ چکے تھے، انہیں انگلی کے اشارے سے پرواز بھرنے کی اجازت مل چکی تھی۔

اور آج فلک کو لگا کے اسنے سہی معنوں میں آسمان تسخیر کر لیا ہوں۔

آسمانوں کو چھتی اسکی مسلان تھمنے کا نام ہی نا لے رہی تھی، اسکا دل تھا کہ وہ دن رات آسماں میں ہی اڑتی رہے، اسکی زندگی یہ پہلی اڑان نا تھی مگر یہ اڑان اس نے خود بھری تھی۔ اسکی نظر اپنے ساتھ اڑتے طیاروں پر گئی جس میں وہ چاروں تھے، کتنا خوبصورت احساس تھا یہ۔

اب وہ لینڈ کر چکے تھے، جس میں سب سے پہلے صبا اور فلک ہی اتری تھی، ایک انوکھی چمک تھی ان کی آنکھوں میں آسمان کو پالینا اتنا آسان نا تھا ان کے لیے بہت قربانیاں دی تھی انہوں نے مگر اصل قربانی کا وقت تو اب تھا۔

اب کے وہ دونوں ان تینوں کا انتظار کر رہی تھی جن کے طیارے ابھی بھی ہوا میں تھے۔

اب انکے طیارے لینڈ ہوئے تھے.جس میں سب سے پہلے شایان اور پھر شاہ باہر نکلا ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی ان کے چہروں سے خوشی جھلک رہی تھی۔ جب وہ دونوں ایک ساتھ باہر نکلے اور اب بھاگتے ہوئے ایک دوسرے کو گلے لگایا جسے دیکھ کر فلک اور صبا کی ہنسی چھوٹ گئ۔ سب سے آخر میں خان اپنے طیارے سے باہر نلکا تھا، چہرے پر فتح کا پرچم سجائے وہ انکی طرف بڑھا اور اپنے دونوں بازو کھول کر انہیں گلے لگایا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

وہ دونوں ابھی ہاسٹل کے دروازے سے اندر آنے ہی لگی تھی کہ اوپر سے پانی کی دو بالٹیاں ان پر پھینکی گئی ، اپنی خوشی میں وہ دونوں اس رسم کو تو بھول ہی گئی تھی ، ہر وہ پائلٹ جو اپنی پہلی فلائٹ بھرنے میں کامیاب رہتا تو سب دوست یونہی ان پر پانی پھینکتے ، وہ دونوں پانی سے بچاؤ کی ترکیبیں سوچنے لگیں مگر دشمن کا گھیرا اتنا تنگ تھا کہ کچھ نا کرسکی اور آخر پر خاموشی سے خود کو سرنڈر کر دیا ، پورے ہاسٹل میں انکے قہقے گونج رہے تھے ۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

وہ دونوں اس وقت فریش ہو کر اپنے اپنے بستروں پر بیٹھی تھی ، وہ بہت غور سے صبا کو دیکھ رہی تھی جس کے ہاتھ میں ایک تصویر تھی جس میں وہ اتنی گم تھی کہ اسے سے بھی احساس نا ہوا کہ فلک کب اسکے قریب آئی اور اسکے ہاتھ سے تصویر کھینچ لی ۔

’’ارے فلک یہ کیا بد تمیزی ہے ؟‘‘ آواز میں غصہ نہیں بلکہ حیرت شامل تھی ۔

’’وہ تو تم مجھے بتاؤ کیا بد تمیزی ہے کب سے اس تصویر کو گھورے جا رہی ہوں ایسا بھی کیا اس میں‘‘ فلک کی بات سن کر صبا مسکراہ دی ۔

"بہت خاص ہے یہ تصویر کتنے اچھے دوست ملے ہیں مجھے صرف یہ تصویر ہی تو اسکی نشانی ہے" وہ تصویر صبا کی ان چاروں کے ساتھ تھی جو کہ ایک ایونٹ پر لی گئی تھی۔ ورنہ باقی تصویروں میں تو کوئی ایک نا ایک غائب ہی ہوتا تھا۔

"تم جانتی ہوں فلک مجھے ہمیشہ ایسے دوست ملے جو صرف میرے ڈیڈ کے رینک کی وجہ سے مجھ سے دوستی کرنا چاہتے تھے، جب میں یہاں آئی تھی تو مجھے لگا تم بھی ڈیڈ کی پوسٹ سے متاثر ہو گی بس اسی لیے میں نے تم پر روعب جھاڑنے کی کوشش کی"

"تھینکیو فلک، تھینکیو سو مچ تم لوگ اتنے اچھے ہوں کہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی، شایان کی شرارتیں، ہارون کی سمجھداری، دلاور کا

غصہ اور تم، تم تو پوری کی پوری" کہتے ہوئے وہ ہنسنے لگی اور اسکے گلے لگ گئی۔

"ویسے یار ایک بات سوچ رہی تھی اگر ہم پانی پھینکا گیا ہے تو بوائز ہاسٹل میں ان کے ساتھ کیا ہوا ہوگا؟" اس سے علیدہ ہوتے ہی فلک نے سوال کیا۔

"وہاں تو سیلاب آیا ہوگا۔۔ میرے خیال سے" انگلی تھوڑی پر جمائے وہ سوچنے والے انداز میں بولی۔ جس پر ان دونوں کے پھر سے قہقے گونجے۔

''فلک، صبا جلدی سے رانیہ کے کمرے میں آجاؤ زبردست گانوں کا مقابلہ چل رہا ہے'' انکی بیچ میٹ اسمارہ انکو کہتی وہاں سے چل دی۔

''چلو بھئی آج اپنے اندر کے گلوکار سے بھی آشنا ہوجائے'' فلک کی بات پر وہ سر ہلاتی اس کے پیچھے چل دی۔

وہ سب اس وقت رانیہ کے کمرے میں موجود تھی۔

''ہاں بھئی تو کیا چل رہا ہے؟ گیم کیا ہے اور رولز؟'' فلک نے اندر آتے ہی سارے سوال ایک ساتھ کر دیے۔

''ارے بھئی لڑکی سانس تو لے لو پہلے اور گیم یہ ہے کہ ہم بوتل گھمائے گے جس پر وہ رکے گی اسے گانا گانا ہوگا، اور رول صرف ایک ہے اور وہ یہ کے صرف پاکستانی گانے چلیں گے، ویسے بھی چار سالوں سے رولز کرتے کرتے اب تو قسم سے پانی بھی پینے لگوں تو پہلے پوچھ لیتی ہوں کے بھئی رولز بتا دوں'' رانیہ کی اس بات پر سب ہنسنے لگیں۔

''اچھا چلو چھوڑو سب اور گیم شروع کرو'' صبا کی بات کی تائید کرتے ہوئے گیم پھر سے شروع کیا گیا۔

بوتل اب صبا پر آ کر رکی تھی جس پر سب نے ہوٹنگ کی۔

"توصبا بی بی کیا سنا رہی ہے آپ؟" رانیہ نے اس سے اشتیاق سے پوچھا۔

"گانا" صبا کی اس بات پر رانیہ کا منہ بن گیا تھا۔

"اچھا چلو صبا تم شروع کرو" فلک نے گویا اجازت دی۔

"کسی مہربان نے آکے میری زندگی سجا دی

میرے دل کی دھڑکنوں میں۔۔۔ میرے دل کی دھڑکنوں میں نئی آرزو جگا دی

کسی مہرباں نے آ کے میری زندگی سجا دی

میری چاہتوں کا اب تک نا اثر ہوا کسی پر

میری چاہتوں کا اب تک نا اثر ہوا کسی پر

انہیں کچھ خبر نہیں ہے۔۔۔انہیں کچھ خبر نہیں ہے

یہاں زندگی مٹا دی

‘‘کسی مہرباں نے آ کر میری زندگی سجا دی

گانا ختم کرتے ہی سب نے اسے داد دی جب کے فلک کی نظریں تو اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھی جیسے وہ کوئی راز جاننا چاہ رہی ہوں

"کیا؟" اسے یوں اپنی طرف تکتا پا کر صبا نے پوچھا۔

"کچھ نہیں" جواب دیتے وہ دوبارہ کھیل کی طرف متوجہ ہو گئی اور صبا بھی کندھے اچکاتی کھیل کی طرف متوجہ ہو گئی۔

اب کے بوتل فلک کا رخ فلک کی طرف تھا۔

"تو بتائیں فلک بی بی آپ کیا سنائے گی" سوال پھر رانیہ نے کیا۔

گانا'' اب کی بار جواب اسمارا نے دیا جس پر رانیہ اسے گھور کر رہ گئی۔

'' اے وطن پیارے وطن پاک وطن، پاک وطن، اے میرے پیارے وطن، اے میرے پیارے وطن

اے وطن پیارے وطن پاک وطن، پاک وطن، اے میرے پیارے وطن،

اے میرے پیارے وطن

تجھ سے میری تمناؤں کی دنیا پر نور

تجھ سے میری تمناؤں کی دنیا پر نور

عزم میرا قوی، میرے ادارے ہیں قیوم

میری بستی میں انا ہے، میری مستی میں شعور

جاں فزا میرا تخیل ہے تو شیریں ہے سخن

اے وطن پیارے وطن پاک وطن، پاک وطن، اے میرے پیارے وطن،

اے میرے پیارے وطن

تو دل افروز بہاروں کا تر و تازہ چمن

تو دل افروز بہاروں کا تر و تازہ چمن

تو مہکتے ہوئے پھولوں کا سہانا گلشن

تو نوا ریز انا دل کا بہاری مسکن

رنگ و آہنگ سے معمور ترے کوہ دمن

اے وطن پیارے وطن پاک وطن ، پاک وطن ، اے میرے پیارے وطن

میرا دل تیری محبت کا ہے جاں بخش دیار

میرا دل تیری محبت کا ہے جاں بخش دیار

میرا سینا تیری حرمت کا ہے سنگین حصار

میرے محبوب وطن تجھ پر اگر جاں ہو نثار

میں یہ سمجھوں گا ٹھکانے لگا سرمایہ تن

اے وطن پیارے وطن پاک وطن، پاک وطن، اے میرے پیارے وطن''

فلک کی آواز نے تو جیسے سب کو ایک سحر میں جکڑ دیا تھا، ملی نغمہ ختم کرتے ہی سب نے زور و شور سے اس کے لیے تالیاں بجائی۔

''واہ فلک واہ تم نے تو کمال کر دیا'' سب اسے داد دے رہی تھی۔ اور اسے طرح ایک ہنستی مسکراتی شام کا اختتام ہوا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - -

وہ دونوں رات کے بعد اب واک کا موڈ بنائے گراؤنڈ کی طرف آ گئی تھیں۔ ان کے درمیان ایک پراسرار خاموشی تھی۔

تو کون ہے وہ مہربان؟'' خاموشی فلک کی آواز نے توڑی تھی''

''کیا مطلب؟''

او پلیز ہاں بتاؤں مجھے۔۔۔ آج جس انداز سے تم گا رہی تھی سب کچھ سمجھ رہی ہوں میں''

''جب سب سمجھ رہی ہوں تو پوچھ کیوں رہی ہوں؟''

"اومائی گاڈ مطلب کے میرا شک بالکل ٹھیک تھا۔۔۔ کون ہے وہ؟"
فلک تو اسکے اعتراف پر اچھل پڑی۔

"ابھی نہیں پتا"

"ہے کیا مطلب نہیں پتا کیا بھوت ووت ہے کوئی، یا اللہ خیر" صبا کی
بات سن کر تو فلک حیران رہ گئی، جبکہ اسکی بات سن کر صبا کا قہقہ گونجا۔

"ارے نہیں پاگل اسے ابھی نہیں پتا، جب اسے پتا چلے گا نا تب
بتاؤں گی تمہیں بھی"

واللہ مجھ سے تو اب صبر ہی نہیں ہو رہا ہے ، کب بتاؤں گی اسے ؟''

فلک کی بے صبری عروج پر تھی ، جس پر صبا ہنس دی ۔

''بہت جلد'' وہ صرف اتنا کہہ سکی ۔

''کس کو کیا بتانا'' اپنے سامنے آتی آواز پر انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو شاہ کو پایا ۔

''ہارون''

''شاہ''

ان دونوں کہ یوں اچانک اسکا نام لینے پر وہ مسکرا دیا۔

''بھئی مجھے بھی بتاؤں ایسی کونسی بات جس پر اتنا مسکرایا جارہا ہے؟''

کچھ بھی نہیں'' صبا کے جواب پر شاہ نے یوں دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا'' جھوٹ مت بولو۔

اوگاڈ شاہ تم بھی سنوں گے نا تو حیران رہ جاؤ گے، جانتے ہوں '' ''ہماری صبا بی بی کو محبت ہو گئی ہے

کیا واقعی؟'' فلک کے بتانے پر شاہ آنکھوں میں شرارت لیے پوچھنے '' لگا۔ جبکہ صبا تو لال ٹماٹر ہو چکی تھی۔

''ہاں نا لیکن یہ بتا نہیں رہی کہ کون ہے وہ؟'' اب کے بار بچوں جیسا منہ بنا کر فلک نے جواب دیا جبکہ شاہ اسکی حرکت پر ہنس کر رہ گیا۔

''کیوں بھئی صبا ہمیں نہیں بتاؤں گی'' آنکھوں میں ہنوز شرارت لیے اس نے پوچھا کو کہ اب زبان سے بھی جھلک رہی تھی۔

''افففففف بس کروں تم دونوں۔۔۔۔۔۔بتا دوں گی وقت آنے پر'' لال چہرے پر غصہ سجائے اسنے انہیں روکنے کی کوشش کی جبکہ وہ دونوں ہنس کر رہ گئے۔

''اوتیری تم دونوں باتیں کروں میں ابھی آئی ''کچھ یاد آنے پر جیسے اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا اور ہال کی طرف دوڑ لگائی۔

''ارے تم کہاں چلی؟''

''آئی بس ابھی ''شاہ کے سوال پر جواب دیتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

''سو فلک جو کہہ رہی ہے وہ سچ ہے۔۔۔یمنز کے تم واقعی؟ ''اب وہ دونوں ہی رہ گئے تھے جب شاہ نے اس سے سوال کیا، جس پر وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی، چہرے پر لالی ابھی بھی باقی تھی۔ اب کے ان دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی تھی۔

"سو؟"

"وہ"

ان دونوں کے اکٹھے کہنے پر وہ دونوں ہی ہنس دیے۔

ان میں دوبارہ سے خاموشی چھا گئی، پلکوں کی جھالر نیچے گرائے، اب وہ اسکا جائزہ لینے میں مصروف تھی، ہاف سلیو میں نظر آتے اسکے کسرتی بازو، روشن کشادہ پیشانی، اور سب سے بڑھ کر اسکا انداز اس سے تو کسی کو بھی محبت ہو سکتی تھی۔

محبت" زیر لب بولتے، اسکے لب اپنے آپ ہی مسکرا اٹھے۔"

کچھ کہاں کیا؟'' شاہ نے اس سے پوچھا جس پر وہ آنکھیں بڑی کیے زور زور سے نامیں سر ہلانے لگی۔

''میں۔۔۔۔میں چلتی ہوں اب۔۔۔خدا حافظ'' یہ کہتے ہی اسکا جواب سنے بغیر وہ تیزی سے وہاں سے چل دی۔اور شاہ تو اسکی اس جلدی پر حیران رہ گیا۔

آج وہ پھر اسکی تصویر کے آگے کھڑی تھی۔

''تم واقعی میں عزیم ہوں، میں بھی تمہاری جیسی بنوں گی دیکھ لینا تم، تم بہت خاص ہو، مجھے تو تم سے عشق ہونے لگ گیا ہے، تم ہو ہی محبت کے قابل، میں واقعی تم سے مقابلہ نہیں کر سکتی، مجھے معلوم ہے میں تم سے ہار جاؤ گی، مگر اب مجھے ہار جیت سے کچھ لینا دینا نہیں، اب تو میں بھی بس تمہاری طرح قوم کی بیٹی بن کر اپنا فرض پورا کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ ویسے ایک سوال پوچھو تم سے؟'' اس تصویر کے آگے کھڑے وہ اشتیاق سے اس سے پوچھنے لگی۔ اور اسکی مسکراتی تصویر نے گویا جیسے اسے اجازت دی ہوں۔

''جب میں پاس آوٹ ہو جاؤ گی تو ابا کو بھی مجھ پر ویسے ہی فخر محسوس ہو گا نا جیسے تمہارے ابو کو ہوا تھا، وہ بھی مجھے گلے لگائے گے نا سب کو بتائے گے نا کہ میں انکی بیٹی ہوں اور میں نے انکا ناپ فخر سے بلند کر دیا

ہے؟ ایسا ہی ہوگا نا دیکھ لینا ایسا ہی ہوگا اور میں ان سے معافی بھی مانگ لوگی پھر دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا جیسے فلموں کے آخر میں ہوتا ہے'' وہ اس وقت کوئی بارہ سالہ بچی لگ رہی تھی جس کی خواہشات نہایت معصومانہ تھی۔

''اچھا اب میں چلتی ہوں بہت دیر ہوگئی ہے اللہ حافظ'' میم مختیار کی تصویر کو دیکھ کر سیلوٹ مارتے وہ وہاں سے جانے لگی جب اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، جب کوئی نظر نا آیا تو وہم سمجھ کر کندھے اچکائے وہاں سے چل دی، جبکہ دو آنکھوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - -

''ارے تم یہاں اور صبا کہاں ہے؟'' وہ جیسے ہی گراؤنڈ کی طرف آئی تو شاہ کو وہاں اکیلا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

''ہاں وہ صبا جا چکی ہے اور میں تمہارا ویٹ کر رہا تھا، سوچا تمہیں ہاسٹل چھوڑ دو''

''کیڈیٹ شاہ، میں کیا کوئی چھوٹی بچی ہوں، یا پھر اپاہج اور یا پھر کوئی نازک حسینہ جو کہ رات کے اندھیرے سے ڈر جائے گی تو آپ اسکو ہاسٹل چھوڑنے جا رہے ہیں؟'' ایک آبرو اچکاتے اس نے پوچھا۔ جس پر شاہ کو ریان کے وہ الفاظ یاد آ گئے جب اسنے شاہ کو فلک کو ہاسٹل چھوڑنے پر سنائی تھی۔ یاد کرتے ہی ان دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''ارے یار کیا یاد دلا دیا تم نے اف خدایا'' شاہ نے باقائدہ کانوں کو ہاتھ لگائے

''چلو اب مجھے ہاسٹل چھوڑنے جانا بھی ہے کہ نہیں؟'' وہ دونوں اب ہاسٹل کی جانب چل دیے۔

''فلک؟'' وہ جو ہاسٹل میں جانے لگی تھی اسکی پکار پر رکی۔

''تم ٹھیک ہو نا؟''

''ہاں مجھے کیا ہونا؟'' اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"نہیں میرا مطلب کہ اگر تمہیں سورڈ آف اونر نا ملا تو؟۔۔۔" اسنے گویا بات ادھوری چھوڑی۔

"تو کچھ نہیں۔۔۔ دیکھو شاہ مجھے سورڈ آف اونر ملے یا نا ملے یہ مجھے میرے فرض سے دور نہیں کر سکتا" مسکراتے ہوئے اسنے اپنی بات پوری کی اور اب کی بار شاہ بھی مسکراہ دیا ایک بوجھ تھا جو اس کے دل سے اترا تھا۔

"فلک!!" ایک دھاڑ پر وہ دونوں چونکے جہاں خان کھڑا انہیں خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

سکارف کہاں ہے تمہارا؟" آج وہ اپنا سکارف نہیں لیکر آئی تھی، مگر" مسئلہ سکارف نہیں بلکہ اسکا شاہ کے بے حد نزدیک کھڑے ہونا تھا، چاہے جو بھی تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے تھے یا نہیں مگر خان کو یہ منظور نا تھا کہ اسکی بہن کسی غیر مرد کے پاس کھڑی ہوں۔ اپنی حالت کا اندازہ ہوتے وہ دونوں بھی شرمندہ ہو گئے اور فلک جلدی سے سے اندر چلی گئی۔

سوری خان" وہ وہاں سے جانے لگا تھا جب شاہ نے اسے روکا۔"

"وہ جلد بازی میں پتا ہی نہیں چلا۔۔۔ قسم سے ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا"

اسکی بات سن کر خان نے صرف سر ہلایا

''آئندہ سے خیال رہے'' اسکا کندھا تھپکتا وہ وہاں سے چل دیا اور پیچھے شاہ نے ایک لمبا سانس خارج کیا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

وہ دونوں اس وقت اپنے اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں۔

''فلک محبت کیسے ہو جاتی ہے؟'' اسنے ایک نظر ساتھ لیٹی فلک سے پوچھا۔

”مجھے نہیں پتا، بس اتنا پتا ہے کہ ہو جاتی ہے“ اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا، صبا چونکہ خود کی سوچ میں مگن تھی اسی لیے دھیان نا دے پائی۔

”جانتی ہوں رانیہ کہتی ہے محبت تب ہوتی ہے جب اسکی ہر چیز سے محبت ہو جائے، کھاتے پیتے، سوتے، جاگتے، اٹھتے بیٹھتے صرف اسی کی سوچ ہو، اسکی ہر ایک چیز سے محبت ہو جائے تمہیں“ وہ اپنے خیالوں میں بول رہی تھی جبکہ فلک ہنس پڑی۔

”بے وقوف یہ تو پاگل پن ہے، محبت کا مطلب تو عزت، مان اور بھروسہ ہوتا ہے، جب کوئی تمہیں عزت دے، کوئی تمہارا مان بن

جائے، اور تم اس پر اندھا بھروسہ کروں" یہ کہتے ہی اسنے کروٹ لے لی۔

"ہارون!"

"شاہ"

دونوں بیک وقت ایک ہی انسان کے خیالوں میں غم تھیں اور یہ تو اب تقدیر کا فیصلہ تھا کہ کس کو محبت ملتی اور کسی صبر۔

"ماما۔۔ماما۔۔۔کہاں ہے آپ؟" پورے گھر میں اسکی آواز گونج رہی تھی۔

"ارے بھئی کیا ہوا ہے کیوں اتنا چلا رہی ہوں؟" حمدہ بیگم نے کمرے سے نکلتے پوچھا۔

"اوہو ماما آپی کی پاسنگ آؤٹ پریڈ ہے اس ویک اور آپ میں سے مجھے کسی نے بھی نہیں بتایا" منہ پھولائے اسنے شکایت کی جبکہ حمدہ بیگم اسکی اس حرکت پر ہنس دی۔

"ہاں تو تم نے جان کر کیا کرنا تھا؟" ان کے سوال پر تو اسکی آنکھیں حیرت سے کھل گئی۔

''کیا مطلب ہے کیا کرنا ہے ،میں بھی جاؤگی'' پر جوش سی ہو کر اسنے اطلاع دی۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے کہی جانے کی کالج ہے تمہارا وہاں کون جائے گا'' انکے دو ٹوک انداز پر اسکا منہ بن گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

''ارے یہ کیا۔۔۔کیا ہوا میری جان کیو رو رہی ہوں؟'' رخسانہ بیگم جو کیچن سے ابھی باہر نکلی ہی تھی اسے یوں روتا دیکھ کر پریشان ہو گئ۔

"کچھ نہیں ہوا، بس خود کا دماغ خراب ہے اور ہمارا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی اس لڑکی نے"۔ حمدہ بیگم نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"پھر بھی بھابھی دیکھے تو زرا معصوم سی بچی میری کیا ہوا ہے کوئی بتایئں تو سہی میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے" یہ کہتے ہی انہوں نے اسے گلے لگا لیا، اور وہ جو پہلے ہی نکلی آنسوں بہانے میں مصروف تھی اب تو ان میں روانی آ گئی، حمدہ بیگم نے اپنی بیٹی کا یہ ڈرامہ نہایت کوفت سے دیکھا۔

"کچھ نہیں ہوا بس بھوت چڑھ گیا ہے۔۔ محترمہ کا کہنا ہے کہ فلک کے پاسنگ آؤٹ پر جائے گی یہ" حمدہ بیگم کی بات پر جہاں رخسانہ بیگم نے بھوت والی بات پر دل تھاما تھا وہی انکی پوری بات سن کر پر سکون ہو گئی۔

''اوہو بھابھی تو اس میں کونسا بڑی بات ہے چلی جائے یہ'' رخسانہ بیگم کی بات پر جہاں اسکے چہرے پر خوشی پھوٹی وہی حمدہ بیگم کے ماتھے کے بل بڑھے۔

''کوئی ضرورت نہیں آپ اور جمیل ہی جا رہے ہیں اور ان محترمہ کا کالج بھی ہے'' اور وہ جو خوشی سے پھولے نا سما رہی تھی اپنی ماما کے فرمان سن کر ہی اسکا چہرہ اتر گیا۔

''ارے بھابھی کیسی باتیں کرتی ہیں آپ، میری جگہ بھا صاحب کے ساتھ آپ اسکو بھیج دیں، ویسے بھی میں گھر رہ کر فلک کے لیے اسکے من پسند کھانے بنا لوگی''

سچ میں اماں !!!'' اس سے پہلے کے حمدہ بیگم بولتی اسکی چہکتی آواز آئی، ''
فلک کے ساتھ ساتھ وہ بھی رخسانہ بیگم کو اماں ہی بلاتی تھی۔

ہاں میرا بچہ اب رونا بند کرو اور تیاری پکڑ اپنی فلک باجی سے بھی ملنے ''
جانا ہے نا'' اسکے ماتھے پر پیار کرتے انہوں نے کہاں۔

تھینکیو اماں، تھینکیو سو مچ، آپ سب سے اچھی، ہٹلر سے بہت زیادہ ''''
اماں کے گلتے، آخر میں حمدہ بیگم کو ہٹلر بولتے اسنے اپنے کمرے کی
جانب دوڑ لگا دی کیونکہ کچھ بھروسہ نا تھا کہ اسے یہی چپل کھانے کو مل
جائے۔ رخسانہ بیگم تو اسکی اس حرکت پر مسکراہ دی۔

"رخسانہ کیا ضرورت تھی تمہیں اسے اپنی جگہ بھیجنے کی فلک نے خاص تقید تھی اپنے تایا سرکار کو کہ تم آؤ اسی لیے تو وہ تمہیں حویلی سے یہاں لے آئے ہیں اور تم ہو کہ اس آفت کو بھیجنے پر تیار ہو گئی فلک کا ہی سوچ لیتی" حمدہ بیگم کو واقعی میں افسوس ہوا تھا انکے انکار کرنے پر۔

"بھابھی کچھ نہیں ہوتا، دیکھے تو اپنی روشانے کتنی خوش لگ رہی ہے، اور فلک کو میں سمجھا دوں گی اور بھا صاحب کو بھی آپ بس روشانے کی تیاری پکی کروائے۔ رخسانہ بیگم کی بات پر وہ چپ تو کر گئی تھی مگر دل میں روشانے کو سمجھانے کا پکا ارادہ باندھ لیا تھا۔

- - - - - - - - - - - - -

آخر کو انکا "پاسنگ آوٹ ڈے" بھی آگیا تھا، حمدہ بیگم کے سمجھانے پر روشانے سمجھ گئی تھی اور اس نے جانے کی بھی ضد نا کی مگر اس دن سے منہ ضرور پھول گیا تھا۔

اس وقت سب کیڈیٹس اپنی اپنی لائنوں میں کھڑے تھے، اب وقت اچکا تھا جب سورڈ آف اونر کا مالک چنا جاتا۔

اور سورڈ آف اونر اپنا مالک چن بھی لیا تھا "دلاور خان" اس نام پر جہاں نتاشہ بیگم اور اکمل خان کے چہرے پر فاتح مسکراہٹ آئی تھی وہی شایان اور ہارون نے فلک کو دیکھا تھا، جس کے چہرے پر کرب کے کوئی آثار نہیں تھے، الٹا وہ تو نرم مسکراہٹ لیے اپنے بھائی کو سورڈ

آف اونز لیتا دیکھ رہی تھی ، اسے یوں دیکھ وہ دونوں بھی پر سکون ہو گئے۔

''خون میں بہت کشش ہوتی ہے شاہ۔۔۔ دیکھنا ایک دن آئے گا جب یہ دونوں دو جسم ایک جان بن جائے گے''کہی دور سے اسے شایان کے الفاظ یاد آئے ٹھیک کہا تھا اسنے واقعی خون میں بڑی کشش ہوتی ہے۔

اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جو فلک اور خان نے سورڈ آف اونز کے حوالے سے کہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چاروں اس وقت اپنی کلاس لیکر نکل رہے تھے جب ان کے کانوں میں سینئرز کی آواز پڑی وہ لوگ اس بات پر شرط لگا رہے تھے کہ سورڈ آف اونر کس کو ملے گی۔

''سورڈ آف اونر تو میری ہے'' خان کی بات پر شایان نے اسے اچھنبے سے دیکھا گویا اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوں۔

''سورڈ آف اونر تو میں حاصل کر کے رہوں گی'' فلک کی اس بات پر شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی اور دل سے ''ان شاء اللہ'' کی صدا نکلی۔

فلک اور خان دونوں نے ایک دوسرے کو گھور کر دیکھا اگر نظریں قتل کر سکتی تو وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کو واقعی قتل کر دیتے مگر اب کتنا بدلاؤ آگیا تھا دونوں میں۔

آخر میں انکے یونیفارمز پر بیجز لگائے گئے تھے۔

اب وہ سب اپنے گھر والوں سے ملنے میں مصروف تھے۔

""میرا شیر بچہ۔۔۔۔ میں جانتا تھا تم میرا مان، میرا فخر ضرور بنو گے""

اسے گلے لگاتے اکمل خان نے اپنی بات پوری کی جب کے خان بس مسکراہ کر رہ گیا۔ پتا نہیں مگر آج اسے یہ سن کر کوئی خاص خوشی نا ہوئی تھی۔

دلاور مائی بوائے۔۔ آئی نو کہ تم ہی ون کروں گے'' نتاشہ بیگم نے ''کہتے ہی اسکے دونوں گالوں پر بوسا دیا۔

''شکریہ مام'' انکے گلے لگتے خان بولا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''تایا سرکار، اماں!!'' یہ کہتے ہی فلک ان کے گلے لگ گئی۔

''شاباش میرا بچہ آج تو نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا'' تایا سرکار کی بات پر اس کی آنکھیں نمکین ہو گئی، اگر اسکے تایا کو اتنی خوشی ہوئی ہے تو

اسکے باپ کو کتنا فخر ہو گا اس پر یہ سوچتے ہی اسکے لب اپنے آپ مسکراہ دیے۔

"کانگریچولیشنز کیڈیٹ فلک، آئی مین فلائنگ لیفٹیننٹ فلک" اس سے پہلے کو وہ اپنے ابا پاس جاتی ایک آواز اسے اپنے پیچھے سے سنائی دی، جب مڑ کر دیکھا تو نظروں کے سامنے ریان رؤف کو پایا۔

"گڈ مارننگ سر" اسے سیلوٹ مارتے وہ گویا ہوئی، جس پر وہ ہنس دیا۔

"گڈ مارننگ ٹو یو ٹو کیڈ۔۔۔ آئی مین فلائنگ لیفٹیننٹ فلک"

"کیسی ہے آپ؟"

"الحمداللہ ٹھیک سر۔۔ آپ سنائیے آپ یہاں کیسے ؟"

مس فلک شاید آپ بھول رہی ہے کہ صبا میری بہن ہے" ریان کی
اس بات پر اسکا منہ گول ہوگیا

"اوہاں سوری سر میرے فضول سے سوال کے لیے" اپنی بات پر
شرمندہ ہوتے ہوئے اسنے کہا۔

"مس فلک میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ میرا مطلب ہے
کچھ بتانا چاہتا ہوں" آخر ایک طویل خاموشی کے بعد ریان نے بات
شروع کی۔

”جی سر ضرور“ فلک نے گویا اجازت دی۔

”دیکھو فلک مجھے غلط مت سمجھنا۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ میں وہ۔۔۔۔ڈیم اٹ“ اب کی بار مس بولنے کی بھی تکلیف نا کرتے ہوئے اس سے بات کی، وہ اٹک اٹک کر بات کر رہا تھا جب کے فلک تو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے میں مگن تھی وہ اس وقت شدید جھنجھلایا ہوا تھا۔

”گاڈ لڑکیوں سے بات کرنے سے اچھا ہے کہ میں دو تین ملک دشمن ہی ٹپکا آؤ“ دماغ میں سوچتے خود کو کمپوز کرتے اسنے دوبارہ بات شروع کی۔

''آئی لو یو فلک۔۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں جانتا کب کہاں کیسے، بس ہو گئی تم سے، مجھے شاید تب ہوئی جب تمہیں پہلی بار اس اکیڈمی میں دیکھا تھا، مجھے لگا یہ صرف ایک وقتی لگاؤ ہے، مگر محبت ہے یہ احساس جب ہوا تو اس دن سوچا تمہیں بتا دوں مگر میں انتظار کر رہا تھا اس دن کا جب تم اس اکیڈمی سے پاس آؤٹ ہو جاؤ'' آخر کار اسے اپنے جذبوں سے آگاہ کرتے اسنے ایک نظر فلک پر ڈالی جسکا چہرہ ایک دم سپاٹ تھا۔

''کچھ بولو فلک، کچھ تو کہو'' اسکی آواز میں کتنی بے تابی تھی۔

''آئی ایم سوری سر مگر میں نے آپ کے حوالے سے کبھی بھی ایسا نہیں سوچا'' سپاٹ چہرے کے ساتھ ہی اس نے جواب دیا۔ اور ریان کو یوں لگا جیسے اسکا دل کسی پتھر کے نیچے بڑی بے دردی سے کچل دیا گیا ہوں۔

کیا تم کسی اور سے محبت کرتی ہوں؟ ''دل پر پتھر رکھ کر اس نے پوچھا ''

''ہاں ''

''کہی اسکا نام ہارون شاہ تو نہیں؟ ''

''بلکل صحیح کہا آپ نے ''

''اگر اسے کسی اور سے محبت ہو؟ ''

ناممکن '' اور سامنے کھڑی شخصیت کو تو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔ ''

''بہت خوش نصیب ہے وہ جو اسے تم ملی ہوں'' اسنے فلک کو کہا جس کی نظریں اب ہارون پر جمی تھی جو کہ اب خان اور ملک کے ساتھ کسی بات پر کھل کر ہنس رہا تھا۔ اور فلک اسکی نظریں تو گویا اس کے چہرے پر جم کر رہ گئی تھی۔

''خوش نصیب وہ نہیں میں ہو جو مجھے وہ ملا'' کتنی محبت تھی اسکے لہجے میں۔

''فلک خان تو کچھ بھی نہیں ہے کمال تو اس کا ہے'' ریان اسکے لفظوں چھپی محبت واضع طور پر محسوس کر سکتا تھا

''خدا تمہیں خوش رکھے''

آمین ''ہنوز شاہ پر نظریں جمائے اسنے آمین کہا۔ اور ریان وہ تو اپنا ٹوٹا دل لیے وہاں سے چلا گیا۔

بھائییی!!!! ''صبا کی آواز پر اسنے اسے دیکھا جو چہکتی ہوئی اس کی طرف آرہی تھی اپنے غم میں تو وہ بھول گیا تھا اسکو۔

بھائی، بھائی میرے پیارے بھائی، کیا ہوا آپ نے فلک سے بات کی بتایا اسے کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ ''آنکھوں میں شرارت لیے اسنے پوچھا جبکہ ریان کی ویران آنکھیں اسے خاموش کروا گئی۔

''کیا ہوا بھائی سب ٹھیک ہے نا آپ تو فلک سے بات کرنے گئے تھے نا''

وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے صبا'' دل پر پتھر رکھ کر اسنے جواب دیا۔

''کیا مطلب کسی اور سے محبت کرتی ہے وہ، ضرور اسنے مزاق کیا ہوگا آپ سے میں ابھی جا کر پوچھتی ہوں اس سے''

''جھوٹ نہیں سچ ہے یہ۔۔ خود دیکھا ہے میں نے اسکو'' ریان کی بات پر اس کے بڑھتے قدم رکے۔

''بھائی!!'' وہ آواز میں بے یقینی لیے بولی۔

ہارون شاہ، صبا وہ ہارون شاہ سے محبت کرتی ہے، اب سے نہیں بہت پہلے سے ''اور اب کی بار صبا کو لگا جیسے کسی نے پگھلا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہوں، یہ کیا ہو گیا تھا۔

''اور کیا وہ بھی۔۔۔''

ہاں وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے ''اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ریان بول اٹھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت اپنی اماں اور تایا سرکار کے پاس کھڑی تھی جب اسے سامنے اکمل خان کھڑے نظر آئے وہ شاید اپنے کسی دوست سے باتوں میں مگن تھے ، آج فلک نے ہمت کر ہی لی تھی کہ وہ اکمل خان سے بات کر کے رہے گی ، ایسے ہی ہمت جٹاتی وہ اکمل خان کے پاس پہنچی۔

''بابا'' اسنے انہیں مخاطب کیا۔

''ارے فلک آؤ ، ان سے ملو یہ میرے بہت اچھے دوست ہے ریٹائرڈ کرنل رفیق عالم''

''اسلام علیکم'' اسنے انہیں سلام کیا جس کا جواب انہوں نے سر ہلا کر دیا فلک انکی آنکھوں میں اپنے لیے ناپسندیدگی اچھی طرح پہچان چکی تھی۔

"بابا وہ میں۔۔۔"

"ایک منٹ فلک، یہ دیکھ رہی ہوں میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ یہ سورڈ آف اونر ہے جو غالباً تم لانے والی تھی، مگر دیکھو کیا ہو گیا میرا بیٹا لایا اسے میرا شیر بیٹا" اسے ٹوکتے ہوئے انہوں نے طنز کیا اور فلک تو چپ رہ گئی۔

"جانتے ہوں رفیق اس لڑکی میں بہت اکڑ ہے جب بورڈ میں اس نے ٹاپ کیا تھا تو تب اسنے مجھے چیلنج کیا تھا کہ یہ سورڈ آف اونر لائے گی، اور تو اور یہ تو بھئی میرا نام بھی اپنے نام کے آگے لگانا پسند نہیں کرتی تھی

آج دیکھو کیسے بابا بول رہی ہے" اور وہ تو اپنی اس قدر بے عزتی پر شرمندہ رہ گئی۔

"بھئی اس لڑکی کو بہت شوق تھا میرے بیٹے سے مقابلہ کرنے کا، مگر شیر کو کوئی ہرا نہیں سکتا، میرا بیٹا تو طاقت ہے میری "کتنی حقارت تھی انکے لہجے میں اس کے لیے، انہوں نے تو اس بات کا بھی دھیان نا رکھا کہ جس کو وہ زلیل کر رہے ہیں وہ انکی اپنی اولاد ہے۔

"کاش کے تم اتنی اکڑ نا دکھاتی تو میں سچ میں تمہارا باپ بن جاتا" ان کے لہجے میں چھپی نفرت بہت آسانی سے محسوس کرلی تھی اسنے، اور وہ تو بس نم آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"بھئی صحیح کہہ رہے ہوں تم اکمل نا جانے آجکل کی لڑکیوں پر لڑکوں سے مقابلہ کرنے کا کونسا بھوت سوار ہوگیا ہے" رفیق صاحب کے لہجے میں بھی وہی حقارت تھی۔

"آپ مجھ سے اس لیے نفرت نہیں کرتے کیونکہ میں ایک لڑکی ہوں بلکہ اس لیے کرتے ہیں کیونکہ میں ایک ان چاہی عورت سے ہوئی ہو ہے نا"

اس سے پہلے کے وہ مڑتے فلک کے الفاظ نے انکے قدم روک لیے، انہوں نے حیرت سے مڑکر اسے دیکھا، جس کی آنکھیں ابھی بھی نم تھی۔

"میں یہ نہیں پوچھوگی کہ آپ کو مجھ سے اتنی نفرت کیوں ہے، ہاں لیکن ایک سوال ہے وہ میں نے خان سے بھی پوچھا تھا مگر مجھے آج تک

جواب نہیں اورانکل آپ سے بھی وہی سوال ہے میرا" انکی آنکھوں میں دیکھتی وہ بولی جواب تعجب سے اسکے سوال کے انتظار میں تھے۔

"جس مرد کو بیٹی کا وجود بھاری لگتا ہے کیا اسے زیب دیتا ہے کہ وہ کسی عورت کے وجود کی طلب کرے؟" فلک کے اس سوال پر تو گویا جیسے ان کی بولتی بند کر دی تھی، انہوں نے تو کبھی سوچا بھی نا تھا کہ انہیں کبھی ایسے سوال کا سامنا کرنا ہوگا۔

"میں تو صرف آپ سے معافی مانگنے آئی تھی اپنی ان تمام غلطیوں کی جن کی وجہ سے میں آپ سے دور ہو گئی تھی، مگر اب لگتا ہے کہ وقت بیت چکا ہے، ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجیے گا اور ہاں مجھے آپ کے جواب کا

انتظار رہے گا" آنکھوں سے ایک دو قطریں بہہ نکلے جنہیں اپنے ہاتھوں سے چنتی وہ اب وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

- -

وہ اس وقت گراؤنڈ کی سیڑھیوں میں بیٹھی جب اسے اپنے برابر وہ کھڑا نظر آیا۔

"پلیز شاہ آج میں کسی لیکچر کے موڈ میں نہیں ہو، مجھے نہیں سننا کہ میں غلط تھی یا میں نے کچھ برا بولا جو نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔"

"ہاں تو میں نے کب کہا کہ تم غلط تھی؟" ایک آبرو اچکا کر اسنے سوال کیا"

''جانتی ہوں فلک آج زندگی میں پہلی بار تم مجھے صحیح لگی ہوں ''

اسکا مطلب کے سر شاہ نے مجھے ٹیسٹ میں پاس کردیا!!''مسکراتے ہوئے اسنے سوال کیا

''بلکل کیڈیٹ آج تم نے اپنے سر کا سر فخر سے بلند کردیا'' اسکے سر پر شاباش دیتا وہ بولا اور وہاں سے جانے کو مڑا۔

''فلائنگ لیفٹیننٹ فلک کا یہ آپ سے وعدہ ہے سر کے وہ یونہی آپ کا سر فخر سے بلند کرتی رہے گی'' اسکی طرف دیکھتے اسنے شاہ کو سیلوٹ کیا۔

"مجھے آپ پر یقین ہے مس فلک" وہ بھی فلک کو سیلوٹ کرتے بولا
جس پر دونوں ہنس دیے۔

- -

"خان بیٹا کہا جا رہے ہوں گھر نہیں جانا؟" وہ جو اماں کی طرف بڑھ رہا تھا
نتاشہ بیگم کی آواز پر رک کر انہیں دیکھا۔

"ہاں تو گھر ہی جا رہا ہوں"

"جانو میرا مطلب ہے ہمارا گھر۔۔۔اور تم جانتے ہوں تمہارے بابا نے آج ایک بہت بڑی دعوت بھی رکھی ہے۔" پیار بھرے لہجے میں وہ بولی۔

"اوہ تو یوکہے ناکہ دنیا میں ڈھنڈھورا پیٹنا ہے آپ لوگوں نے میری "جیت کا

"بیٹا کم آن اٹس آبگ سیلیبریشن" خان کی بات پر ان کے چہرے پر ناگواری در آئی۔

"او پلیز مام مجھے نہیں پتا کہ آپ کس سیلیبریشن کی بات کر رہی ہے، جس میں آپ کی اپر کلاس فیک فرینڈز میرا انٹرویو لے گی، یا پھر ڈیڈ ایک ایک

کے پاس جا کر میری، مطلب کے اپنی کامیابی کی داستانیں سنائے گے،
''سو پلیز مجھے اپنے اس فیک ورلڈ سے دور رکھے

''خان یہ کیا طریقہ ہے اپنی مام سے بات کرنے کا۔۔۔ سب دیکھ رہے ہیں'' اکمل خان جو کب سے اسکی باتیں برداشت کر رہے تھے غصے میں بولے۔

''اور ریئلی ڈیڈ دیکھ تو سب تب بھی رہے تھے جب آپ دوسروں کے سامنے اپنی اولاد کا مذاق اڑا رہے تھے'' خان کے لفظوں نے تو انکی زبان پر تالے لگا دیے۔

اور ہاں میں گھر تو جاؤ گا لیکن اپنے گھر جہاں سب میرے ہو گے کوئی فیک نہیں ہو گا، میں اماں اور تایا سرکار کے ساتھ جاؤ گا، اور ویسے بھی آپکا مطلب سورڈ آف اونر سے تھا وہ آپ کو مل چکی ہے۔ اب مجھے اجازت۔۔۔ اور فلک نے جو سوال آپ سے کیا تھا اس کے جواب کا میں بھی منتظر ہوں'' یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چل دیا جبکہ ان دونوں میاں بیوی پر تو سکتہ طاری ہو گیا۔

''اماں تایا سرکار میں آپ کے ساتھ آسکتا ہوں نا'' معصوم چہرا بنائے اسنے پوچھا جبکہ ان دونوں کو تو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

''جی آیا نوں'' یہ کہتے ہی انہوں نے خان کو گلے لگایا۔

- -

وہ اس وقت گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے لگی تھی جب فرنٹ سیٹ پر خان کو دیکھ کر ٹھٹکی۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہوں؟''

''کیا مطلب کیا کر رہاں ہوں گھر جا رہا ہوں'' اطمینان سے اسنے جواب دیا۔

''ہاں تو اترو گاڑی سے اپنے گھر چلو'' فلک تو اسے دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئی۔

گھر سے مطلب تایا کے گھر۔۔۔ویسے بھی میں اماں کے ساتھ جا رہا ''

ہوں'' کہتے ہی اسنے بیک سیٹ پر بیٹھی اماں سے رائے مانگی جنہوں نے

اپنا سر ہاں میں ہلایا۔

''ہرگز نہیں یہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا چلو فوراً باہر نکلو'' یہ کہتے ہی

وہ فرنٹ دروازے کی جانب بڑھتی اسے باہر نکالنے لگی۔

''دیکھ لے اماں آپ کے سامنے یہ حال کر رہی ہے مجھ بیچارے کا تو

سوچے پچھلے چار سالوں میں کیا کچھ نہیں کیا ہوگا اسنے، چھوٹا بھائی ہو پھر

بھی کوئی خیال نہیں'' بچوں جیسا منہ بنائے وہ گویا ہوا جس سے اماں کو اس

پر ڈھیروں پیار آیا جب کے فلک تو اسکی اداکاری پر عش عش کر اٹھی۔

''چلو بھئی چلیے''

''تایا سرکار یہ بندر ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جائے گا'' تایا سرکار کی آواز پر وہ ان سے گویا ہوئی۔

''فلک بچے ضد نہیں کرتے چلو شاباش گاڑی میں بیٹھو۔'' تایا سرکار نے گویا حکم صادر کیا۔

''ہاں کوڈی جلدی کروں لیٹ ہو رہا ہے''۔ شرارت سے کہتا وہ آنکھوں پر گلاسز لگائے اب اپنی سیٹ پر آرام دہ پوزیشن میں بیٹھ گیا۔ جب کے فلک تو دوبارہ لفظ کوڈی پر تلملا کر رہ گئی۔

''تایا سرکار۔۔۔۔۔۔۔''

''بس بچے ختم کروں بحث اور گاڑی میں بیٹھو'' تایا سرکار نے گویا بات ختم کردی جبکہ وہ منہ بنا کر پیچھے بیٹھ گئی۔ جب خان نے اسے زبان چڑھائی، جس پر اسکا دل چاہا کہ اسکا سر پھوڑ دے، خیر اسے بعد میں نمٹنے کا فیصلہ کرتے وہ آنکھیں موند گئی۔

''بی ماں!!!'' وہ جو دروازے پر ان کے انتظار میں کھڑی تھی فلک کے ساتھ ساتھ خان کو دیکھ آنکھوں میں حیرت اور خوشی در آئی۔

"ارے خان میرا بچا، تم بھی آئے ہوں!!" فلک کو گلے لگا کر ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد اب وہ دلاور سے گویا ہوئی، جو انکی بات سن کر کھل کر مسکراہ دیا۔

"بس بھئی سرپرائز دینے کا دل چاہ رہا تھا تو پھر کیسا لگا سرپرائز میرا؟" سر پر ان سے پیار لیتے آنکھوں میں شرارت سموئے وہ گویا ہوا۔

"بہت اچھا میری جان، جیتے رہوں، اللہ تم دونوں کی عمریں لمبی کریں۔۔۔آمین" بی ماں کی بات پر جہاں وہ دونوں کھل کر مسکراہ دیے وہی تایا سرکار اور اماں کے دل سے بھی آمین نکلا۔

اب وہ سب اندر لاؤنج میں آ کر باتیں کرنے لگے تھے، باتوں باتوں میں وقت کا کچھ پتا نا چلا جب اچانک فلک کو کسی کی کمی کا احساس ہوا۔

"بی ماں روشانے کدھر ہے نظر نہیں آ رہی؟" فلک کی اس بات پر خان نے بھی ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔

"ارے ہاں بیگم بھئی ہماری گڑیا کہاں ہے؟" تایا سرکار بھی اسے نا پا کر حیران ہوئے۔

"آپ کی گڑیا اس وقت منہ پھلائے بھالو بنی کمرے میں قید ہے اپنے""" بی ماں نے چڑ کا جواب دیا۔

کیوں بھئی کیا اسے نہیں پتا کہ فلک آ رہی ہے؟" تایا سرکار نے اچھنبے سے پوچھا، ورنہ فلک کی موجودگی میں روشانے کی غیر حاضری انہیں ہضم نا ہوئی۔

"کچھ نہیں بس محترمہ پر بھوت سوار تھا کہ فلک کی پاسنگ آؤٹ پر جائے گی آپ کے ساتھ میں نے منع کر دیا تو منہ بنا کر بیٹھ گئی" بی ماں نے نخوت سے جواب دیا، خاندان کا ہر بچہ ہتی کہ شاہ اور ملک بھی بی ماں کی سنتے تھے ایک بس انکی اولاد تھی جس نے تگنی کا ناچ نچانے میں کوئی کسر نا چھوڑی۔

بی ماں کی بات پر جہاں تایا سرکار کے ماتھے پر بل پڑے وہی وہ دونوں مسکراہ دیے کیونکہ انہیں پتا تھا کہ روشانے نے بی ماں کی ناک میں کتنا دم کیا ہوگا۔

''اچھا بی ماں آپ ٹینشن نا لے میں اسے جا کر مناتی ہوں، اور ہاں تایا سرکار آپ میری بی ماں کو کچھ نہیں کہے گے، تم ان پر نظر رکھنا جونیئر''

تایا سرکار کو بگڑتا دیکھ کر فلک جھٹ سے بولی اور خان کو حکم سنا کر روشانے کے کمرے کی راہ لی، جبکہ بی ماں، اماں اور تایا سرکار تو خان کو یوں آرام سے فلک کی بات مان جانے پر حیران رہ گئے، تینوں کے ذہنوں میں ایک ہی سوال تھا، آخر یہ کایا پلٹ کیسے ہوئی؟ خیر جو بھی تھا ان کے لیے یہی کافی تھا کہ ان کے بچے اب سمجھداری سے کام کرنا شروع ہو گئے ہیں۔

- -

وہ اس وقت گھر میں داخل ہونے والا ہی تھا جب ایک گیند آ کر اسکے سر سے ٹکرائی۔

ٹوپی والے بھیا میری گیند واپس کروں، چلو شاباش'' وہ جو گیند لگنے پر'' ایک دم حیران ہوا تھا، تو نظر اٹھا کر دیکھنے پر حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا۔ نارنجی پینٹ، پرپل ٹاپ اور اسکے ساتھ شوکنگ ڈوپٹا گلے میں سجائے، سر پر کیپ لیے اب وہ اسکے آگے ہاتھ پھیلائے اس سے اپنی گیند مانگ رہی تھی۔ شایان کو وہ کہیں سے بھی دیکھنے میں وہ کوئی چھوٹی بچی نہ معلوم ہوتی تھی، اور یوں پھر محلے کے بچوں کے ساتھ سڑک پر کھیلنا

ناجانے کیوں مگر اسے اچھا نا لگا اگر وہ پہلے والا شایان ہوتا تو ضرور اس پر ہنستا مگر اب اس میں بہت فرق آگیا تھا اسے یوں اکیلے ایک جوان لڑکی کا یوں سڑکوں پر کھیلنا ناجانے کیوں مگر اچھا نا لگا۔

''او بھیا کس مراقبے میں چلے گئے ہو گیند واپس کروں میرا جلدی'' شایان کو یوں سوچتا دیکھ کر وہ جل کر بولی۔

''تم کون ہوں، نام کیا ہے تمہارا اور کیا تم یہاں نئی آئی ہوں؟'' اسکی بات پر الٹا اس نے سوال تھوپ دیا جس پر سامنے کھڑی لڑکی نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

کیا یہ سب کچھ بتا دینے سے مجھے گیند مل جائے گی واپس ؟" اسکے سوال پر وہ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

"میرا نام دل آویز ہے، میری عمر اکیس سال ہے، میں آپ کے محلے میں چھ مہینے پہلے آئی ہوں، اور میں سنگل ہوں" اسکے سنگل بولنے پر شایان کے چہرے پر مسکان آئی جسے وہ بڑی مہارت سے چھپا گیا۔

"لیکن میں نے تو پوچھا ہی نہیں کہ تم سنگل ہوں یا نہیں ؟" ایک آبرو اچکاتے اس نے سوال کیا۔

"ہاں لیکن میں جب سے یہاں آئی ہوں ہر کوئی مجھ سے یہ پوچھتا ہے، کبھی آنٹیز تو کبھی ان کے بیٹے، مجھے لگا آپ بھی پوچھو گے سو بتا دیا"

معصومیت سے جواب دیتی وہ شایان کو اس وقت بہت اچھی لگی اور ساتھ ساتھ ہی ساتھ اسے اس بات بھی ادراک ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی صرف عمر میں بڑی تھی جبکہ عقل میں چھوٹی۔

''اب مجھے میرا گیند واپس ملے گا؟''

ایک ہاتھ میں بیٹ تھامے دوسرا اسکی طرف بڑھائے اسنے سوال کیا جس پر شایان نے بنا کچھ کہے اسے گیند واپس کر دی، جسے لیتے ہی وہ خوشی سے اچھلتی وہاں سے چل دی۔

''ارے یہ کیا یار اسنے تمہیں گیند واپس کر دی؟'' اس سے پہلے کہ وہ گیٹ کے اندر جاتا اسے ایک بچے کی آواز سننے کو ملی، اسنے مڑ کر اس

طرف دیکھا جہاں وہ آٹھ نو بچوں کے درمیان کھڑی انہیں گیند دکھا رہی تھی، خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔

''ہاں تو کیوں نہیں دیتا آخر کو میری گیند ہے یہ'' ماتھے پر بل ڈالے اسنے جواب دیا۔

''ارے تم جانتی نہیں ہو اسے جلاد ہے وہ ہمیں تو کبھی واپس نہیں کی اسنے'' دوسرے بچے کے جواب پر وہ ہنس دیا، واقعی میں اگر اس لڑکی کی جگہ کوئی اور بچا گیند مانگنے آتا تو کیا وہ دیتا۔ ''نہیں'' دل سے فوراً جواب آیا، مگر اسے کیوں دی؟ دماغ سمجھنے سے قاصر تھا، خیر ہر سوچ کو جھٹکتے ہوئے وہ گھر میں داخل ہوا جہاں اسکی امی اور بہن اسکی راہ تک رہی تھیں۔

- -

''کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟'' دروازہ ناک کیے اسنے سوال کیا، اور وہ پہلے ہی منہ پھلائے بیٹھی تھی اب پوری پوری کی دوسری اور مڑ گئی، اسکی اس حرکت پر فلک کو بہت ہنسی آئی مگر ضبط کر گئی۔

''کیا ہوا ناراض ہو مجھسے'' اب وہ بیڈ پر اسکے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

''بھلا میں کیوں ناراض ہونے لگی، اور اگر ہو بھی تو آپ کو کونسا فرق پڑتا ہے'' اسکی طرف دیکھ کر شکوہ کیے اسنے رخ دوبارا موڑ لیا۔

''اگر نہیں ہو ناراض تو نیچے کیوں نہیں آئی مجھسے ملنے؟'' اسکی آخری بات نظرانداز کرتے وہ گویا ہوئی۔

''مجھے لگا آپ کو شاید ملنے کی ضرورت نہیں مجھسے ویسے بھی آپ کی بی ماں ہے نا اور تو اور آپ اتنی دیر کی آئی ہے آپنے مجھسے ملنا چاہا'' منہ بنائے اسنے جواب دیا۔

''ہمم یہ بات تو تم نے ٹھیک کہاں میری غلطی ہے مجھے احساس ہے ایم سوری'' اسکی نا ملنے والی بات پر وہ بولی۔

''کوئی سوری ووری نہیں جاؤ آپ یہاں سے'' اسکی معافی قبول نا کرتے ہوئے وہ گویا ہوئی جبکہ فلک ویسے ہی اسکے پاس بیٹھی رہی۔

"آپ جانتی ہے کتنا دل تھا میرا آپ کی پاسنگ آؤٹ پریڈ دیکھنے کا میں نے اپنی سب دوستوں کو بولا تھا کہ میں کالج نہیں آؤگی، اسی لیے آج کالج بھی نہیں گئی کہ وہ میرا مزاق نا اڑائے، اور تو اور میں آپ کو سورڈ آف اونر لیتے دیکھنا چاہتی تھی" اسکی اس بات پر فلک کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

"یہ تو پھر بہت غلط کیا بی ماں نے" فلک کی بات پر اسنے سر ہلا کر ہاں میں ہاں ملائی۔

"تو اب ایسا کرتے ہیں کہ ہم ایک دعوت رکھتے ہیں اور اس میں تم اپنی سب دوستوں کو بلانا اور انہیں سورڈ آف اونر بھی دکھانا، کیوں کیسا لگا

آئیڈیا؟" فلک نے بات مکمل کر کے اسکی رائے جاننا چاہی جبکہ اسکی آنکھیں تو اس بات پر کھل اٹھی۔

"کیا سچ میں، میں اپنی دوستوں کو بلا سکتی ہوں؟" اسنے جیسے جاننا چاہا۔ جس پر فلک نے ہنستے ہوئے ہاں میں ہاں ملائی۔

"پھر تو بہت مزہ آئے گا اور آپ نے سورڈ آف اونر کی بات کی ہے نا، کہاں ہے وہ؟ نیچے اماں کے پاس مجھے پتا تھا کہ آپ کو ہی ملے گی" پر جوش سی ہوتی وہ گویا ہوئی، اور فورا اسے بیڈ سے اترتے نیچے جانے لگی جب فلک نے اسے بازو سے پکڑتے واپس بٹھایا۔

سورڈ آف اونر تو ملی ہے مگر مجھے نہیں جونیئر کو" دھیمے لہجے میں بات کرتی وہ آرام سے اس سے گویا ہوئی جبکہ روشا نے کی آنکھیں تو خطرناک حد تک پھیل گئی۔

"کیا مطلب کسے ملی ہے، اس آدم خور کو جو دیکھتا ہی ایسے ہے کہ زندہ کھا جائے گا، آنکھوں سے ہر وقت شعلہ بھڑک رہا ہوتا ہے اور زبان ہر وقت آگ اگلتی رہتی ہے" روشا نے کی اس بات پر جہاں فلک حیران ہوئی وہی دروازے کی اوٹ میں کھڑے خان چہرا غصے سے لال ہو گیا۔

"روشا نے مت بھولو کہ اس وقت تم میرے بھائی کے حوالے سے بات کر رہی ہوں" فلک کی اس سخت تنبیہ پر وہ جو کچھ اور کہنے کو تیار تھی فورا رک گئی۔

''کیا ہے آپی آپ شروع سے ہی مجھے اپنے اس بھائی کو کچھ کہنے نہیں دیتی'' فلک کے ٹوکنے پر وہ جھنجھلا کر بولی، جس پر جہاں فلک مسکراہ دی وہی خان حیران رہ گیا۔

''ہاں تو کیوں نا ٹوکو بھائی ہے میرا، ویسے ہی جیسے ارمان اور رومان بھائی تمہارے بھائی ہے اگر انہیں کوئی کچھ کہے تو تمہیں برا نہیں لگے گا؟''

''لیکن میرے بھائی آپ کے بھائی جیسے نہیں ہے'' روشا نے نے دوبدو جواب دیا۔

''میرے بھائی جیسے سے مطلب؟'' فلک نے آبرو اچکا کر پوچھا۔

''آپ کا بھائی بہت عجیب ہے ہر وقت ڈانٹتا رہتا ہے'' منہ بنا کر اسنے جواب دیا۔

''تو ارمان اور رومان بھائی بھی تو تمہیں ڈانٹتے ہیں کہ یہ نا کروں وہ نا کروں''

''ہاں لیکن وہ تو میرے بھائی ہیں نا مجھے کہہ سکتے ہیں''

''تو خان بھی میرا بھائی ہے مجھے وہ روک سکتا ہے رومان اور ارمان بھائی یہ کیوں کہتے تھے کہ فلک ان کے بتائے سکول میں جائے گی انہوں نے چاہا تو فلک ائر فورس جوائن کریں گی ورنہ نہیں، یا پھر وہ کیسے یہ فیصلہ

کر سکتے تھے کہ وہ فلک کا امتحان لے گے اور پھر فیصلہ کرے گے کہ ان میں سے کون فلک سے شادی کریں گا'' فلک کی اس بات پر جہاں روشانے کا منہ بند ہوا وہی خان کے غصہ آسمان تک پہنچ گیا۔ اور بنا کچھ کہے وہاں سے چل دیا۔

'' ایک بات کہوں آپی آپ میرے دونوں بھائیوں میں سے کسی سے بھی شادی نا کرنا'' ایک طویل خاموشی کے بعد روشانے گویا ہوئی۔

'' بلکل ایسا ہی کروں گی میں'' اسکی بات پر فلک مسکراہ کر بولی۔

'' چلو اب نیچے بھوک لگی ہے مجھے'' اسکا ہاتھ پکڑے اسے اٹھاتی وہ بولی۔

- -

وہ بہت دیر سے لان میں چہل قدمی کر رہا تھا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا ، اسکی بہن نے اپنی زندگی میں کیا کچھ نہیں سہا اسے کچھ خبر نا تھی ، لیکن اپنی بہن کے لیے وہ کتنا اہم تھا اس بات کا اندازہ اسے اب ہوا تھا ۔

"نہیں اب نہیں دلاور خان اتنا بے غیرت نہیں ہوا جو اپنی بہن کے حق کے لیے نا لڑ سکے ، بہت برداشت کرلیا تم نے فلک اب میں تمہیں تمہارا حق دلوا کر رہوں گا یہ ایک بھائی کا اپنی بہن سے وعدہ ہے " خود سے عہد کرتے ہوئے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا جہاں رات کے کھانے پر سب اسکا انتظار کر رہے تھے ۔

کھانے کی میز پر بیٹھے بھی اسکی نظر فلک پر تھی جو اب پر سکون سی بیٹھی سب سے ہنستے مسکراتے بات کر رہی تھی، کچھ دیر پہلے والی اداسی کا شائبہ تک نا تھا اسکے چہرے پر۔

کیا؟" فلک کو اپنے چہرے پر تپش کا احساس ہوا تو سامنے بیٹھے خان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں سوال کیا۔

کچھ نہیں" خان نے سر ہلا کر جواب دیا جس کے بعد فلک پھر سب سے باتوں میں مگن ہو گئی، جبکہ خان کی نظر ساتھ بیٹھی روشانے پر گئی جو کہ اسے کسی اور ہی دنیا میں معلوم ہوئی، وہ کیا سوچ رہی تھی یہ بات خان اچھے سے جانتا تھا۔

"تو کیوں نا ہم دعوت پرسوں رکھ لے" تایا سرکار نے اپنی بات کہہ کر سب کے جواب کرا انتظار کیا جب سب نے ہاں میں ہاں ملادی۔

"دلاور بچے تم کیا کہتے ہوں؟" اب انکا رخ خان کی طرف تھا جو ابھی بھی اپنی ہی دنیا میں غائب تھا جب اماں کے ہلانے پر ہوش میں آیا۔

"جج۔۔جی کیا تایا سرکار؟ معافی میں نے سنا نہیں"

"بچے ہم کہہ رہے تھے کہ کیوں نا تمہارے اور فلک کی خوشی میں پرسوں ایک دعوت رکھ دی جائے" تایا نے دوبارہ اپنی بات دہرائی۔

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے" کہہ کر وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوگیا۔

''چلو بھئی کسی کو مسئلہ نہیں تو سب فائنل ہوا'' تایا سرکار کی بات پر سب نے سر ہلایا۔

''بابا میں اپنی دوستوں کو بھی بلا لو'' روشانے کی اس بات پر بی ماں نے اسے گھور کر دیکھا جسے نظر انداز کرتی وہ جمیل خان سے گویا ہوئی۔

''کیوں نہیں میرا بچا ضرور''جمیل خان کی بات سن کر اسکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا جبکہ بی ماں جو کچھ کہنے ہی والی تھی تایا سرکار کے ہاتھ اٹھانے پر دل مسوس کر رہ گئی۔

- - - - - - - - - - - - - -

لان میں بیٹھا ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے وہ کسی گہری سوچ میں مگن تھا، نظریں آسمان پر جگمگاتے پورے چاند کی طرف تھی۔ جب اسکی ماں اسکے برابر آ بیٹھی۔

''کیا ہوا میری جان کیا سوچ رہے ہوں؟''

''کچھ نہیں ماما، کچھ بھی نہیں''

''ہمم ٹھیک''

''جمیل خان کی کال آئی پرسوں انہوں نے دعوت رکھی ہیں اپنے بچوں کے لیے اور ہماری پوری فیملی کو بھی بلایا ہے'' اس بات پر وہ چونکہ۔

''اچھا لیکن مجھے تو خان کی کوئی کال نہیں آئی اس سلسلے میں''

''وہ اس لیے جان کیونکہ آپ اپنا موبائل اندر ہی چھوڑ آئے تھے'' یہ کہتے ہی انہوں نے ہارون کا موبائل اسکی طرف بڑھایا۔

''تھینک یو ماما'' انکے ہاتھ سے موبائل لیتے وہ گویا ہوا۔

''تھینکیو کو چھوڑو اور اب بتاؤ کیا سوچ رہے تھے یا کس کے بارے میں سوچ رہے تھے'' ایک آبرو اچکا کر انہوں نے سوال کیا۔

''بتایا تو ہے کچھ نہیں ماما'' وہ اکتائے لہجے میں بولا۔

''اپنی ماں کے اس انکشاف پر فلک کے بارے میں سوچ رہے تھے''
وہ تو ششدر رہ گیا اور حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگا جبکہ وہ مسکرا دی۔

''کیا؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ بیٹا جی ماں ہو تمہاری میری کوکھ سے پیدا ہوئے ہوں تم، بہت اچھے سے تمہاری پسند ناپسند جانتی ہوں، اور فلک میرے بیٹے کی پسند ہے یہ میں اچھے سے جانتی ہوں''

''ماما!!!'' انکی بات پر انسے لپٹے وہ بس یہی کہہ سکا، جبکہ اسکے انداز پر وہ مسکرا اٹھی۔

''میرا بچا'' انہوں نے اسکا ماتھا چوم لیا۔

''تو پھر کل شاپنگ پر چلیے؟'' انہوں نے سوال کیا۔

''کیوں؟''

''بھئی پہلی بار انکی بیٹی کے سسرال کی حیثیت سے جائیں گے اب ایسے تو نہیں نا چلیے گا اور مجھے میری اکلوتی بہو کے لیے بھی تو کچھ لینا ہے نا'' انہوں اپنی بات پوری کی جبکہ وہ صرف مسکراہ کررہ گیا۔ کتنا خوش قسمت تھا وہ اچھے والدین، اچھے دوست اور اب ایک اچھی لائف پارٹنر سب

کچھ کتنا اچھا تھا اسکی زندگی میں، جبکہ آسمان پر سجا چاند اسکی سوچ پر مسکرا دیا، ایک آدھی ادھوری مسکان۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

کوئی گھر پر ہے؟ خالہ، عائشہ کوئی ہے کیا؟" وہ جو خان اور شاہ سے ملنے کو تیار ہو رہا تھا اونچی آواز سن کر کمرے سے باہر نکلا، جہاں وہ صحن کے وسط میں کھڑی اونچی آواز میں بول رہی تھی، خیر بول کم اور چلا زیادہ رہی تھی، جبکہ دروازے سے ٹیک لگائے وہ بڑی فرصت سے اسے دیکھنے لگا۔ بال آدھ کھلے چھوڑے، ہاف سلیو ہلکے گرین رنگ کی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز پہنے گلے میں سکارف لیے وہ آوازیں دینے میں مگ تھی جبکہ وہ اسے دیکھنے میں، شایان کو اسکا حلیہ بلکل پسند نا آیا۔

''یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے ؟'' اسکے سوال کرنے پر دل آویز نے مڑ کر دیکھا اور ساتھ ہی چہرے پر بڑی سی مسکان آگئی۔

''کیسے ہیں آپ ؟'' اسکے پاس آتے اسنے خوشدلی سے سوال کیا۔

''ٹھیک ہوں'' شایان نے اسکا جواب تو دے دیا لیکن اسکا یوں اپنے پاس آنا اسے ایک آنکھ نا بھایا حالانکہ وہ ایسی لڑکی نا تھی اس بات کی گواہی بھی دل نے دی تھی مگر نا جانے کیوں اسے اسکا یوں اپنے قریب آنا اچھا نا لگا۔

''خالہ کہاں ہے اور عائشہ کہاں ہے میں کب سے آوازیں دے رہی ہوں'' منہ بناتے وہ بولی۔

''جب اتنی دیر سے آواز دے رہی ہوں اور کوئی جواب بھی نہیں ملا تو یوں دیر تک کسی کے گھر رکنے کا مقصد؟'' پھیکے سے لہجے میں وہ گویا ہوا۔

''''تو آپ بتا سکتے تھے نا اور آپ ایسے کیوں بات کر رہے ہیں مجھسے اسے شایان کا پھیکا انداز اچھا نا لگا تھا اسی لیے بول اٹھی

''''اور ویسے بھی یہ گھر کسی کا تھوڑی نا ہے یہ تو خالا اور عائشہ کا گھر ہے معصوم سا منہ بناتے اسنے جواب دیا جبکہ شایان کو اب یقین ہو چکا تھا کہ وہ کسی بھی طور معصوم نا ہے بلکہ لڑکوں کو جھانسنے کا طریقہ ہے۔

"میں۔ میں نے تو اس لیے نہیں بتایا کیونکہ میں تمھارے ڈھیٹ پن کی انتہا دیکھنا چاہتا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپکا" دل آویز کو اسکی بات سمجھ میں نا آئی۔

"مطلب۔۔۔ مطلب یہ کہ یہ جو لڑکوں کو پھانسنے کے تم لڑکیوں نے طریقے اپنائے ہوتے ہیں نا خوب واقف ہوں اس سے میں" لہجے میں طنز لیے وہ بولا، جبکہ اسکی بات پر دل آویز کی آنکھیں بھر آئی۔

"میرا مطلب چھوڑو یہ بتاؤ کہ یہ تم کیا پہن کر میرے گھر آئی ہوں؟ اور جب اتنی آوازیں دینے کے باوجود بھی تمھیں کوئی جواب نہیں ملا تو تم

واپس چلی جاتی جبکہ تم ڈھیٹ بنی یہی کھڑی رہی اور میں جو پچھلے پانچ منٹ سے تمہیں گھور رہا تھا تمہیں یہ احساس تک نا ہوا اور اچانک میرے بلانے پر معصومیت کا یہ ماسک، ماشاءاللہ بہت اچھی ایکٹریس ہو تم" شایان کی اس بات پر اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں جمع ہونا شروع ہو گئے اور بنا کچھ کہے وہ وہاں سے بھاگ گئی، پہلے تو شایان حیران ہوا پھر اپنی سوچ جھٹک کر وہ باہر کی جانب چل دیا۔

تھوڑی دیر پہلے ہی اسکی امی اور بہن راشن کی خریداری پر گھر سے نکلی تھی جب اسنے دل آویز کو عامر کی بائیک پر اسکے ساتھ بیٹھے، ہنستے مسکراتے بولتے دیکھا، سامنے کا منظر دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا، وجہ عامر کی نظریں تھی جو بار بار دل آویز کے سراپے کا جائزہ لینے میں مگن تھی جبکہ وہ اس بات سے بے خبر اپنی ہی دھن میں مگن اس سے ہم کلام تھی۔ دل

آویز کا چہرہ دوسری طرف تھا اسی لیے شایان اسے دیکھ نا سکا اور دیکھنے والے کو بھی یوں معلوم ہوتا کہ جیسے ان دونوں کا آپس میں بڑا یارانہ تھا، حالانکہ بات اتنی تھی کہ دل آویز بائیک چلانا چاہتی تھی جسکا وعدہ اس سے عامر نے کیا تھا مگر دل آویز کا چھوٹا ذہن ان نظروں کو نا سمجھ سکی اور شایان کچھ اور ہی سمجھ بیٹھا۔

وہ اس وقت شاہ اور خان کے ساتھ کافی شاپ میں بیٹھا تھا جبکہ سوچ کے سارے دھاگے اس وقت دل آویز میں ہی پھنسے تھے۔ شاہ اور خان بہت دیر سے اسکی غیر حاضری نوٹ کر رہے تھے اور باتوں ہی باتوں میں اسے بلانے کی بھی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نا ہوا۔

''ملک کہاں گم ہے یار کب سے بلا رہے ہیں تجھے ہم'' آخر میں شاہ نے اسے ہلا کر متوجہ کیا۔

''ہاں کیا کہہ رہے تھے تم؟'' وہ چونک کر بولا۔

''ملک بھئی دھیان کہاں ہے تمہارا؟'' شاہ نے اسے پوچھا۔

''کہیں نہیں یار!!'' ہاتھ بالوں میں پھیرتا، سانس خارج کیے وہ بولا

''ملک اس سے پہلے کہ میں تیرا منہ توڑ کر سب کچھ اگلواؤں سب سچ بتا کیا ہوا ہے؟'' اب کی بار خان کی سنجیدہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ ایک نظر

خان کے سنجیدہ چہرے پر ڈالے اور دوسرا شاہ پر ڈالے اسنے ساری بات الف تا یے سنا دی ۔ اب وہ ان دونوں کے جواب کا منتظر تھا ۔

بہت غلط حرکت تھی یہ ملک '' خان کی سنجیدہ سی آواز ابھری ۔ ''

غلط میں غلط ہوں تم لوگوں نے شاید میری بات غور سے نہیں سنی وہ لڑکی ۔ ۔ ۔ آہ اب میں تم دونوں کو کیسے سمجھاؤ ''

خیر تم جو بھی کہوں لیکن میں آدھی ادھوری باتوں پر یقین نہیں کرتا '' '' خان کی بات پر اسنے حیرانگی سے سر اٹھا کر دیکھا ۔

”تم، تم مجھے غلط بول رہے ہوں میں دوست ہوں تمہارا“ ملک آنکھوں میں حیرانگی لیے بولا۔

”تو یہ کہاں لکھا ہے کہ تم میرے دوست ہوں تو تم غلط نہیں ہو سکتے، ہر کوئی زندگی میں کسی نا کسی نقطے پر غلط ہوتا ہے، میں تم ہر کوئی“ وہی سنجیدہ لہجہ اپنائے وہ بولا۔

”خیر ابھی بھی دیر نہیں ہوئی گھر جا معاملہ سلجھا اور پھر اپنی غلطی پر معافی بھی مانگ لینا“ اسے یوں پریشان دیکھ کر وہ مزید گویا ہوا۔

”ٹھیک ہے کرتا ہوں کچھ لیکن میں نے جو کچھ دیکھا کچھ غلط نہیں تھا میں ابھی جا کر معاملہ سلجھاتا ہوں“ یہ کہتے ہی وہ تیزی سے کیفے سے باہر نکلا۔

''اسے کیا ہوا؟'' شاہ اسکی تیزی پر حیران رہ گیا۔

''شاید محبت؟'' خان نے اندازہ لگایا۔

''خیر تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ انکل آنٹی کے ساتھ نہ جانا اور کل پھر تایا سرکار کے گھر دعوت بھئی کیا قصہ ہے؟'' شاہ کی اس بات پر خان نے ساری بات اسکے سامنے کھول کر رکھ دی۔

''تم نے غلط کیا ہے خان'' ساری بات سن کر شاہ افسوس میں سر ہلائے یہی کہہ سکا۔

یار شاہ تجھے ہم ٹھیک کب لگتے ہیں'' اسکی بات پر خان ناگوار لہجے میں بولا۔

''بات وہ نہیں یارررررر۔۔۔۔۔۔۔اف تم دونوں بہن بھائی اتنے جذباتی کیوں ہوں؟ تمہیں انکل کو تھوڑا ٹائم دینا چاہیے نا کہ ان سے یوں سارے تعلق توڑ لو، اب اگر اللہ اللہ کر کے فلک نے رشتوں کو سنبھالنا سیکھا ہے تو تم مت بگاڑو، انکل سے قطع تعلقی کرنے سے کیا ہو جائے گا تم بس انہیں موقع دو احساس دلاؤ انہیں، بسس اتنی سی بات ہے'' اپنی بات کہہ کر شاہ خاموش ہو گیا اسکی نظریں اب خان پر تھی، جو اسکی بات سن کر صرف سر ہلا سکا جبکہ شاہ اب پر سکون ہو چکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت گھر میں داخل ہوا تو امی اور عائشہ کو تیزی سے باہر نکلتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''کیا ہوا امی کوئی مسئلا ہے کیا اور یہ آپ اتنی تیزی میں کہاں جا رہی ہیں؟'' اسنے سوال کیا۔

''ہاں بیٹا وہ دل آویزہ، وہ ہسپتال میں ہے ہمیں جلدی جانا چاہیے بے چاری بچی پتا نہیں کس حال میں ہوگی'' اور شایان پر تو اماں کی بات سن کر سکتہ طاری ہوگیا۔

رکے اماں میں چلتا ہوں آپ کے ساتھ'' انہیں اپنے ساتھ لیتا ٹیکسی'' کروائے وہ ہسپتال کی جانب رواں ہوا۔

ہسپتال میں پہنچ کر وہ جلدی سے اپنے مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھے، کمرے کے اندر کا منظر دیکھ کر تو شایان کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا، دل آویز کا وجود پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا جب کے چہرے پر تھپڑ کے نشان واضع محسوس کیے جاسکتے تھے، جبکہ شایان کا خون تو خول اٹھا۔

تمہیں کیسے پتا چلا کہ دل آویز ہسپتال میں ہے؟'' شایان نے عائشہ سے'' سوال کیا جبکہ وہ تو رونے میں مصروف تھی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے عائشہ '' اب کی بار وہ چلا کر بولا۔ جبکہ عائشہ تو ''
کانپ کر رہ گئی

'' وہ وہ کال آئی تھی ایک نمبر سے ''

کس نمبر سے '' ضبط کر کے اسنے سوال کیا۔ ''

موبائل دو اپنا '' اسنے ہاتھ بڑھا کر مانگا جب عائشہ نے اپنے کانپتے ہاتھ ''
سے موبائل اسکے ہاتھ میں رکھ دیا، آج سے پہلے اسنے کبھی بھی اپنے بھائی
کو اتنے غصے میں نا دیکھا تھا۔ نمبر دیکھ کر شایان نے اسے اپنے موبائل
میں فیڈ کیا اور لوکیشن سرچ پر ڈال کر باہر کی طرف بڑھا۔

اپنی دوست کا دھیان رکھنا اور جیسے ہی ہوش آئے مجھے میسج کرنا"

دروازے کے پاس رکتا ایک نظر دل آویز کے سوئے ہوئے چہرے پر ڈالے وہ عائشہ کو تنبیہ کرتے ہوئے نکل گیا۔

"عامر" ابے یار اچھا خاصہ مال ہاتھ آیا تھا تونے کیوں جانے دیا اسے اپنے پاس بیٹھے حماد پر چلاتے بولا۔

"ابے یار میری بات سمجھ عامر وہ محلے کی لڑکی ہے اور آج کل وہ فوجی بھی چھٹیوں پر آیا ہوا ہے اگر بات اس تک پہنچ گئی؟" حماد نے اسکے غصے

کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اس بات سے بے خبر کے بات تو وہ خود ہی پہنچا چکا ہے۔

''ابے بھاڑ میں گیا وہ (گالی) خود کو سمجھتا کیا ہے، عامر کسی سے نہیں ڈرتا، آج کی وڈیو کے اچھے خاصے پیسے مل جانے تھے، ایسے مال کے تو پیسے بھی بہت ملتے ہے، مگر تیری بزدلی نے سب کچھ ہاتھ سے نکال دیا'' عامر شراب کی بوتل زمین پر مارتا بولا۔

''تجھے ڈر نہیں لگتا کہ اگر اس فوجی کو پتا چل گیا؟'' حماد نے ڈرتے ڈرتے بات کی۔

''ابے وہ فوجی تو کیا مجھے اسکے باپ سے بھی ڈر نہیں لگتا'' عامر نے نخوت سے کہتے سر جھٹکا۔

''ٹھیک کہا تم نے ویسے بھی تمہیں فوجی کے باپ کی ضرورت بھی نہیں ہے یہ فوجی ہی کافی ہے تمہارے لیے'' ایک تیسری آواز نے ان دونوں کو چونکہ دیا، جب نظریں سامنے کھڑے شایان پر گئ تو دونوں کے طوطے اڑ گئے۔

''ہاں تو کچھ کہہ رہے تھے نا تم دونوں اپنی شرٹ کے بازوں موڑتے وہ ان دونوں سے گویا ہوا''

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کوئی جواب دیتے پولیس کی ایک بھاری نفری اندر داخل ہوئی اور ان دونوں کو اپنے ساتھ لے گئی، جبکہ شایان بھی ان کے پیچھے چل دیا، اب اسکا مقصد ان دونوں سے لاک اپ میں ہی نمٹنے کا تھا۔

پولیس سٹیشن میں انکی خوب آؤ بھگت کی جارہی تھی جب وہ لاک اپ میں داخل ہوا اور پولیس والے رک کر اسے دیکھنے لگے جیسے اسکی اجازت کے منتظر ہوں۔

''کچھ بولا انہوں نے؟'' انکی طرف اشارہ کیے اسنے پوچھا۔

جی محترم سب کچھ بولے ہیں، یہ کتے لڑکیوں سے دوستیاں پالتے ہیں اور پھر انہیں اپنے ساتھ اپنے اڈے پر لیجا کر ان کو نشہ دیکر غلط طریقے سے نازیبا ویڈیو بناتے ہیں اور پھر بلیک میل کر کے انسے یا تو پیسے مانگتے ہیں یا غلط حرکتیں کرواتے ہیں ساتھ ہی ساتھ جن لڑکیوں کو ویڈیو میں پسند کیا جاتا ہے انہیں یہ دباؤ ڈال کر بیچ دیتے ہیں اور گھر والوں کو یہی بتایا جاتا ہے کہ انکی لڑکیاں بھاگ گئی ہے۔ ''ایک آفیسر کی بات پر اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئی۔

اب وہ ان دونوں کے سامنے کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

''مجھے صرف ایک سوال کا جواب چاہیے دل آویز کیسے بچ گئی؟'' پہلے تو وہ دونوں حیرانگی سے اسے دیکھتے رہیں کہ گویا وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

"ہم دل آویز پر شروع سے ہی نظریں گاڑھیں بیٹھے تھے ، ماں باپ ہے نہیں اور ایک بیمار دادا ، لیکن ہمیں مشکل تب آئی جب وہ بچوں میں ہی رہتی تھی اور دوسرا اسکی آپکی بہن سے بہت زیادہ دوستی ہوگئی تھی اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ آرمی کسی بھی طریقے سے اس سب میں داخل ہو، لیکن ہمیں دل آویز تک بھی پہنچنا تھا تو ایک دن ہمیں پتا چلا کہ اسے بائیک چلانے کا شوق ہے اور سیکھنا چاہتی ہے تو عامر نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ سکھائے گا ، مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ محلے کے اندر صبح کے وقت سیکھنے پر باضد تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی کچھ غلط سوچے ، پھر آج ہم نے اسے آپ کے گھر سے روتا نکلتے دیکھا تو میرے اور عامر کے پوچھنے پر ہمیں اسنے سب بتا دیا اور عامر کو لگا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ، تو ہم نے اسے وعدہ کیا کہ ہم اسے کہی گھمانے لیکر چلے گے اور وہ

میں اسکے دماغ میں کیا سمائی بھی راضی ہو گئی مگر نا جانے آدھے راستے اس نے واپس جانے کی ضد شروع کر دی ، جس پر عامر نے اسکے چہرے پر تھپڑ مارنا شروع کر دیے ، جب وہ بے حال ہو گئی تو ہم بھی پر سکون ہو گئے مگر جیسے ہی گاڑی اڈے پر رکی وہ لڑکی تیزی سے باہر نکلی اور سڑک کی جانب دوڑنا شروع کر دیا جب ایک گاڑی سے اسکی زوردار ٹکر ہوئی اور وہی آدمی اسے گاڑی میں لیے ہسپتال لے گیا ، میں بہت ڈر گیا تھا ، مگر نا جانے کیوں میں نے عائشہ کے موبائل پر کال کر کے سب اسے بتا دیا۔ '' حماد کی تقریر ختم کرتے ہی عامر نے اسے گھورا کہ گویا تم ہی وہ دھوکے باز ہوں۔

'' تم زندگی میں پہلی بار کوئی ایک اچھا کام کیا ہو گا حماد مگر افسوس کہ تمہارے گناہ اتنے وسیع ہے کہ تمہیں اب کوئی بھی نہیں بچا سکتا '' یہ کہہ

کر بنا کوئی بات کیے وہ وہاں سے نکل گیا کیونکہ اب انکا فیصلہ آرمی کو ہی کرنا تھا کیونکہ یہ کیس میجر سبحان کے انڈر تھا، جن کی مدد ایک طریقے سے شایان کر چکا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''ویسے دل آویز ایک بات پوچھو تمہیں یہ آدھے راستے میں واپسی کا خیال کیسے آیا'' عائشہ کی بات پر کمرے کے اندر داخل ہوتا شایان بھی رک گیا اس سوال کا جواب تو اسے بھی چاہیے تھا۔

''تمہارے بھائی کی وجہ سے'' اسکے جواب پر جہاں عائشہ حیران ہوئی وہی شایان کو بھی حیرت ہوئی۔

کیسے ؟" عائشہ نے سوال کیا"

"اسکو لگتا ہے کہ میں ادائیں دکھا کر لڑکوں کو رجھاتی ہوں میں معصوم بن کر سب کو بے وقوف بناتی ہوں ، اور وہ اچھے سے جانتا ہے کہ مجھ جیسی لڑکیاں کیسی ہوتی ہے ، اسی لیے میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ سمجھے میں واقعی میں ایسی ہوں " اسکے جواب پر جہاں عائشہ کو گھیروں شرمندگی نے آن گھیرا وہی شایان کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے ۔

"مجھے معلوم ہے عائشہ کے ایسے اکیلے میں کسی کے گھر نہیں جاتے ، کیا ہوا اگر میرے ماں باپ نہیں لیکن مجھے میرے دادو نے سب کچھ سکھایا ہے ، میں تو صرف اس لیے تمہارے گھر چلی آئی تھی کیونکہ تم نے کہا تھا

کہ تمہارا بھائی آرمی میں ہے اور مجھے کوی مسئلہ نہیں ہوگا مگر وہ تو مجھے برا بھلا کہنے لگا ، اگر مجھے ایسے ہی کرنا ہوتا تو میں عادل کو کہہ کر یوں محلے میں اس سے بایئک چلانے کا نا کہتی اور اسکی بات مان کر کسی سنسان سڑک پر سیکھتی ، مانا کہ میری غلطی تھی مگر تمہارا بھائی اتنا بھی اچھا نہیں ہے آئندہ سے کبھی بھی میں تمہارے گھر نہیں آؤ تب تک تو بلکل بھی نہیں جب تک تمہارا بھائی نہیں چلا جاتا '' آخر میں اسکے لہجے میں بچوں جیسی ضد آگئی جس پر عائشہ مسکرا اٹھی جبکہ شایان کی ہنسی نکل گئی ، اسکی ہنسی کی آواز سن کر ان دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ ہونٹوں پر مسکان اور آنکھوں میں نرم تاثر لیے اسے دیکھنے میں مگن تھا ، جبکہ وہ رخ موڑ گئی اور شایان نے اپنی ہنسی روکتے ہوئے اشارے سے عائشہ سے باہر جانے کو کہاں ۔

’’میری دوست کو تنگ مت کیجیے گا‘‘ شایان کے پاس سے گزرتی وہ تنبیہ کرتے بولی، جس پر وہ اچھے بچوں کی طرح سر ہلانے لگا۔

’’کیسی ہوں‘‘ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے اسنے پوچھا، مگر کوئی جواب نہیں ملا۔

’’آج موسم کافی خوشگوار ہے نا‘‘ جس پر دل آویز نے اسے حیران نظروں سے دیکھا کیونکہ باہر ٹکا کر گرمی برس رہی تھی۔

’’تمہیں کچھ چاہیے‘‘

’’سکون‘‘

”میرا مطلب کے کچھ کھانے پینے کو“

”جو کام تمہیں یہاں سے مجھ سے دور لیجائے تو بہتر ہوگا“

”سوری یار، مجھے پتا نہیں کیا ہوگیا تھا، میں مانتا ہوں کہ میں اوورری ایکٹ کرگیا مگر تمہیں بھی یوں کسی سے بھی بات کرنی چاہیے“

”میں جس مرضی سے بات کروں تم میرے مامے نہیں لگتے“ اب کی بار اسنے تپ کر جواب دیا۔

بلکل تمہارے ماموں اتنے ہینڈسم ہو گے بھی نہیں '' اسکی اس بات پر ''
ناچاہتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر مسکان آگئی اور یہ دیکھ کرشایان بھی
پرسکون ہوگیا۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی اور بات کرتا اسکے موبائل پر کال آنے لگی جو
وہ اٹھائے باہر آگیا۔

- -

وہ اپنے گھر داخل ہوا جہاں اس وقت اسے نوکروں کے علاوہ کوئی نظر
نا آیا۔

ماما ڈیڈ کہاں ہے ؟ "اسنے نوکر کو روکتے پوچھا۔ "

" صاحب جی تو کسی میٹینگ کے لیے گئے ہیں اور بیگم صاحبہ کسی پارٹی میں " نوکر کی بات پر وہ سر جھٹک کر رہ گیا اور بنا کچھ کہے دیوار کی طرف بڑھا وہاں سے سورڈ آف اونر اٹھائے وہ وہی سے الٹے پاؤں مڑ گیا۔ آج رات دعوت تھی اور وہ کسی بھی طور روشانے کو اسکی دوستوں کے سامنے زلیل ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

جمیل صاحب نے پورے گھر کو سجاوایا تھا یو جیسے کہ کسی کی شادی ہو، تمام مہمان اس وقت آ چکے تھے اور آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔

"تو روشا نے زرا ہمیں بھی اپنی بہن سے ملاؤ جس نے ایر فورس جوائن کی تھی" اسکی ایک دوست نے اس سے سوال کیا۔

"خیر ایر فورس میں جانا کوئی اتنا مشکل کام بھی نہیں ہے اور تمہارے تو چاچا بھی آرمی میں تو انکے بچوں کو آسانی سے مل گیا ہوگا ایڈمیشن" اسکی ایک کلاس فیلو نخوت سے سر جھٹک کر بولی۔

"اصل بات تو سورڈ آف اونر کی ہوتی ہے، وہ دکھاؤ تو بات بنے"

کہی تم اسکی بات تو نہیں کر رہی ؟" اسکی بات پر فلک ہاتھ میں سورڈ آف اونر لیے انکے سامنے آئی جبکہ ان سب کے منہ حیرت سے کھل گئے اور وہی روشانے کا چہرا کھل اٹھا۔

سوڑد آف اونر تو خان کو ملی تھی پھر فلک کے پاس کیسے یہی سوچتے اسنے آس پاس نگاہ دوڑائی جو خان پر رکی جو شاہ اور ملک سے بات کرنے میں مصروف تھا، خود پر نظروں کی تپش محسوس کیے اسنے سامنے دیکھا جہاں وہ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی، خان کے دیکھنے پر وہ مسکرا دی جس پر خان بھی مسکراہ دیا۔ سب کچھ اب ٹھیک ہو رہا ہے، اس بات پر چاند اور ستارے بھی کھل کر چمکے۔ اور یونہی ہنستے مسکراتے ہوئے ایک حسین رات کا اختتام ہوا۔

۔۔۔۔۔۔

وہ سورڈ آف اونر ہاتھ میں لیے گھر کے اندر داخل ہوا جب اسے اکمل خان کی آواز نے روک لیا۔

" کیا میں جان سکتا ہوں کہ صاحب زادے اتنے دنوں سے گھر کیوں نہیں آئے اور اگر آمد ہوئی بھی تو سورڈ آف اونر کہاں لیکر گئے تھے تم ؟" طنز میں ڈوبی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی، ایک پل کو تو اسکا دل چاہا کہ انہیں جواب دے دے کے سورڈ آف اونر اسکا ہے تو اس کی مرضی جہاں

مرضی لے جائے، مگر نہیں اس وقت اگر وہ کسی بھی قسم کی بدتمیزی کرتا تو اسکا ہی نقصان تھا۔

"اسلام علیکم ماما، اسلام علیکم بابا" انکے طنز کو اگنور کیے وہ ان کے پاس جا کر سلام کرتے ہی ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ جہاں نتاشہ بیگم اسکے ماما، بابا کہنے پر چونکی کیونکہ وہ ہمیشہ سے ہی مام ڈیڈ بولنے کا عادی تھا وہی اکمل خان کی چیل نظروں نے اسکا جائزہ لینا شروع کر دیا، انہیں امید نہ تھی کہ خان اتنی تمیز سے ان سے پیش آئے گا، اپنے بیٹے سے وہ اچھے سے واقف تھے۔

"آج گھر آنے کی وجہ؟" ایک اور طنز۔

"ارے آپ بھول گئے آج دعوت ہے گھر میرے پاس آؤٹ کی
خوشی میں" ناشتے سے انصاف کرتا وہ بولا، لہجہ حد سے زیادہ پر سکون تھا۔

"تو اب تم کیا چاہتے ہوں برخودار؟" ناشتے سے ہاتھ کھینچتے اب وہ مکمل
طور پر اسکی طرف متوجہ تھے

"میں اجازت چاہتا ہوں" مسکراتے ہوئے اسنے اپنی بات مکمل کی۔

"کیسی اجازت؟" نتاشہ بیگم جو کب سے چپ اٹھی اب بول اٹھی۔

”میں چاہتا ہوں کے آپ تایا سرکار اور چھوٹے تایا سب کی فیملیز کو دعوت میں بلائے“ اپنی بات پر سکون طریقے سے کرتے ہوئے وہ اب جوس کے گھونٹ پی رہا تھا۔

”وجہ؟“ ماتھے پر بل ڈالے انہوں نے پوچھا، جبکہ نتاشہ بیگم کا تو اسکی فرمائش پر منہ بن گیا۔

”سب ہو گے دعوت میں اور جب آپ سے سوال کریں گے کہ آپ کے سسرال والے تو دعوت میں ہیں، جبکہ گھر والے نہیں تو کیا جواب دے گے آپ؟“ وہ بہت رسانی سے انہیں اپنی بات سمجھا چکا تھا جسے اکمل خان سمجھ بھی چکے تھے۔

''ہم ٹھیک ہیں بلا لو انہیں مگر وہ تمہارے رشتہ داروں کی حیثیت سے آئے تو بہتر رہے گا'' اسے وارن کرنے کے انداز میں وہ بولے، جس پر تعبداری سے سر ہلا، جانے کیوں مگر اکمل خان کو اسکی اس تعبداری نے تشویش میں بتلا کر دیا تھا۔

''سب چھوڑو یہ تم سورڈ آف اونر لیکر کیوں گئے تھے اپنے تایا گھر اور پھر سب کو یہ کیوں بتایا کہ سورڈ آف اونر فلک کا ملا ہے'' نتاشہ بیگم کی اس بات پر اکمل خان بھی بھونچکا کر رہ گئے جبکہ وہ اتنی ہی تسلی سے ناشتے میں مگن تھا۔

''روشانے کو سورڈ آف اونر دیکھنی تھی اور اسکی خواہش تھی کہ وہ فلک کو ملے اسنے اپنی دوستوں کو بھی یہی بتایا تھا، اسی لیے میں لے گیا تا کہ اسکی

دوستیں اسکا مزاق نا اڑائیں، اور ویسے بھی فرق کیا پڑتا ہے کے سورڈ آف اونرکس کو ملے آخر کو فلک میری بہن ہے'' یہ کہتے ہی وہ ناشتے کی ٹیبل سے اٹھتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا مگر اپنے فلک کے رشتے کے متعلق جو دھماکہ وہ کر کے گیا تھا اسنے تو نتاشہ بیگم اور اکمل خان کے پیروں سے زمین اور سر سے آسمان کھینچ لیا تھا۔ نتاشہ بیگم کو تو اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے انہیں گرم انگاروں پر ننگے پیر چلنے کی سزا سنا دی ہوں، وہ تو بس ہونقوں کی طرح اپنے بیٹے کی پشت کو دیکھتی رہی جو انہیں بے چین کیے خود مزے میں تھا۔ وہ تو خود خان کی فلک کے لیے نفرت کی گواہ تھی مگر ایسا بھی کیا ہو گیا جس نے خان کو بدل کر رکھ دیا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - -

وہ ننگے پیر مزے سے لاؤنج سے ٹہلتی کچن کی طرف جارہی تھی جب کانچ کا ایک ٹکڑا اس کے پیر میں چبھا اور پورے لاؤنج میں اسکی چیخ گونجی، خان جو مزے سے اندر آرہا تھا چیخ سن کر اسکی رفتار میں تیزی آئی وہ جلدی سے لاؤنج میں آیا جہاں وہ اپنا دایاں پیر پکڑے زمین پر بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔

تم ٹھیک ہوں؟" اسنے سوال کیا"

کیا آپ کو میں ٹھیک لگ رہی ہوں۔۔۔اف اللہ ایک تو اتنی تکلیف" ہے اور اوپر سے آپ مدد کرنے کی بجائے فضول قسم کے سوال کر رہے

ہیں ''تکلیف کی وجہ سے اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی اور اوپر سے خان کی بات نے اسکو مزید طیش دلوا دیا۔

خان بنا کچھ کہے اسکو سہارا دیتا صوفہ پر لے آیا اور اسنے بٹھاتے ہی اسکا زخمی پاؤں میز پر رکھ دیا، گھٹنوں کے بل بیٹھا اب وہ اسکے زخم کا جائزہ لینے میں مصروف تھا اور وہ رونے میں، اس کا زخم دیکھ کر اسنے آس پاس نظریں دوڑائی مگر کوئی نظر نا آیا کسی کو نا پا کر وہ جلدی سے کچن میں گیا اور کیبنیٹ کھول کر اس میں سے فرسٹ ایڈ کٹ لایا۔ اسکے زخم کا جائزہ لینے کے بعد اب وہ آرام سے اسکا زخم صاف کر رہا تھا۔

''تھوڑا جلے گا یہ تم نے چلانا نہیں ہے'' اسے تنبیہ کرتے اسنے سلوشن اسکے زخم پر لگایا جس پر اسکی دلخراش چیخ نکلی جس سے خان کو اپنے کانوں

کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے اور وہ جو کچھ سخت سنانے کے موڈ میں تھا اسے روتا دیکھ کر ارادہ ملتوی کیا اور اب اسکے پیر کی پٹی کرنے لگا۔ سارا سامان سمیٹتے ہاتھ دھو کر اب وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا جس کی سوں سوں ابھی بھی جاری تھی۔

''یار روشانے بس کروں اب اتنی بھی گہری چوٹ نہیں آئی کہ تمہارا رونا ہی بند نہیں ہورہا'' وہ واقعی میں اسکے رونے سے اکتا گیا تھا۔

''آپ کو لگتی نا تب پوچھتی خود ایر فورس میں ہے تو کیا مطلب سب آپ کی طرح سٹون مین تو نہیں ہے''شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی وہ اسے بولی۔

یہ دیکھ رہی ہوں ؟'' اسکی بات سن کر اسنے اپنا پیر جوتے سے آزاد کروایا اور اب اسکے سامنے رکھ دیا جبکہ وہ تو اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولے اب اسکے پیر کا زخم دیکھ رہی تھی جواب بھی موجود تھا۔

''یہ۔۔یہ کیا ہوا ہے'' اسنے سوال کیا

''میرے خیال سے چوٹ لگی ہے ؟'' ایک آبرو اچکا کر اسنے جواب دیا انداز صاف مذاق اڑانے والا تھا جس پر وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

''خیر آپکو کونسا تکلیف ہوئی ہوگی یا آپ کونسا روئے ہوگے''

''تمہیں کس نے کہاں مجھے تکلیف نہیں ہوئی یا میں رویا نہیں''

''تو مطلب کے آپ روئے تھے'' حیرت سے اسکی آنکھیں مزید بڑی ہو گئی اور اسنے صرف ہاں میں سر ہلایا۔

''مگر آپ کیسے رو سکتے ہیں؟'' اسنے ابھی بھی یقین نا آیا تھا۔

''کیوں میں کیوں نہیں رو سکتا؟'' اسنے سوال کیا

''نہیں میرا مطلب ہے کہ آپ تو اتنے سٹرونگ ہے'' ہڑبڑاہ کر اسنے جواب دیا

تم نہیں تھا جانتی ہوں کانچ کا ٹکڑا میرے پیر کے آر پار ہو گیا تھا''

مسکراتے ہوئے وہ اسے تفصیل بتانے لگا جو کہ اب آنکھیں اور منہ کھولیں اسکی باتیں سننے میں مگن تھی۔

''آپ کو یہ چوٹ کب لگی؟'' اسنے سوال کیا

''جس دن فلک چھت سے گری تھی''

''آپ دونوں بہن بھائی بہت عجیب ہوں'' اسنے منہ بنا کر جواب دیا

''کیوں؟'' خان نے اچھنبے سے پوچھا۔

''آپ جانتے ہیں جب آپ ایک بار لیٹ ہو گئے تھے اپنی ٹریننگ کے دنوں میں اور اکمل چاچو نے کہا تھا کہ اب آپ گھر نہیں آئے گے تو فلک آپی نے ماما کو سب بتا دیا اور جب میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں آپ آدم خور۔۔ میرا۔۔ میرا مطلب کے آپ کی بات کیوں بتائی ماما کو تو وہ بولی کہ اگر بی ماں بابا سے کہہ کر آپ کو حویلی آنے دے گی تبھی وہ بھی آئے گی ورنہ نہیں'' روشا نے تو اپنی بات کہہ چکی مگر آج پھر خان کو احساس ہوا کہ بڑے بہن بھائی کس حد تک جا سکتے ہیں آج ایک بار پھر فلک اکمل خان پر بازی لے گئی تھی۔

''اچھا یہ چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ سب کہاں ہیں'' ٹاپک بدلتے ہوئے اسنے بات کی۔

ماما اور اماں بازار گئی ہیں، بابا حویلی گئے ہیں فلک آپی کے ساتھ ''

۔۔۔۔۔۔۔ ویسے ایک بات بتاؤں '' وہ جو اسے سب بتا رہی تھی

اچانک چونک کر بولی۔

''ہاں سناؤ''

'' آپ جانتے ہیں آج آپ کی ماما کا فون آیا تھا انھوں نے دعوت پر بلایا

ہیں سب کو، میں تو شکر کر رہی ہوں کہ میرے پاؤں پر چوٹ لگ گئی اب

مجھے نہیں جانا پڑے گا'' وہ مزے سے بولی جبکہ خان کے ماتھے پر بل پڑ

گئے۔

''کیوں تم کیوں نہیں آؤ گی؟''

''کیا وہاں آپ کی وہ کزن ملیحہ بھی ہوگی؟'' اسکے سوال کے جواب میں اسنے بھی سوال کیا۔

''ہاں ہوگی کیوں کیا ہوا؟'' اسنے حیرت سے پوچھا

''بس پھر میں نہیں جارہی اماں بھی نہیں جائیں گی'' اسنے گویا اپنا فیصلہ سنایا۔

''روشانے کیا تم مجھے بتاؤگی کہ کیا ہوا ہے؟'' اب اسکی آواز میں غصے کا عنصر نمایاں تھا۔

''مجھ پر غصہ نا کریں بلکہ اپنی اس کزن کو سنبھالے جو سارے جہاں میں مشہور کیے ہوئے ہیں کہ آپ اس سے شادی کریں گے اور اسنے اماں کو بھی اتنا زلیل کیا کہ چاچو بھلا کہاں اماں جیسی جاہل عورت کے ساتھ گزارا کر سکتے تھے تبھی آپ کی ماما سے دوسری شادی کرلی، مجھے نہیں پتا وہ بہت عجیب ہے مجھ سے بھی عجیب باتیں کر رہی تھی'' وہ جو اسکی بات سننے کے بعد مٹھیاں بھینچے بیٹھا تھا اب اسکی اگلی بات سن کر چونکہ

''کیا کہاں اسنے تم سے؟''

''کچھ خاص نہیں کہہ رہی تھی کہ میں زیادہ ہواؤں میں نا اڑوں آپ ان سے شادی کریں گے مجھے خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں، بھلا بندہ کہے کہ وہ جس مرضی سے شادی کریں بے شک آپ سے کرے بھلا

مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے" سر جھٹکتے اپنی رو میں بولتے ہوئے وہ اگر خان کی حالت جان لیتی تو ضرور خود کو کوستی مگر اسے کیا۔

"اچھا میں چلتا ہوں میں بھی دعوت نامہ ہی دینے آیا جس کا تمہیں پہلے سے ہی علم تھا اور مجھے بھی بہت سی باتوں کا علم ہو گیا ہے" یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چل دیا جب کے روشانے تو اسکی بات سمجھنے میں لگ گئ۔

"اور ہاں ایک اور بات۔۔۔" وہ جو باہر جا رہا تھا واپس پلٹا۔

"ان معمولی تکلیفوں پر رونا چھوڑ دوں اور خود کو مضبوط بناؤ ورنہ آگے جا کر بہت مسئلہ ہو جائے گا ہم دونوں کے لیے، اب ہر بار تو تمہارے آنسوؤں صاف کرنے کے لیے نہیں ہو گا نا میں"

مطلب؟ ''اسکی بات پر وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی''

''مطلب۔۔۔ تھوڑا سا صبر کر لو جلد ہی سمجھا دوں گا'' مسکراہ کر اسے جواب دیتے اسکا سر تھپکتے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا، گھر کے باہر موجود گارڈز پر اسے پورا یقین تھا تبھی وہ روشانے کو اکیلا چھوڑ کر جانے کو تیار تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''افففف آرام سے کروں نا کیا گنجا کروں گی مجھے'' آئینے کے سامنے بیٹھے اس سے اپنے بال بنواتے وقت وہ بولی۔

''آرام سے ہی کر رہی ہوں ایک تم ہی ہوں جسکا سر ملنے سے نہیں ہٹتا''
وہ اسے ٹوکتے بولی۔

''ویسے دل تم نے تو کہا تھا کہ جب تک بھائی یہاں ہے تم نہیں آؤ گی
آج اچانک کیسے آ گئی پھر تم؟'' بال بناتے اسنے اچھنبے سے پوچھا

''ہاں تو نہیں آنا تھا مگر پھر سوچا کہ غلطی اسکی ہے تو میں کیوں چھپوں''
دیدہ دلیری سے اسنے جواب دیا

''ہاں اور جیسے میں تو چھوٹی بچی ہوں نا سب پتا ہے مجھے بھائی نے تم
سے معافی مانگی اور تم نے اس شرط پر معاف کیا کہ اگلی بار جب وہ آئے

گے تو بائیک چلانا سکھائے گے" اسکے سر پر ہاتھ مارتی وہ بولی جبکہ دل آویز نے صرف دانت دکھانے سے کام لیا۔

"ہاں تو جب پتا ہے تو پوچھ کیوں رہی ہوں"

اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتی ٹیلیفون بج اٹھا۔

تم رکو میں آئی" اسے کہتی وہ وہاں سے چل دی جبکہ اسنے نے صرف سر ہلا کر اکتفا کیا۔

اب اسکی حالت پہلے سے بہتر تھی، چہرے پر تھپڑوں کے نشان اب ہلکے ہو گئے تھے، جسم کے نشان بھی بھر گئے تھے جبکہ ہاتھ پر ابھی بھی بینڈیج تھی۔

''عائشہ میرا والٹ کہاں ہے؟'' وہ جو کمرے میں داخل ہوا تھا اسے دیکھ کر ٹھٹکا۔ جبکہ اسنے نظریں پھیر لی۔

''کیا ابھی تک ناراض ہے یہ'' وہ صرف سوچ سکا۔

''کیسی ہوں؟''

''ٹھیک''

''ہمم گڈ''

''عائشہ کہاں ہے؟''

''وہ فون آیا تھا تو سننے گئی ہے''

''اچھا''

کچھ پل یونہی بیت گئے

''اچھا میں چلتا ہوں اللہ حافظ''

''اللہ حافظ'' اسنے حیرانگی سے جواب دیا جبکہ وہ اپنی اس حرکت پر خود کو کوستا باہر نکل آیا

''میں چلتا ہوں اللہ حافظ، اففففف لعنت ہے تم پر شایان ملک یہ بھی بتا دیتے کہ کب واپس آؤ گے'' اب وہ خود کو کوسنے لگا

''اسے کیا ہوا ہے اللہ حافظ تو یوں بول رہا تھا جیسے میں اسکی بیوی ہوں'' خود سے بات کرتے ہی وہ خود اپنی سوچ پر لاحولہ بولنے لگی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

"آپا تم میری بات نہیں سمجھ نہیں رہی مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کروں ؟" فون پر بات کرتی کمرے میں ٹہلتی وہ اس وقت سخت اضطراب کا شکار تھی۔

"نہیں آپا مجھے اب ایک پل کا بھی سکون نہیں ہے، تمہارے کہنے پر ہی میں نے اسنے بھیجا تھا فلک کے ساتھ پڑھنے اور وہ تو اب فلک کو اپنی بہن کہنے لگ گیا ہے اوپر سے وہ اپنے ان رشتہ داروں سے کچھ زیادہ ہی گھل مل رہا ہے" وہ کسی بھی طور پر سکون نا ہو رہی تھی۔

"کیا سچ میں آپا ایسا ہو جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات کیا ہو گی۔۔"

ہاں ٹھیک کہا آپ نے میں ابھی بات کرتی ہوں اکمل سے، ہاہا بھلا انہیں

کیا اعتراز ہوگا'' وہ جو سخت مضطرب تھی ناجانے فون کی دوسری طرف سے ایسا کیا کہا گیا کہ انکا چہرہ ایک دم پر سکون ہوگیا۔

شام کا وقت تھا باہر لان میں رات کے فنکشن کا سارا انتظام کیا گیا تھا، اکمل صاحب اس وقت کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے، جبکہ نتاشہ بیگم اپنے ناخنوں کی تراش خراش میں مصروف تھی۔

اکمل وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے'' انہوں نے بات کا آغاز'' کیا۔

''جی کہیے'' اجازت دے دی مگر نظریں ہنوز کتاب پر تھی

''اوہو اسے تو چھوڑیے''جھنجھلا کر انسے ہاتھ سے کتاب لیکر انہوں نے سائڈ پر رکھی۔

''جی بولیے بیگم'' اب وہ انکی طرف متوجہ تھے

''وہ آپ نے خان کے بارے میں کیا سوچا''

''کیا مطلب کیا سوچا؟'' انہوں نے اچھنبے سے پوچھا

"میرا مطلب ہے کہ دیکھے نا اب ماشاللہ سے اب خان فلائنگ لیفٹینینٹ بن چکا ہے تو کیوں نا میرا مطلب کے ہم اب اسکا رشتہ کردے"

"اوہو بیگم ابھی تو وہ فلائنگ لیفٹینینٹ ہے اللہ نے چاہا تو مزید ترقی کرے گا اور ویسے بھی ابھی اتنی بھی کوئی جلدی نہیں۔" اکمل خان نے انکی بات کو ہنس کر ٹالا

"آپ سمجھ نہیں رہے اکمل اگر کل کو اسنے کسی کو پسند کرلیا اور ہمارے سامنے لے آیا میں تو چاہتی ہو کہ خاندان سے ہی کوئی لڑکی میری بہو بنے"

تو بیگم پسند میں کیا حرج ہے ہم نے بھی تو آپکو پسند کیا تھا نا'' وہ '' شرارت سے گویا ہوئے

'' اکمل ہمارا دور الگ تھا آج کل کی لڑکیاں بہت تیز ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہی وہ کوئی غلط انتخاب نا کرلے بس اسی لیے سوچ رہی ہوں کے اسکی بات پکی کردوں'' انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے وہ رسان سے بولی

'' ہم وہ تو ٹھیک ہے مگر لڑکی ہے کوئی آپکی نظر میں'' انہوں نے سوال کیا

'' ہے نا اپنی ملیحہ شمائلہ آپا کی بیٹی'' وہ خوشی سے چہکی

اچھا لیکن میں نے تو روشانے سوچ رکھی تھی ''اکمل خان پر سوچ نظروں میں بولے۔

''اکمل آپ بھی کمال کرتے ہیں روشانے تو بچی ہے اور آپ خان کے مزاج سے بھی واقف ہے اسکے ساتھ کوئی سمجھدار لڑکی سجتی ہے نا کہ روشانے جیسی بچی'' اپنے غصے پر ضبط کرتے وہ بولی۔

''کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہے بیگم چلیے جیسے آپکی مرضی''آخر کار انہوں نے ہامی بھر دی۔

''واقعی میں بس پھر آج کی تقریب میں ہی ہم منگنی کا اعلان کر دے گے'' وہ خوش ہوتے بولی۔

''بھئی آپ تو سب پہلے سے ہی ڈیسائڈ کیے بیٹھی ہے چلیے جیسی آپکی مرضی اب اگر اجازت ہو تو ہم اپنا مطالعہ جاری کر لے''۔

تقریب اپنے عروج پر تھی، سب لوگ آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے جب وہ اسکے برابر آن کھڑا ہوا۔

''کیسی ہوں؟''مسکرا کر اسنے سوال کیا

''میں ٹھیک تم سناؤ'' ویسے ہی مسکراتے اسنے سوال کیا۔

''تم بتاؤ تمھیں کیسا لگ رہا ہوں ؟'' شرارت سے اس نے سوال کیا جس پر وہ کھل کر ہنس دی۔

''تم یہ سوال پوچھنا کب چھوڑو گے ؟''

''جب تم جواب دو گی''

''جواب تو نہیں ملے گا''

''پھر سوال بھی پیچھا نہیں چھوڑے گا''

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کوئی اور بات کرتی مائک کی آواز نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

''گڈ ایوننگ ایوری ون، جیسا کے آپ سب جانتے ہیں کہ یہ تقریب میرے بیٹے دلاور خان کے نا صرف ائر فورس سے پاس آؤٹ ہونے کی بلکہ سورڈ آف اونر جیتنے کی بھی ہے، ویسے بھی میرا بیٹا جتنا ہونہار ہے مجھے یقین تھا کہ سورڈ آف اونر وہی جیتے گا آفٹر آل وہ میرا بیٹا ہے''
انکے لہجے میں مان کم اور غرور زیادہ تھا جس پر فلک آنکھیں گھما کر رہ گئی

''آج کی اس تقریب کا ایک اور اہم مقصد بھی ہے آج میں آپ سب کے سامنے اپنے بیٹے کی منگنی کا اعلان کرتی ہوں اپنی بھانجی ملیحہ کے ساتھ'' انکی اس بات پر جہاں سب نے تالیاں بجائی وہی ان چاروں کو

سانپ سونگھ گیا، ان تینوں نے خان کو دیکھا جو کہ اپنا غصہ ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

ماما، بابا دونوں کو اندر بھیجوں" شایان کے پاس سے گزرتا اسے حکم" سنائے وہ اندر چل دیا۔ جبکہ جو لوگ اسے کانگریچولیٹ کرنے جا رہے تھے وہ اسے غصے میں دیکھ کر بیچ راہ میں رک گئے

- -

آپ لوگوں نے کس سے پوچھ کر میرا رشتہ طے کیا؟ "خود پر قابو پاتے" وہ بولا۔

کیا مطلب اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے، ملیحہ ویل ایجوکیٹیڈ ہے، ''
خوبصورت ہے اور تمہارے ساتھ جچے گی بھی'' نتاشہ بیگم بولی

مگر مجھے روشانے سے شادی کرنی ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں ''
اور ملیحہ جیسی بدتمیز لڑکی مجھے بلکل بھی نہیں پسند'' وہ سر جھٹک کر بولا۔

''خان ہم باہر لوگوں کو بتا چکے ہیں''

تو مجھ سے پوچھ کر کرنا چاہیے تھا'' لہجے میں ناگواری تھی اسکے۔ ''

تو تم اپنے ماں باپ کی بات نا مان کر اس لڑکی سے شادی کروں گے ''''
نتاشہ بیگم نے آواز میں رنج پیدا کرتے اس سے پوچھا۔

''میں ضرور اپنے ماں باپ کی بات مانتا اگر اس میں میرے لیے کوئی مصلحت ہوتی'' اسکا لہجہ ٹھوس تھا۔

''میں تمہاری بات ملیحہ سے پکی کر چکی ہوں'' انہوں نے اسے جتایا۔

''یہ میری غلطی نہیں آپ کو مجھ سے پوچھ کر فیصلہ لینا چاہیے تھا'' اسنے انکی بات ہوا میں اڑائی۔

''مگر اب فیصلہ ہو چکا ہے تمہاری شادی ملیحہ سے ہی ہوگی'' انہوں نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

ٹھیک جیسا آپ چاہے '' اسکے یوں مان جانے سے انہوں نے سکون کا سانس خارج کیا

'' مگر میری بیوی کا حق اور عہدہ میں صرف روشانے کو دوں گا، اگر آپ کی بھانجی اس گھر میں آئے گی تو صرف آپ کی بہو بن کر میری بیوی نہیں ہوگی وہ، میں ملیحہ سے شادی کو تیار ہو مگر شرط یہ ہے کہ شادی کے بعد وہ آپ کے ساتھ رہے گی اس گھر میں اسے میرے نام کے علاوہ مجھ سے کچھ بھی نہیں ملے گا، جبکہ روشانے کو نا صرف میں اپنی بیوی کا درجہ دوں گا بلکہ وہ شادی کے بعد میرے ساتھ بھی رہیں گی '' اسکی اس بات پر تو نتاشہ بیگم کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تیار تھی۔

''تم اپنے ماں باپ کی نافرمانی کر رہیں ہوں برخودار، جانتے بھی ہوں کتنا گناہ ہوگا تمہیں ، اور ساتھ ہی ساتھ تم ایک لڑکی کے حقوق بھی صلب کرنے کی بات کر رہے ہوں جسکو تمہارے نام کی انگوٹھی پہنا چکے ہیں ہم'' اکمل خان نے اب کی بار اسے دینی طریقے ست ڈرانا چاہا۔

''اگر ماں باپ کی نافرمانی کا ڈر اتنا ہی ہوتا نا تو آپ بھی اپنے ماں باپ کی نافرمانی نا کرتے اور جہاں تک بات ہے بیوی کے حق کی تو آپ نے اماں کے ایسے کونسے حقوق پورے کر دیے ہیں جو آپ مجھے سمجھا رہیں ہیں'' اکمل خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسنے سوال کیا۔

''شادی تو میں روشانے سے ہی کروں گا پہلی نا دوسری ہی سہی ، اور روشانے سے شادی کے لیے مجھے بیٹا چاہیے جیسی کسی بھونڈی دلیل کی

بھی ضرورت نہیں ہوگی، کیوں میں دلاور خان ہوں اکمل خان نہیں، میں فلک خان کا بھائی ہوں اکمل خان کا بیٹا نہیں'' ان دونوں میاں بیوی پر حیرتوں کے پہاڑ توڑتا وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔

اکمل خان تو حیران ہی رہ گئے تھے اپنے بیٹے کے الفاظ پر جب تھوڑی دیر بعد وہ اپنا بیگ اٹھاتا ہوا نیچے آیا

''میری آج آخری چھٹی تھی، کل سے مجھے اور فلک کو پنڈی ائر بیس پر جوائنگ کرنی ہے، اور ہاں ایک آخری بات میں شادی صرف اور صرف روشانے سے ہی کروں گا چاہے آپ لوگ چاہے یا نا'' کہتے ہی وہ گھر کے دروازے کو پار کر گیا جبکہ آج اکمل خان کو لگا کہ وہ اپنا بیٹا ہمیشہ کے

لیے کھو چکے ہیں، جس کی وجہ سے انہوں نے سب کو چھوڑ دیا آج وہی انہیں چھوڑ گیا، شائد اسے ہی مکافات عمل کہتے ہیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

رات کا آخری پہر تھا، انہیں کل صبح ہی پنڈی ائر بیس رپورٹنگ کرنی تھی مگر نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، اسکے چہرے پر آج ایک الگ ہی چمک تھی، وہ اپنا یہ راز کسی کو بتانا چاہتی تھی، کوئی ایسا جسے وہ بتا سکے کہ وہ کتنی خوش تھی، آخر کار اسے وہ مل ہی گیا جس کی چاہ کی تھی اسنے، محبت پر اسکا بھی حق ہے، اسنے جسکو چاہا وہ بھی اسے چاہتا ہے یہ احساس ہی کس قدر خوبصورت تھا۔

افففف اگر میں کچھ اور پل ایسے ہی سوچتی رہی تو پاگل ہو جاؤ گی ’’خود سے ‘‘ بات کرتے وہ بول اٹھی۔

کس کو بتاؤں۔۔۔ کس کو؟؟ اماں!!!!ہاں اماں، انہیں بتا سکتی ہوں ‘‘ میں’’ یہ خیال ذہن میں آتے ہی اسنے جلدی چپل پہنی اور اماں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی، مگر اماں کو بتاؤ گی کیا یہ سوچتے ہی وہ پھر سے آج صبح ہونے والے واقع کو سوچنے لگی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

درد سے اسکا سر پھٹا جا رہا تھا، وہ لوگ جن کی خاطر اسنے اتنے خوبصورت رشتے چھوڑے تھے آج وہی اسکے دشمن بنے بیٹھے تھے، وہ اپنا درد کسی سے بیان کرنا چاہتا تھا مگر کس سے اس وقت وہ شاہ یا ملک میں سے کسی کو بھی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا مگر پھر کون ؟

اماں ہاں اماں کو بتاؤں گا میں، وہ ضرور سنے گی میری '' یہ خیال ذہن '' میں آتے ہی وہ اماں کے کمرے کی طرف چل دیا۔

- - - - - - - - - - - -

فلک؟ '' اپنے نام کی پکار سن کر وہ پیچھے مڑی جہاں وہ دشمن جاں کھڑا ''
تھا، وہ بی ماں کی ضد پر آج خان کے گھر ہونے والی تقریب کے لیے
شاپنگ کرنے آئی تھی جہاں اسے شاہ مل گیا۔

تم یہاں؟ '' شاہ کے سوال پر اسنے اسے یوں دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ''
ہوں کہ '' اس بے تکے سوال کا مطلب '' اور شاید وہ بھی اسکی آنکھوں
میں رقم سوال پڑھ چکا تھا۔

اوہ سوری میں بھی کیا فضول سوال کرنے لگ گیا شاپنگ مال ہے تو ''
یقیناً تم شاپنگ کرنے آئی ہوں '' جب کے اسکی بات پر وہ بس مسکراہ
دی۔

''آہ فلک کیا تم ؟ ایکچولی میرا مطلب کے کیا تم میری شاپنگ میں مدد کروں گی ؟ وہ دراصل مجھے کچھ خاص علم نہیں ہے میں نے ملک کو بولا تھا مگر وہ دھوکہ دے گیا'' وہ جو اتنا سیریس ہو کر اسکی بات سن رہی تھی آخر میں مسکرا دی۔

''ضرور کیوں نہیں۔۔۔ویسے تمہیں خریدنا کیا ہے ؟'' فلک کی ہاں پر وہ پرسکون ہو گیا تھا۔

''مجھے ہم تینوں کے لے ایک جیسی شرٹس لینی ہے مگر کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے'' بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ گویا ہوا۔

''میں مدد ضرور کروں گی مگر ایک شرط میری بھی ہے''

"ہاں بولو؟"

"پہلے ہم مل کر میری شاپنگ کرے گے" ایک آبرو اچکا کر اس نے کہا"

ہاں ضرور کیوں نہیں" بے چارے کی وہی مسکراہٹ مگر اسے یہ علم نا تھا کہ وہ کس کی مدد کی حامی بھر رہا تھا، اور پھر اگلے تین گھنٹے اسے واقعی میں لینے کے دینے پڑ گئے کیونکہ فلک نے بنا کچھ خریدے اسے پورا شاپنگ مال گھما دیا تھا۔

بس یہ آخری ہے "جیولری شاپ کے باہر رکتے ہوئے وہ گویا ہوئی" اور ایک نظر اسکو دیکھا جو اپنے پھولے سانس کو نارمل رکھنے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا۔

کیا ہوا شاہ تھک گئے ہوں؟ "آنکھوں میں شرارت اور لہجے میں" مصنوئی فکر سمائے وہ گویا ہوئی۔

نہیں تو میں اور تھکن بلکل بھی نہیں، چلو چلیے" بنا منہ کھولے ناک کے" ذریعے لمبے لمبے سانس لیے وہ گویا ہوا اور اندر کی طرف بڑھ گیا، جبکہ پیچھے کھڑی فلک نے بامشکل ہی اپنے قہقے پر قابو پایا۔

ویسے ہم یہاں کیا کر رہے ہیں کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے تمہیں تو ''
''جیولری کا کوئی خاص شوق نہیں

وہ بی ماں نے آرڈر کروایا تھا سیٹ بس وہی لینا ہے''جواب تو اسنے ''
شاہ کو دے دیا مگر نظریں کہی اور تھی، تبھی شاہ کی نظر اس پر پڑی اور
نظروں کے تعاقب میں اسنے دیکھا تو سامنے ایک ڈائمنڈ رنگ تھی شوکیس
میں، فلک کو وہ انگوٹھی جتنی خوبصورت لگی شاہ کو اتنی ہی اپنی پہنچ سے
دور، شاہ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا مگر وہ فلک جتنا
امیر نا تھا اور نا ہی وہ اپنے باپ کی کمائی کو یہ سوچ کر لوٹانے والوں میں
سے تھا کہ اس پر اسی کا حق ہے۔

چلو بھی اب کہ یہی رہنا ہے؟" اسکو واپس ہوش میں لاتے ہوئے وہ بولا۔

"ہاں چلو کیوں نہیں"

شاہ کی شاپنگ کرنے کے بعد وہ لوگ اب پارکنگ کی طرف آ گئے تھے، فلک اپنی سوچوں میں آگے ہی چل دی جبکہ وہ پیچھے کھڑا رہا۔

"فلک" اسنے پکارا، وہ مڑی مگر اس بار اسکی پکار الگ تھا اور احساسات بھی، ایک ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کیے وہ اب ایک عجیب کشمش میں تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے وہ لمبے قدم اٹھاتا اسکی طرف بڑھا جو کہ اب اپنی جگہ پر جمی ہوئی تھی، اور بنا

کچھ کہے اسکا بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ انگوٹھی پہنا دی، البتہ نگاہے اسکی نیچی رہی۔

''یہ کیا کر رہے ہو؟'' اسنے انگوٹھی کی طرف اشارا کیا

''وہی جو مجھے کرنا چاہیے''

''جانتی ہو اسکا مطلب کیا ہے؟ کہ اب تم پر میرا حق ہے'' اسکے ہاتھ میں دمکتی اس انگوٹھی کو غور سے دیکھتے وہ گویا ہوا۔

''پچاس والی انگوٹھی دے کر تم مجھ پر حق جمانے لگے ہوں'' وہ ہنستے ہوئے اس سے گویا ہوئی جس پر وہ مسکراہ کر رہ گیا۔

''انگوٹھی بھلے ہی پچاس کی ہوں ، مگراس میں چھپی کڑوڑوں جیسی میری محبت کا کوئی نعم البدل نہیں ، اور حق کی بات تو مت ہی کروں فلک خان وہ تو میں شروع سے تم پر رکھتا ہوں ''آنکھوں میں محبت سموئے وہ اس سے گویا ہوا۔

''کتنی محبت کرتے ہوں مجھ سے شاہ؟'' حالانکہ وہ جواب جانتی تھی مگر پھر بھی پوچھنا ضروری سمجھا۔

''اتنی کے اگر تم ریان کوہاں کہہ دیتی تو خوشی خوشی اپنی محبت سے دستبردار ہوجاتا'' اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ گویا ہوا۔ وہ اظہار کرے گا اسے معلوم تھا مگر ایسا اظہار تو کیا وہ سب جانتا تھا؟

''ہاں میں سب جانتا ہوں'' اسکی آنکھوں میں رقم سوال کو دیکھ کر وہ بول اٹھا۔

''ویسے ایک بات کہوں اگر میری محبت کا اقرار تم ریان کی جگہ مجھ سے کرتی تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی'' اسکی اس بات پر فلک کے گال دہکنے لگے، وہ بلش کی تھی شاہ چاہتا تو اسے چھیڑتا مگر ابھی اتنا بھی حق نہیں تھا اور وہ یہ جانتا تھا۔

''اگر دنیا نے ہم پر پہرے بٹھا دیے'' اسنے اپنا اندیشہ ظاہر کیا۔

''تو کیا ہوا میں خان کو ہم پر پہرے بٹھانے نہیں دو گا''

''میں نے دنیا کی بات کی ہے شاہ''

''اور دنیا سے مراد خان ہی ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں، فکر مت کروں فلک تمہارا شاہ تمہیں کسی اور کا نہیں ہونے دے گا'' اسکی فکر کم کرتے ہوئے وہ گویا ہوا۔

''ویسے یہ پچاس کی انگوٹھی لی کہاں سے؟'' ماحول کو ہلکہ پھلہ کرتی وہ بولی۔

''پٹھانوں سے'' کہتے ہی اسنے زبان دانتوں میں دبا لی کیونکہ سامنے کھڑی وہ بھی پٹھان تھی یہ تو وہ بھول ہی گیا تھا۔ اور ایک نظر اسکا چہرا دیکھا جو اب شرم کی بجائے غصے سے لال ہو چکا تھا۔

''تم !!'' وہ چیخی۔

''اچھا قسم لے لو پورے پانچ سو کی انگوٹھی لی تھی میں نے پچاس کی تو تمہیں لگی'' اپنا بچاؤ کرتے وہ بولا، اور وہاں سے بھاگ نکلا

''ہارون شاہ تم قتل ہو گے میرے ہاتھوں'' وہ اسکے پیچھے دوڑی

''شادی سے پہلے بیوہ ہو جاؤ گی تم، اور پھر میری تصویر گلے سے لگائے روؤ گی اور کہوں گی کہ شاہ واپس آجاؤ'' وہ تو مذاق میں کہہ چکا مگر اس مذاق نے فلک کو اندر تک ہلا دیا تھا۔

''اللہ نا کرے'' اپنے آنسوؤں پر ضبط کرتے وہ اتنا ہی بول سکی، جبکہ اسکی بڑبڑاہٹ سن کر شاہ کے ہونٹ پھیل گئے۔

''سنو! آئی لو یو'' اسکے کان میں بولتا وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ وہ جو اپنے خیالوں میں غم تھی ایک دم پھر سرخ ہو گئی، اور پھر ایک بھرپور مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی۔

''لو یو ٹو ہارون شاہ، لو یو ٹو۔۔۔ زندگی ہوں تم میری'' خود سے کہتے وہ اپنی گاڑی کی طرف چل دی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے خیالوں سے باہر نکلتے ہی وہ مسکراتے ہوئے وہ اماں کے کمرے کی طرف بڑھ گئی جبکہ اندر سے آنے والی آوازوں نے اسکو وہی روک دیا اور سب کچھ سنتے ہی خود سے عہد کیے وہ وہاں سے چل دی

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

اماں ''خان انکے کمرے میں داخل ہوا، وہ جو سونے کی تیاری میں تھی ''
اسے اس وقت کمرے میں دیکھ کر ٹھٹکی۔

بچہ آپ اس وقت یہاں '' اور وہ بنا کچھ کہے ان بیڈ پر بٹھائے انکی گود ''
میں سر رکھے آنکھیں موند گیا۔

''کیا ہوا میری جان تھک گئے ہوں کیا'' اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ گویا ہوئی اور اسے انکے ایسا کرنے سے ڈھیروں سکون ملا۔

''بہت زیادہ اماں'' آنکھیں بند کیے وہ بولا۔

''اماں کیا آپ مجھے اپنا بیٹا مانتی ہے؟'' اسکے سوال پر وہ چونک اٹھی جو اب انہیں دیکھنے میں مگن تھا وہ اس وقت انہیں کوئی پانچ سال کا بچا لگ رہا تھا۔

''ہاں میری جان'' پیار سے اسکا ماتھا چومتے وہ بولی۔

''آپ مجھ سے اتنی ہی محبت کرتی ہے جتنی فلک سے ؟'' اگلا سوال فوراً پوچھا گیا۔

''کیا ہوا بچے ایسے سوال کیوں کر رہے ہوں ؟'' انہیں تشویش ہوئی

''اماں بتائے نا'' اسنے ضد کی

''میرے لیے تم اور فلک بلکل ایک جیسے ہو خان ، جتنی عزیز مجھے وہ ہے اتنے ہی تم''

جو کچھ بابا نے کیا اسکے باوجود بھی، آپ مجھ سے کیسے محبت کر سکتی ہے
جو اس عورت کا بیٹا ہے. جس نے آپ کا گھر اجاڑا'' اسکے سوال پر وہ
مسکرا اٹھی۔

''جانتے وہ خان ماں کا مطلب کیا ہوتا ہے؟''

وہی جو آپکو پیدا کرتی ہے؟'' اسکے جواب پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔''

''ماں وہ نہیں ہوتی جو صرف اپنی اولاد سے محبت کرے، ماں تو وہ ہوتی
ہے جو دوسروں کی اولاد سے بھی اتنی ہی محبت کرے جتنا کہ اپنی اولاد
سے، ماں ہونا آسان نہیں خان، بہت تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے یہ،
جانتے ہو جب ایک عورت کے وجود سے ایک نیا وجود دنیا میں آتا ہے

نا تواس وقت کہتے ہے کہ عورت کا ایک پیر زمین اور دوسرا پیر آسمان

پر ہوتا ہے، اور میں نے تو یہ تکلیف سہی ہے یقیناً تمہاری ماں نے بھی

سہی ہو گی خان، مگر ماں کا اصل مطلب یہ نہیں کہ جو تمہیں پیدا کرے، بلکہ

جو تمہیں سنبھالے، اچھے برے کا فرق سکھائے تمہیں، جو تمہیں

معاشرے میں چلنے کے قابل بنائے، جس کو تکلیف ہوں جب تم

تکلیف میں ہوں، جو تمہیں لوگ کیا کہے گے یہ سکھانے کی جگہ یہ سکھائے

کہ غلط کیا ہے اور سہی کیا، جو تمہیں یہ نا سکھائے کے تم ایک مرد ہو تو یہ

تمہارا معاشرہ ہے اور تم عورت کو دباؤ بلکہ یہ سکھائے کے یہ معاشرہ تم

دونوں کا ہے اسے ساتھ مل کر چلاؤ۔ وہ دوست ہوں تمہاری، تم جھجکو

مت اسے کچھ بتاتے ہوئے۔ ماں ماں ہوتی ہے خان سگی یا سوتیلی نہیں ''

''ایک بات یاد رکھنا خان دنیا کا کوئی بھی رشتہ ماں، باپ، بہن، بھائی، دوست، سگے یا سوتیلے سے نہیں بنتا، ہر رشتہ دل سے بنتا ہے، جو تم سے مخلص ہے بس وہی تمہارا اپنا ہے۔۔۔۔ ورنہ باقی رہی بات ان رشتوں کی، تو ایک انسان دوسرے کو کس کس روپ میں دھوکہ دیتا ہے یہ صرف خدا بہتر جانتا ہے''

''اماں اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو دو گے مجھے؟'' نجانے کیوں مگر انہیں اسکی آواز بھیگی لگی۔

''ہاں میری جان بولو'' وہ پیار سے بولی۔

''اماں مجھے تایا سرکار سے روشانے دلوا دے''

''خان!!!'' اماں تو اسکی فرمائش پر حیران رہ گئی۔

''پلیز اماں اگر آپ کو میں فلک جتنا ہی عزیز ہو تو دلوا دے ، میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے ، ڈر لگتا ہے کہ کوئی اور اسے چھین نا لے''

''میری جان میں ضرور تمہاری بات کرتی مگر تمہارے والدین تمہاری منگنی کر چکے ہیں''

''نہیں مانتا میں اس رشتے کو اماں پلیز میری خاطر پلیز اماں ، میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں آپ اسے مانگ لے نا میرے لیے'' وہ ضدی لہجے میں بولا۔

ٹھیک ہے میں بات کروں گی انسے" اسکو دلاسا دیتی وہ گویا ہوئی"

"آپ واقعی میں کرے گی نا" اسکی بات پر انھوں نے سر ہلایا جواب پر سکون سا ہوتا انکی گود میں سر رکھے سو گیا، جبکہ رخسانہ بیگم کی تو نیندیں اڑ چکی تھی۔

"تم روشانے ضرور ملے گی جونئیر، یہ میرا فلک خان کا تم سے وعدہ ہے" دروازے کی اوٹ میں کھڑی فلک فیصلہ کر چکی تھی، اپنے نمبر سے میسج ٹائپ کرتے، اماں سے پھر کبھی بات کرنے کا فیصلہ کیے وہ اب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

- -

صبح فجر کے وقت اسکی آنکھ کھلی، سائڈلیمپ آن کیے وہ وضو کی نیت سے واشروم میں چلی گئی، ابھی وہ سلام پھیرے دعا مانگ کر فارغ ہوئی تھی کہ اسکے موبائل کی بیپ بجی، جائے نماز تہہ کر کے اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے اسنے موبائل پر واٹس ایپ اون کیا، جسے دیکھتے ہی اسکا چہرہ روشن ہوگیا۔

"ملیحہ اقبال تم توگئی" کہتے ہی وہ باہر لان میں آگئی جہاں روشانے اس وقت تایا سرکار کے ساتھ واک کرنے میں مصروف تھی۔

"السلام علیکم !!" انکے پاس جاتے اسنے سوال کیا۔

''وعلیکم السلام!!'' دونوں کے جواب پر وہ انکے ساتھ چہل قدمی کرنے لگی، مزید آدھے گھنٹے کی واک کے بعد وہ اب تایا سرکار کے ساتھ لان میں لگے بینچ پر آکر بیٹھ گئی، جبکہ روشانے چائے بنانے چل دی۔

''روشانے کتنی بڑی ہوگئی ہے نا، وقت کتنی تیزی سے گزرتا ہے پتا ہی نہیں چلا'' اسنے بات کا آغاز کیا۔

''بڑی تو آپ بھی بہت ہوگئی ہے'' انھوں نے جواب دیا۔

''آپ نے روشانے کے حوالے سے کیا سوچا تایا سرکار'' اب وہ اصل بات کی طرف آنا شروع ہوئی۔

کیا مطلب'' اسکی بات پر وہ چونکے۔''

''مطلب کے وہ بڑی ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی ہوگئی ہے''

تو؟'' انہوں نے اصل بات جاننا چاہی''

تو یہ کہ اسکا رشتہ کرنے کا ارادہ بھی ہے یا نہیں؟'' اسکی بات پر وہ ہنس دیے

''کر لے گے لیکن پہلے آپکا فرض تو خیر و عافیت سے پورا کرے''

"میری فکر مت کرے آپ، اپنے لیے میں خود ڈھونڈ لوگی" مزے سے کندھے اچکائے، انگلی گھوری کو خاطر میں نا لائے وہ بولی۔

"آپ جانتی ہے کہ اس وقت آپ اپنے باپ سے مخاطب ہے" انہوں جیسے اسے جتلایا، مگر شاید باقی سب کی طرح وہ بھی بھول گئے تھے کہ سامنے بھی فلک خان ہے۔

"جی جانتی ہوں اور یہ بھی اچھے سے معلوم ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو اپنی اولاد کی خواہش کو انا کا مسئلہ بنا لے، آپکو یقین ہے مجھ پر اور میں اسے ٹوٹنے نہیں دوں گی" اسکی بات پر وہ پر سکوں ہوئے وہ واقعی میں نہیں چاہتے تھے کے جو کچھ رخسانہ کے ساتھ ہوا وہ کسی اور کے ساتھ بھی ہوں، انکے بچوں کو اپنا ہمسفر چننے کی اجازت تھی مگر

انھوں نے کبھی بھی انھیں اپنی حد سے نکلنے نا دیا اور نا ہی کبھی انکے بچوں سے ایسی کوئی کوشش کی۔

''پھر تو میں یہ جاننے کا حق رکھتا ہوں کہ وہ کون ہے؟''

''آپ اسے جانتے ہیں بہت اچھے سے''

ہمم''اسکی بات پر وہ صرف یہی کہہ سکے''

''مجھے کچھ چاہیے آپ سے تایا سرکار''

''کیا؟''

''خان کے لیے روشانے'' جتنے آرام سے اس نے کہا تھا اتنی ہی زوروں سے انہیں جھٹکا لگا۔

''شاید آپ بھول رہی ہے کہ خان کی کل رات ہی اسکی خالہ کی بیٹی کے ساتھ رضامندی سے منگنی کر دی گئی ہے''

''خان کی منگنی ہوئی مگر اسکی رضامندی سے ہوئی ہے یہ جھوٹ ہے، اور کیا ہوا اگر اسکی منگنی ہو گئی ہے شادی تو روشانے سے ہو گی''

''اور اگر میں انکار کر دوں؟'' انہوں نے پوچھا، لہجہ دھیما اور پر سکون تھا۔''

اسے دیکھ لے پھر نہیں کرے گے " کہتے ہی موبائل انکے سامنے کردیا، جس میں ملیحہ کی اسکی دوستوں کے ساتھ کلب میں کچھ تصاویر کھینچی گئی تھی، اور ساتھ میں ایک ویڈیو بھی تھی جس میں وہ ایک لڑکے کی گردن میں بازو ڈالے ناچنے میں مصروف تھی اور وہ دونوں شرمناک حد تک قریب تھے۔

" تم نے میرا وضو تڑوا دیا فلک بی بی " وہ بس یہی کہہ سکے جبکہ فلک دل کھول کر ہنسی۔

" تو اب کیا کہنا ہے آپکا؟ " اسنے سوال کیا

"آج سے ٹھیک چار سال بعد تمہارے بھائی کی برات میری بیٹی کے لیے اس گھر میں آئی ہوں" انہوں نے جواب دیا اور وہ مسکرا اٹھی۔

"مگر میں چاہتی ہوں نکاح ابھی ہوں" پر سکون طریقے سے اسنے ایک اور بم پھوڑا۔

"ابھی؟"

"ہاں بلکل آٹھ بجے تک ہمیں نکلنا ہے، ابھی چھ بجے ہیں، مسجد کا مولوی بلوائے اور کردے نکاح" اور وہ تو اسے دیکھ کر رہ گئے یعنی کے وہ پہلے سے ہی سب کچھ ڈیسائڈ کر چکی تھی، جبکہ وہ سانس بھر کر رہ گئے، ان

دونوں بہن بھائیوں کو سمجھنا بہت مشکل تھا، نجانے کس الٹی کھوپڑی کے مالک تھے یہ۔

اسے چھوڑو اپنا بتاؤ؟" انہوں نے بات بدلی "

میں کیا بتاؤ؟" انداز صاف مکرنے والا تھا۔ "

جانتی ہوں فلک جب اولاد جوان ہوجاتی ہے تو ماں باپ بوڑھے ضرور "ہوجاتے ہیں مگر عقل سے پیدل نہیں، اب شروع ہوجاؤ

''آپ کو کیا لگتا ہے؟'' اپنے بائے ہاتھ کی تیسری انگلی اٹھائے اسنے انہیں وہ انگوٹھی دکھائی اور کی تو آنکھیں باہر گرنے کو تھی، فلک خان شاید آج قسم کھا کر آئی تھی کہ وہ انہیں شاک پر شاک ضرور دے گی۔

''یہ کیا ہے فلک خان؟'' اب کی بار انکی آواز میں غصہ تھا۔

''میری منگنی کی انگوٹھی'' انکے غصے کا اثر لیے بنا وہ بولی۔

''شاہ سے'' اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتے وہ بول اٹھی، جس نے انکے غصے کو ٹھنڈا کیا

''آخر کار اسے عقل آ ہی گئی'' اب کی بار وہ مسکراہ کر بولے

''بلکل''

اگر وہ کسی اور سے شادی کرلیتا؟'' انہوں نے سوال کیا۔

''تو آپکا قتل مجھ پر واجب ہو جاتا''

''کیوں بھئی میں نے کیا کیا ہے''

اتنے بھولے مت بنے وہ آپ ہی تھے نا جنھوں نے مجھے بچپن سے یہی سکھایا ہے کہ میری شادی ہوگی تو صرف شاہ سے'' اسنے آبرو اچکا کر پوچھا تو وہ کھیسیانی ہنسی ہنسے۔

اچھے ویسے ایک بات تو بتاؤ؟ ''انکی آواز سرگوشی سے زیادہ نا تھی''

پوچھے '' اسنے بھی ویسے ہی جواب دیا''

''تم نے یہ بات کسی کو بتائی تو نہیں نا؟''

اگر کسی سے مراد بی ماں ہے تو بے فکر رہے '' اسکے جواب پر وہ اصل '' میں پر سکوں ہو گئے تھے۔

ویسے شکر ہے اس کھوتے (شاہ) کو عقل آئی ورنہ میں تو بوڑھا ہو چکا '' ہوں، اب کہا تمہارے لیے رشتے ڈھونڈتا پھرتا

''خیر اب اتنی بھی کوئی دیر نہیں کی اسنے اور نا ہی آپ کوئی خاص بوڑھے ہوئے ہیں''

''جب بیٹیاں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے نا تو ماں باپ اپنے آپ ہی بوڑھے ہو جاتے ہیں''

''خیر یہ چھوڑو یہ تمہاری بھابھی (روشانے) عرصہ ہوا چائے بنانے گئی تھی ابھی تک لوٹی نہیں''

''آپ بیٹھے میں دیکھ کر آتی ہوں بلکہ بیٹھے نہیں جا کر مولوی کو لائے ہمارے جانے میں صرف ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے'' کہتے ہی وہ اندر چل دی۔

- -

وہ جو اس وقت گہری نیند میں تھی موبائل کی بیپ پر اسنے ہاتھ مار کر موبائل اٹھایا اور وہ جو سوئی ہوئی آنکھوں سے موبائل دیکھ رہی تھی اب کی بار اسکی آنکھیں مکمل طور پر کھل چکی تھی، اسکی کل رات کی کلب کی ویڈیو کسی پرائویٹ نمبر سے اسکے موبائل پر سینڈ کی گئی تھی، مگر اصل کہرام تو اس وقت اکمل خان کے گھر میں مچا تھا، وہ جو ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے اخبار کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے، موبائل پر سینڈ ہوئی اس ویڈیو نے تو انکے اصل معنوں میں ہوش اڑا دیے تھے، انکی ہونے والی بہو اور یہ کرتوت، انہوں نے صاف صاف الفاظ میں ملیحہ کے گھر فون کر کے رشتے سے معذرت کرلی تھی اور وجہ پوچھنے پر صرف اتنا ہی بتایا کہ

اپنی بیٹی سے ہی پوچھ لے ، نتاشہ بیگم کو اتنی تزلیل کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی ، زندگی کا گھیراؤان پر تنگ ہورہا تھا جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی ، اکمل خان ابھی بھی غصے میں تھے جب جمیل خان کے گھر سے آنے والی کال نے جو خبر انہیں سنائی اسنے انکے رہے سہے اوسان بھی خطا کردیے اور انہوں نے نتاشہ بیگم کو فورا گاڑی میں بیٹھنے کا حکم دیا اور گاڑی جمیل خان کے گھر کی طرف موڑدی ۔

- - - -

گھر کے تمام افراد اس وقت ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے ، جہاں نتاشہ بیگم کا غصے سے برا حال تھا وہی رخسانہ بیگم خوشی سے پھولے نا سما رہی

تھی انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ خان کی بات جمیل خان سے کیسے کرے مگر جب جمیل خان نے خود خان سے یہ خواہش ظاہر کی تو انکی خوشی کی کوئی انتہا نا رہی، یہی حال خان کا بھی تھا اسے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب اچانک کیسے ہوا، کیا دعائیں یوں بھی پوری ہوتی ہے؟ وہ اسکی بننے جا رہی تھی جس کی دل نے خواہش کی تھی بس تھوڑا سا انتظار۔

''تو تم کیا کہتے ہوں اکمل خان؟''جمیل خان نے انسے سوال کیا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں بھائی جان جیسی آپ سب لوگوں کی مرضی اور اگر میری اولاد کی خوشی ہے اس میں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں'' اکمل خان کی بات پر جہاں باقی سب پر سکون ہوئے تھے وہی نتاشہ بیگم پہلو بدل کر رہ گئی وہ کسی بھی طرح خان کو اس خاندان سے جڑتے دیکھنا نہیں چاہتی

تھی، مگر اس وقت انہیں سب کچھ اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔

''مگر روشانے کا کیا؟ میرا مطلب اسکی بھی تو کوئی مرضی ہو گی نا اب ایسے ہم اس بچی کے ساتھ تو زیادتی نا کر دے نا'' نتاشہ بیگم نے آخری پتا پھینکا۔

''فکر مت کروں چھوٹی بہو، روشانے ہماری بیٹی ہے اور اسے کسی بھی قسم کا کوئی انکار نا ہو گا'' جمیل خان شاید سمجھ چکے تھے اسی لیے بول اٹھے، اور اکمل خان جو نتاشہ بیگم کی بات پر غور کرنے لگے جمیل خان کے جواب پر ایک دم پر سکون ہو گئے۔

تو بس یہ طے پایا ٹھیک پندرہ منٹ بعد ہم دلاور اور روشی کا نکاح کر دے گے، کسی کو کوئی اعتراز؟ ''جمیل خان کے پوچھنے پر جب کوئی نا بولا تو وہ پر سکون ہو گئے۔ ''

- -

باہر کے معملات سے بے خبر وہ اس وقت بیڈ پر بیٹھی فلک کے ساتھ اسکی پیکنگ میں مصروف تھی جب تایا سر کار اچانک دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئے۔

'' ہماری بیٹیاں کیا کر رہی ہے؟ '' اندر آتے انہوں نے سوال کیا۔

''بابا دیکھے ناآپی کو یہ جا رہی ہے ابھی انہیں آئے دن ہی کتنے ہوئے تھے آپ انہیں کہے نا کچھ دن رک جائے'' وہ منہ بناتے بولی جس پر جمیل خان ہنس دیے جبکہ فلک اب اپنے بیگ کی زپ بند کرنے لگی۔

''تایا سرکار میں باہر ہوں آپ آجائے گا اسے لیکر، اور سنو یہ تمہارے لیے''جمیل خان کی طرف متوجہ ہوئے انہیں کہتے ہی اسنے لال رنگ کا ڈوپٹا اسکے سامنے رکھا اور باہر چل دی، جبکہ وہ تو حیرانگی سے اس ڈوپٹے کو دیکھنے لگی اور پھر سوالیہ نظروں سے اسنے جمیل خان کو دیکھا، جواب ایک لمبی سانس کھینچ کر اسکے برابر میں بیٹھ گئے۔

''روشانے آپ اپنے بابا سے محبت کرتی ہوں نا؟'' انہوں نے مان سے پوچھا۔

''جی بابا سب سے زیادہ'' وہ انکے گلے لگے خوشی سے چہکی۔

''تو اپنے بابا کی ایک بات مانوگی؟'' انہوں نے سوال کیا۔

''میں ہرگز بھی کچن کے کام نہیں کروں، میں نے چائے سیکھ لی ہے بس وہی بہت ہے'' وہ ہاتھ اٹھا کر بولی وہ یہی سمجھی تھی کہ انہیں بی ماں نے کوئی پٹی پڑھائی ہے اسکے نکمے پن پر۔

''نہیں میری جان ایسا کچھ نہیں چاہیے''

’’پھر ٹھیک ہے آپ جو مرضی کہے گے میں مان لوگی‘‘ وہ آرام سے گویا ہوئی۔

’’جان میں چاہتا ہوں کہ آپ کی شادی خان سے ہو جائے‘‘

’’کیا!!!!!!!!!!‘‘ جتنے آرام سے انہوں نے بات کی تھی اتنی زور سے وہ چیخ اٹھی۔

’’نہیں ہرگز نہیں‘‘ سر دایئں بایئں ہلائے وہ بولی۔

’’میری جان ایک بار بابا کی بات تو سن لو‘‘ اسے اپنے پاس بٹھاتے وہ بولے۔

''مگر بابا۔۔۔۔۔۔۔۔''

''صرف ایک بار''

ٹھیک بولیے'' اجازت تو دے دی اسنے البتہ نظریں نیچی تھی۔''

میں جانتا ہوں آپ کو خان پسند نہیں مگر وہ بہت اچھا ہے میری جان،'' آپ صرف اس وقت اپنے بابا جان کی خاطر ہاں کر دے'' وہ امید سے بولے۔

مگر بابا وہ، وہ بہت غصہ کرتے ہیں، مجھے بہت ڈر لگتا ہے ان سے ''''
کہتے ہی اسکی ہچکی بند گئی۔

''اچھا پھر ایسا کرتے ہیں ابھی صرف نکاح کر دیتے ہیں، شادی تب کرے گے جب خان آپ کو اچھا لگے گا'' وہ اسے لالچ دیتے بولے، وہ جانتے تھے وہ ہاں کر دے گی، روشانے جتنی بڑی سہی مگر اسکی نظر میں شادی کا مطلب مہندی، برات اور ولیمہ تھا جس میں نکاح کا مطلب اسے چھو کر بھی نہیں گزرتا تھا۔

''اور اگر وہ مجھے اچھا نا لگا'' منہ بنائے وہ بولی

''تو پھر جو آپکی مرضی''۔

''ٹھیک ہے مگر میں صرف نکاح کروں گی شادی نہیں'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

جہاں اسکے اقرار پر جمیل خان نے سکون کا سانس لیا، وہی دروازے کے باہر کھڑے خان کا چہرا روشن ہوگیا اور ساتھ ساتھ اسے روشانے کی نکاح کرنے اور شادی نا کرنے والی بات پر بھی خوب ہنسی آئی، مگر اسنے ہاں کردی تھی یہی کافی تھا اسکے لیے۔

- -

کمینے ، بیغیرت ، چول انسان تو ، توشادی کررہا تھا اور بھی ہمیں بتائے ''
بنا ، ہمارے بغیر '' وہ جو کمرے میں بیگ لانے کی نیت سے گیا تھا ،
اچانک حملے پر بھونچکا کر رہ گیا جو شایان نے اس پر کیا ۔

'' تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہوں ؟ '' وہ انہیں دیکھ کر حیران رہ گیا ۔

'' ہاں بھئی تمہیں کیا ہم سے وہ تو بھلا ہوں فلک کا جس نے ہماری دوستی
کی لاج رکھ لی ، خبیث انسان '' شایان چڑ کر بولا ، اور دوبارا اس پر جھپٹا
اسطرح کے وہ اب پورے کا پورا خان کے اوپر تھا ۔

'' اسے کے اوپر سے ہٹ جاؤ شایان ، یہاں کسی کو بھی تم لوگوں کا دوستانا
دیکھنے کا شوق نہیں ہے '' دروازے سے ٹیک لگائے بیزار سے انداز

میں بولی، جہاں اسکی بات پر شایان اور دلاور شرمندہ ہو کر رہ گئے، وہی شاہ بنا کسی کا لحاظ کیے اسے گھورنے لگا۔

اور تم جلدی نیچے آؤ قاضی صاحب آ گئے ہیں" خان کو کرتے شاہ کو" اگنور کیے وہ وہاں سے چل دی، اور خان بھی اسکے پیچھے چل دیا، جبکہ شاہ کی نظریں بھی اسکے پیچھے گئی۔

میرے بھائی تجھے کیا زیادہ صدمہ لگ گیا ہے خان کے نکاح کا؟" اسکے" کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ بولا۔

ہاں کیا؟" شاہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔"

"کچھ نہیں نیچے چل نکاح شروع ہونے والا ہے" یہ کہتے ہی وہ اسے لیے نیچے چل دیا جہاں ایک صوفہ پر قاضی صاحب بیٹھے تھے جن کے دائے طرف خان جبکہ بائے طرف روشا نے فلک کے دیے گئے لال ڈوپٹے کا گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی۔

"مبارک ہوں تمہیں میرے یار" نکاح ہوتے ہی سب بڑوں سے ملنے کے بعد اب وہ شاہ سے گلے ملے تھا، اسکے چہرے پر مسکراہٹ نہیں تھی مگر چہرا اب پر سکون تھا۔

''تو کیسا محسوس کر رہے ہوں دولہے راجہ'' اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے شایان بولا۔

''بچپن کی محبت ملنے پر کیسا محسوس کرنا چاہیے؟'' جواب فلک کی طرف سے آیا تھا۔

''فضول بکواس مت کروں'' وہ سپاٹ چہرے سے گویا ہوا۔

''فضول بکواس؟ ٹھیک کہا وہ تو میں ہوں نا جس نے ابھی تک روشانے کی تتلی والی پونیاں سنبھال رکھی ہے؟'' ایک آبرو اچکاتے، چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لیتے ہوئے وہ بولی، جبکہ خان کا چہرہ سرخ پڑ گیا، اسکی نظر بے ساختہ ہی روشانے پر پڑی جو اپنے فراک کو اپنی مٹھیوں سے زور

سے بھینچے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی، گھونگھٹ کی وجہ سے کوئی دیکھ نا سکا مگر اسکی بند مٹھیوں کی گرفت کو وہ بہت اچھے سے محسوس کر چکا تھا۔

''سنو اسے کمرے میں لے جاؤ'' فلک کو دیکھتے وہ بولا، جو شائد سمجھ چکی تھی اسی لیے اسکی طرف بڑھی۔

''روشانے اپنا ہاتھ آگے کروں'' اس سے پہلے کے وہ روشانے کو اندر لیجاتی اماں اس کے برابر میں آبیٹھی انکے ہاتھوں میں ایک ڈبہ تھا جس پر سب نے انھیں سوالیہ نظروں سے دیکھا، جبکہ نتاشہ بیگم نے تو خود کو یہاں ہوتے ڈرامے سے دور رکھنے کی ہر ممکنہ کوشش کی تھی۔

"بیٹا ہاتھ آگے کروں" بی ماں نے آگے بڑھ کر اسکی بند مٹھیوں کو آزاد کروایا اور اسنے ہاتھ آگے کر دیا۔

"یہ میری بہت خوبصورت، معصوم اور پیاری سی بیٹی کے لیے" اسکے ہاتھوں میں کنگن پہناتے وہ بولی۔

"جانتی ہو روشا نے یہ کنگن نا میری اماں نے مجھے دیے تھے، یہ چار کی جوڑی تھی، تو دو فلک کے اور دو تمہارے" اسکے دوسرے ہاتھ میں کنگن پہنائے اب وہ بولی، انکی اس حرکت پر جہاں باقی سب کے چہروں پر مسکان آئی وہی نتاشہ بیگم کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا۔

شائد تم بھول رہی ہوں رخسانہ کے خان میرا بیٹا ہے تمہارا نہیں اور تم لڑکی فورا کنگن اتارو'' رخسانہ بیگم کو ڈپٹی وہ جارحانہ انداز میں روشانے سے گویا ہوئی اور وہ تو انکے ڈر سے کانپتے ہاتھوں سے کنگن اتارنے لگی۔

''تم یہ کنگن ہرگز نہیں اتاروگی'' اس سے پہلے کے وہ کنگن اتارتی خان کی سرد آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

'''اور ایک بات ماما، ماں سگی یا سوتیلی نہیں ہوتی، ماں ماں ہوتی ہے'' اسنے اماں کے کل رات کے الفاظ نتاشہ بیگم کو لوٹائے، جبکہ وہ تو اپنے بیٹے کی رخسانہ بیگم کے لیے اس قدر حمایت پر حیران رہ گئی۔

"خان ٹھیک کہہ رہا ہے بیٹا آپ کو کوئی ضرورت نہیں ہے یہ کنگن اتارنے کی" نتاشہ بیگم کو گھوری سے نوازتے وہ روشانے سے بولے اور نتاشہ بیگم کو تو جیسے یقین نا آیا، آج نا صرف انکے بیٹے بلکہ انکے شوہر نے بھی اس عورت کی حمایت کی تھی جس سے وہ سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی، انکی آنکھیں غصے سے لال انگارہ ہو چکی تھی۔

- -

"دونوں ماں بیٹا ایک جیسے ہے، پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں خود کو یا اللہ میں کیا کروں" کمرے میں آتے ہی ڈوپٹا بیڈ پر پھینکے، ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے کنگن اتارتے وہ خود سے بولی۔

"یا اللہ کیا ہوگا اب" وہ روہانسی ہوئی۔

"اب تو کچھ نہیں ہوسکتا مگر آگے کی میں گارنٹی نہیں دے سکتا" اسکے بلکل پیچھے کھڑے ہوئے وہ بولا۔

"ہائے اللہ جی" جب کے اسکی تو چیخ نکل گئی ،جواب محبت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ اٹک اٹک کر بولنے لگی۔

"اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں" اسے نظروں کے حصار میں رکھے وہ بولا۔

دیکھ۔۔ دیکھے آپ یہاں سے جائے ورنہ میں فلک آپی کو بلاؤ گی'' اسنے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے دھمکی دی اور وہ جو اسے حفظ کرنے میں مصروف تھا فلک کے زکر پر جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

''اچھا بلالو'' تپا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولا۔

''دیکھیے آپ''

''ششش'' اس پہلے وہ کچھ بولتی اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے چپ کروایا، اور روشانے کو تو اصل معنوں میں ہزار والٹ کو جھٹکا لگا، اس سے پہلے کے وہ پیچھے ہوتی اسکا چہرا آئینے کی طرف کیے اسکے پیچھے سے اپنا حصار قائم کیے وہ آئینے کی طرف دیکھنے لگا۔

دیکھو کتنے مکمل ہے نا ہم ساتھ میں '' انگلی سے آئینے کی طرف اشارہ کیے وہ بولا، اور وہ جو خود کو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی اسکے تعاقب میں آئینے میں دیکھا تو نظریں ایک پل کو رک سی گئی، کتنے ہی پل وہ یونہی آئینے میں دیکھتی رہی، جبکہ خان اب اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسکے دیکھنے میں مگن تھا۔

روشانے ''کچھ پل کے بعد وہ بولا''

''ہمم''

"میں پوری کوشش کروں گا کہ میں تمہیں اچھا لگوں، تاکہ پھر مجھ سے شادی کرنے کو تیار ہو جاؤ" اسکے کان کے بلکل پاس اسنے سرگوشی کی، جبکہ اسکی اس قدر نزدیکی پر وہ خود میں سمٹ کر رہ گئی، اسے اپنے بازوؤں کے حصار سے آزاد کروائے اب اسنے اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔

"میرا انتظار کروں گی نا، مجھے موقع دوں گی نا؟" اسکا گال سہلاتے بہت آہستہ سے اسنے سوال کیا، اور وہ جو اس نئے جادو کے زیر اثر تھی سر ہلا کر رہ گئی، جبکہ وہ مسکراہ اٹھا اور اپنا حق استعمال کرتے ہوئے اسکے ماتھے پر محبت کی پہلی نشانی چھوڑتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوا۔

"اپنا خیال رکھنا" اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ اسکا ہاتھ بے ساختہ اپنے ماتھے پر گیا، اور کتنی ہی دیر وہ اس نئے احساس کے زیر اثر رہی جو اسنے زندگی میں پہلی بار محسوس کیا تھا۔

- -

"سو مسز اکمل خان کیسا محسوس کر رہی ہے آپ" انہیں لاؤنج میں اکیلا بیٹھے دیکھ کر وہ انکے بلکل ساتھ جا کر بیٹھ گئی، جبکہ نتاشہ بیگم سے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔

"اووو، میں تو ڈر گئی" اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے وہ ان سے بولی جو اسے اس وقت آنکھوں سے ہی جلا دینا چاہتی تھی۔

''یاد ہے جب خان نے سورڈ آف اونر جیتا تھا، کیا کہا تھا آپ نے مجھ سے، ہاں یہی کہ فلک خان میں تم سے تمہارا سب کچھ چھین لوگی'' انہیں یاد دلاتے وہ بولی۔

''مگر دیکھے کیا ہوا آپ نے خود سب کچھ گنوا دیا، مجھے دلی افسوس ہے آپ کے لیے'' بے چارگی سا منہ بنائے، دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے وہ بولی، اور نتاشہ بیگم تو اصل معنوں میں جل بھن گئی۔

''تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔'' انگلی اٹھائے وہ بولی۔

نہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک بات میری اپنے دماغ میں اچھے
سے بٹھا لے ، جو جو کچھ آپ نے مجھسے اور میری ماں سے چھینا تھا نا وہ
سب اب واپس لوٹانے کا وقت آگیا ہے'' انگلی انگلی نیچے کیے اب وہ
سرد لہجے میں بولی

''ویسے ملیحہ سے کہیے گا وہ ڈانس کمال کا کرتی ہے'' وہی دل جلا دینی والی
مسکراہٹ لیے وہ بولتی اپنی جگہ سے اٹھی کیونکہ وہ خان کو روشانے کے
کمرے سے نکلتا دیکھ چکی تھی اور اب انکے چلنے کا وقت آچکا تھا ، جبکہ
نتاشہ بیگم کو تو اسکی بات سن کر کرٹوروں کا جھٹکا لگا تو اسکا مطلب وہ فلک
تھی جس نے ملیحہ کی وہ ویڈیو اکمل خان کو بھیجی تھی ، افففففف انکو پہلے ہی
سوچ لینا چاہیے تھا کہ انکی خوشیوں کا دشمن اسکے علاوہ اور کون ہو سکتا
ہے۔

- -

''اپنا خیال رکھنا تم دو نوں اب پتا نہیں کب ملاقات ہوں'' ان دو نوں کو گلے سے لگائے وہ بولا۔

''تم بھی اپنے خیال رکھنا'' شاہ نے کہا تو خان سے تھا مگر نظریں فلک پر تھی، جو اسکی بات سن کر مسکراہ دی اور نظریں جھکا گئ۔

سب لوگوں سے مل کر وہ دو نوں اب گاڑی میں بیٹھے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے، جب کسی احساس کے تحت اسنے سائڈ مرر میں دیکھا جہاں دوازے کی اوٹ میں اسے لال آنچل لہراتا نظر آیا اور ساتھ ہی وہ

آنکھیں بھی جو چوری چھپے انہیں جاتے دیکھ رہی تھی جس سے اسکے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ آگئی۔

"اگر تمہاری آنکھوں کی گستاخیوں کی وجہ سے میرا ایکسیڈینٹ ہوا نا تو یاد رکھنا جونیئر تمہاری بیوی کو بیوہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی" وہ جو اسکے برابر والی سیٹ پر بیٹھی تھی کوفت بھرے لہجے میں بولی، جبکہ خان نے صرف گھوری سے کام لیا۔

"ایک تو تم اور تمہاری ماں صرف آنکھیں دکھاتے رہنا لوگوں کو"۔

"معلوم ہے بہت خوبصورت ہوں میں اب اپنا دھیان روڈ کی طرف کرلو کیونکہ ہم مین روڈ پر آنے والے ہیں" اسے ویسے ہی اپنی طرف گھورتا

پا کر وہ بولی، جبکہ خان تو منہ ہی منہ کچھ بڑبڑائے دوبارا ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہوگیا۔

- -

"اچھا امی اب چلتا ہوں میں" اپنا بیگ پیروں میں رکھے وہ انکے آگے سر جھکا کر بولا، انہوں نے تسبیح پر کرا سکے اوپر پھونک ماری۔

"فی امان اللہ میری جان" اسکا ماتھا چومتے وہ بولی۔

"خالا، عائشہ کہاں ہے آپ" وہ جو اپنی ہی دھن میں بولتی اندر آرہی تھی اسے دیکھ کر راستے میں ہی رک گئی۔

''یہ ابھی تک یہی ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے گیا نہیں'' وہ خود سے بڑبڑائی مگر اس تک اسکی بڑبڑاہٹ ضرور پہنچ گئی تھی۔

''ارے بیٹا وہاں کیا کر رہی ہوں اندر آجاؤ''

''خالا وہ عائشہ کہاں ہے؟'' انکی بات کو نظر انداز کیے اسنے سوال کیا۔

''وہ تو کالج پڑھنے گئی ہے، ٹیسٹ ہے آج اسکا''

''اچھا چلیے پھر میں بھی چلتی ہوں شام میں آؤں گی'' یہ کہتے ہی وہ مڑ گئی۔

''اچھا امی اب مجھے بھی اجازت دے'' انکے ماتھے پر پیار کرتا وہ اسکے پیچھے بڑھا۔

''دل'' اسنے پکارا

''جی؟''

''کیسی ہوں، مطلب کے تمہاری چوٹیں کیسی ہے اب؟''

''وہ وہ تو بلکل ٹھیک ہے''

''تم نے مجھے معاف کردیا نا؟''

بلکل کر دیا، ویسے بھی آپ میری دوست کے بھائی ہے، جیسے آپ ''
عائشہ کے لیے ہے ویسے ہی میرے لیے، عائشہ کا بھائی میرا بھائی'' وہ
توکہہ کر جا چکی مگر پیچھے شایان کو یو لگا جیسے اسے کسی نے کرنٹ والے پانی
میں دھکیل دیا، اسکے دل کے سب ارمانوں پر یہ دل آویز بڑی مہارت
سے کرنٹ والا پانی چھوڑ کر جا چکی تھی۔

''وہ جو اسکے بھائی'' ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسکی تو میں!!!!!!!!!!! بھائی
بولنے پر حیران رہ گیا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کوئی بھاری چیز اسکے سر
پر پھوڑ دے۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"نیا دن ، نئے لوگ ، نئی جگہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پتا نہیں میں ان تینوں کے بغیر یہاں کیسے رہوں گا ، اور وہ تینوں اس وقت کیا کر رہے ہو گے ؟" وہ اپنی ہی سوچوں میں اکیڈمی کا راؤنڈ لگا رہا تھا ۔

جہاں خان اور فلک کی پوسٹنگ پنڈی ہوئی تھی ، وہی شایان کی سرگودھا اور شاہ کی پوسٹنگ کھاریاں کر دی گئی تھی ۔ فلک اور خان کو تو ایک دوسرے کا سہارا تھا ، جبکہ شایان تو تھا ہی سرگودھا جو انکے گھر جیسا تھا ، جبکہ شاہ خود کو سب سے الگ محسوس کر رہا تھا ، جب اسکی نظر سامنے آتے شخص پر پڑی وہ تو حیران رہ گیا تھا ، جبکہ یہی حال سامنے کھڑے وجود کا بھی تھا

‘‘صبا’’

‘‘ہارون’’

ایک لہجے میں خوشی تھی تو دوسرے کے لہجے میں حیرانگی، شاہ اسے دیکھ کر جتنا خوش تھا صبا اتنی ہی حیران۔۔

صبا کو تو کسی طور سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر ہارون شاہ کی شکل میں اسکی محبت کا امتحان کب ختم ہوگا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کے وقت وہ دونوں لان میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھیں، اماں اس وقت اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی جبکہ روشا نے اپنے کمرے میں بیٹھی کل کے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔

''جمیل ایک بات پوچھو؟''

جی بیگم بھلا آپ کو کب سے اجازت لینے کی ضرورت پڑ گئی؟'' وہ گویا ہوئے

کیا ہم نے روشا نے کے ساتھ ٹھیک کیا مطلب کے یوں اچانک اسکا نکاح وہ بھی خان کے ساتھ، کہی ہم نے اس کے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا نا؟'' آخر کار ڈر زبان پر آ ہی گیا۔

آپ کیوں فکر کر رہی ہے بیگم؟ کیا آپ کو خان پسند نہیں؟'' انہوں الٹا سوال کر لیا

"نہیں جمیل ایسی بات نہیں ہے خان تو مجھے عزیز ہے بلکل فلک کی طرح مگر آج جیسے نتاشہ نے برتاؤ کیا، میرے دل میں بہت سے وسوسوں نے گھیرا کر لیا ہے"

"اووو تو یو کہے نا کہ بیٹی کی ساس سے مسئلہ ہے" چائے کا کپ ٹیبل پر رکھے وہ مسکراہ کر بولے۔

"جمیل آپ میری بات نہیں سمجھ رہے" وہ جھنجھلا کر بولی

"آپ کی بات ہم سمجھ چکے ہے بیگم سچ مانے تو نتاشہ کے رویے نے ایک پل کو تو ہمیں بھی ڈرا کر رکھ دیا، مگر پھر خان کا ہماری بیٹی کا ساتھ دینا، اسے عزت دینا ہمیں پر سکون کر گیا، اور آپ فکر نا کرے اللہ ہماری بچی کو دنیا کی تمام خوشیوں سے نوازے گا، اور پھر باقی رہے تقدیر کے فیصلے تو یہ خدا کے ہاتھ میں ہے" انہیں تسلی دیتے وہ بولے۔

"ہم سہی کہا آپ نے" حمدہ بیگم کو کسی حد تک سکون مل گیا تھا

''جی بلکل اور ویسے بھی فلک کبھی بھی روشانے کے لیے کوئی غلط فیصلہ نہیں لیگی''

''یہ تو آپ سچ کہہ رہے ہیں، ویسے فلک سے یاد آیا یہ فلک اور شاہ کا کیا قصہ ہے؟'' وہ اچانک بولی، جبکہ چائے پیتے جمیل خان کو تو اچھو لگ گیا۔

''قصہ؟ کیا مطلب ک۔۔کی۔۔کیس۔کیسا قصہ، کو۔۔کو۔کون سا قصہ''' انکی زبان لڑکھڑانے لگی

''اوہو آپ نے نوٹ نہیں کیا آج نکاح کے وقت شاہ کیسے فلک کو گھورے جارہا تھا اور فلک کا برتاؤ بھی عجیب تھا، مجھے لگتا ہے کہ ضرور انکے درمیان کچھ نا کچھ چل رہا ہے'' اگر وہ ایک پل کو بھی ساتھ بیٹھے اپنے ہمسفر کو دیکھ لیتی تو ضرور انکا شک مزید گہرا ہو جاتا کیونکہ اس وقت جمیل خان کے چہرے کا سارا خون نچڑ چکا تھا۔

کیا مطلب کیا چل رہا ہے؟ آپ بھی نا بیگم خا مخواہ میں پریشان مت ''
ہوئیے بچے ہیں ہو سکتا ہے آپس میں ویسے ہی کوئی مسئلہ ہوگیا ہو'' انہوں
نے بات سنبھالنا چاہی کیونکہ اگر انکی بیوی کو ذرا سا بھی شک ہو جاتا کہ
انکے درمیان واقعی کچھ چل رہا ہے اور چلانے والا انکا شوہر ہی ہے تو
اس وقت وہ یہاں چائے سے لطف اندوز ہونے کی بجائے قبر میں اپنا
حساب کتاب کروا رہے ہوتے۔

''ہاں ہو سکتا ہوں، مگر پھر بھی کچھ نا کچھ تو ضرور چل رہا ہے جو میرے علم
نہیں ہے''

''بیگم کیا باتیں لیکر بیٹھ گئی ہے آپ یہ بتائیے کے آپ نے اپنے
بیٹوں کو کال کر کے یہ خبر سنائی؟'' انہوں بات کا رخ موڑا جس میں وہ
کامیاب بھی ہو گئے۔

نہیں ابھی نہیں رات کو کروں گی تب وہ فری ہو گے" اب وہ پر سکون سے چائے پینے لگے، مگر بیچ بیچ میں ایک نظر اپنی بیوی پر بھی ڈال لیتے جو ابھی بھی کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔

- -

"!!صبا"

"ہارون؟"

ایک کے لہجے میں خوشی تھی تو دوسرے کے لہجے میں حیرانگی۔

کیسی ہوں؟" جوش اور خوشی سے ملے جلے تاثرات لیکر اسنے سوال کیا"

میں ٹھیک تم سناؤ؟" اسنے ہلکی سی مسکان لیے پوچھا"

میں بہت زیادہ خوش اور ٹھیک بھی" صبا نے ایک نظر اسکے چہرے پر ڈالی جو یوں روشن تھا جیسے اسنے دنیا فتح کرلی ہوں۔"

"اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے باقی سب کا بتاؤں دلاور اور شایان وہ کہا ہے اور تم یہاں اکیلے ؟" اسنے سوال کیا

"ملک تو سرگودھا میں ہے جبکہ خان پنڈی میں ہے، اور میں ویسے تو اکیلا ہوں مگر کسی کی یاد ہے ساتھ میرے" وہ اپنے خیالوں میں گم بولا۔

"ہمم تو اسکا مطلب کہ خان اور فلک ساتھ ساتھ ہے ؟" وہ پر سوچ انداز میں بولی۔

"فلک ہاں وہی تو" وہ پھر سے اپنے خیالوں میں گم بولا، جب صبا نے گلا کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"میر۔۔۔ میرا مطلب کے ہاں خان فلک کے ساتھ ہی ہے" وہ ہڑبڑا کر بولا اور صبا تو اسے ہی دیکھتی رہی کتنی خوشی تھی اسکے چہرے پر فلک کو سوچتے ہوئے، کتنا مٹھاس بھرا لہجہ تھا اسکا جب اسنے فلک کا نام اپنی زبان سے لیا تھا یو جیسے وہ اسے حفظ کرلینا چاہتا ہوں۔ تو مطلب کے

اسنے اسے پالیا تھا، اسے اسکی محبت مل چکی تھی، دل سے ایک کاش نکلی تھی کہ کاش وہ اسکا ہوتا، مگر صرف کاش

باتیں کرتے کرتے اب وہ میس آ گئے تھے اور ٹیبل پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ چکے تھے۔

گیس وٹ تمہارے لیے ایک دھماکے دار نیوز ہے میرے پاس ''وہ چہک کر بولا، ایک پل کو یوصبا کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا، مگر اگلے ہی لمحے وہ سنبھل گئی تھی اور خود کو کچھ بھی سننے کے لیے تیار کر چکی تھی۔

واٹ؟ ''لہجے میں حیرت لانے کی کوشش کرتے وہ بولی۔''

ہمارے خان کا نکاح ہوگیا ہے '' وہ خوشی سے بولا۔''

واٹ!!!!!! ''ابکی بار اسے سچ میں جھٹکا لگا۔''

نکاح خان کا کب، کیسے، کس طرح، کس سے '' اپنی جگہ سے اچھلتے، اسنے بنا سانس لیے سوال کیا جبکہ شاہ تو اسکی جلد بازی دیکھ کر

ہنس پڑا، صبا کو اسکی ہنسی دیکھ کر اپنا دل اپنے ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہوا، جسے اسنے ڈپٹ کر سلا دیا۔

''آرام سے، آرام سے سب بتاتا ہوں سکون سے یار'' اسنے اسے دلاسہ دیا، اور صبا اپنی جگہ شرمندہ ہوگئی، کیونکہ آس پاس کے سارے کیڈیٹس انہیں حیرانگی سے دیکھ رہے تھے جبکہ سینئرز غصے سے۔

''سوری سر'' صبا اپنے سینئرز سے سوری کرتی اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

''اٹ واز لاسٹ ٹائم'' ایک سینئر انگلی اٹھائے انہیں وارن کرنے لگا، جس پر وہ دونوں سر ہلا کر رہ گئے۔

''اب بتاؤ مجھے کون ہے وہ'' تجسس کے مارے ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے وہ تھوڑا آگے کو ہو کر بولی۔

''روشانے'' اسنے مسکراہ کر جواب دیا

''روشانے؟''

"ہاں روشانے خان کے تایا سرکار کی بیٹی"

خان کے تایا کی بیٹی؟ ویٹ آ منٹ کہی یہ وہی تتلی والی پونیاں، اور

لائٹس والے جوتوں والی؟" وہ آنکھیں پھیلائے، حیرانگی سے بولی، جبکہ

شاہ نے صرف مسکراہ کر سر ہلا دیا۔

اچھا پھر تو وہ بہت خوش ہوا ہوگا نا، تم سب چھوڑو یہ بتاؤ خان کا ری "

"ایکشن کیا تھا یہ بتاؤ مجھے

"ٹھیک تھا"

"کیا مطلب ٹھیک تھا؟"

ٹھیک تھا مطلب ٹھیک تھا" اسنے کندھے اچکائے "

"یہ کیا بات ہوئی مجھے تو لگا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے"

"محبت تو ہے مگر۔۔۔ وہ ہم سے چھپا رہا ہے"

کیوں؟" صبا کو اسکی بات عجیب لگی"

"وہ اس لیے کیونکہ خان نہیں جانتا تھا کہ ہم اسکی محبت سے واقف ہے"

تم سب چھوڑو یہ بتاؤ کہ یہ خان کی پونیوں والی لوسٹوری کا کیا قصہ ہے"""

وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی

"ہاہاہاہا۔۔ وووووہ، اب اسکے بارے میں کیا بتاؤں تمہیں اچھا غور سے سنو، تو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے ہیرو صاحب کا محلے کے کچھ لڑکوں سے جھگڑا ہو گیا تھا، کیونکہ وہ فلک اور روشانے کو کھیلنے نہیں دے رہے تھے، تو بس ہمارے خان صاحب کو چڑھ غصہ گیا اور ان لڑکوں سے انکی جھڑپ ہو گئی، خان اکیلا اور وہ پانچ، بہت مارا تھا انھوں نے خان کو، جب ہماری ہیروئن صاحبہ اپنی تتلی والی دو پونیاں ہلاتے، لائٹس والے جوتے پہنے، ہاتھ میں بلا پکڑے، ناک پر غصہ لیے ان لڑکوں کو مارنے لگی، مگر وہ پانچ سال کی تھی کتنا بچا لیتی، جبکہ فلک تو بی ماں اور تایا سرکار کو بلانے گئی تھی، جب ان میں سے ایک لڑکے کے دھکا دینے سے اس کا

سر پتھر سے ٹکرانے سے پھٹ گیا تھا، وہ دو ہفتے ہوش میں نہیں آئی تھی، بی ماں نے اسکا فراک، پونیاں اور جوتے پھینک دیے تھے جنہیں اور یہی گلٹ کب محبت میں بدلا اسے پتا نا چلا، وہ اکثر ان چیزوں کو نکال کر دیر تک دیکھتے مسکراتا رہتا، اسے لگا کہ ہمیں پتا نہیں ہو گا، مگر ہم بھی یاروں کے یار ہیں اسکی رگ رگ سے واقف ہیں ہم" دونوں بازو سینے پر باندھے وہ بولا

خان نے سنبھال لیا اور خود کو ذمہ دار سمجھنے لگا،

"واہ خان تو واقعی میں بہت محبت والا نکلا" صبا داد دیے بنا نا رہ سکی۔

"تو کیا روشا نے بھی اس سے محبت کرتی ہے؟" ایک اور سوال

"اب یہ تو ہم صرف دعا کر سکتے ہیں کے ہیروئن صاحبہ کو بھی اس سے محبت ہو جائے" لمبی سانس خارج کرتے وہ بولا

"اور اگر نا ہوئی تو؟"

خان ہے نا، جیسے شادی کی بجائے نکاح کیا ہے، ویسے ہی کیا پتا محبت "
"کی جگہ عشق کروا لے، سمجھ آئی؟
نہیں" اسنے نفی میں سر ہلایا"
مجھے بھی" اسکی اس بے تکی بات پر اب کی بار دونوں ہنسے"

- -

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

چار سال بعد
کافی شاپ میں بیٹھا بار بار گھڑی کی طرف نظر دوڑائے وہ ایک نظر دروازے کی طرف دیکھتا جہاں اسکے آنے کے کوئی آثار نا تھے، غصے میں اسنے اپنا سر جھٹکا، اور دوبارہ دروازے کی طرف دیکھا، جب کھولے عجلت میں وہ اسکی طرف بڑھی، اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر سکون سے پانی کا گلاس ٹیبل سے اٹھائے وہ لبوں تک لیجانے ہی لگا تھا جب اسکے

ٹیبل کے پاس پہنچتے اسکے جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے گلاس چھینا اور ایک ہی سانس میں غٹا غٹ پی گئی، اور اسکے تو حیرت کے مارے منہ اور آنکھیں دونوں کھلی کی کھلی رہ گئی۔

"سوری، سوری، سوری۔۔ رئیلی سوری میں بلکل بھول ہی گئی تھی کہ آج تم سے ملنا تھا" وہ اسے وجہ پیش کرنے لگی جو بلکل ہی بھونڈی تھی کیونکہ آج صبح ہی اسنے کال کر کے اسے ملاقات کے بارے میں یاد دلایا تھا۔

"سیریسلی تو تم بھول گئی جبکہ اسپیشلی میں نے تمہیں صبح کال کر کے بتایا تھا کہ مجھے تم سے ملنا ہے" اسنے اپنے غصے پر قابو پاتے اس سے پوچھا جو کہ اب مینیو کو الٹ پلٹ کرنے میں مصروف تھی۔

"افففف شایان سوری بولا نا کیا ہو گیا ہے، کیوں اتنی چھوٹی سی بات کا ایشو بنا رہے ہوں" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

ٹھیک ہے نہیں بتاتا ایشور ہو تم یہاں میں چلا خدا حافظ ''کہتے ہی اپنا والٹ اٹھائے وہ جانے لگا جب اسنے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

''اچھا سوری نا پکا آئیندہ سے ایسا نہیں ہوگا، پلیز دیکھو بھائی نہیں میرے۔۔۔۔۔'' کہتے ہی اسنے زبان دانتوں میں دبالی جبکہ وہ جو اسکے سوری بولنے پر اسے معاف کرنے لگا تھا اسے ایک بار پھر وہ پانی والا جھٹکا دینا میں کامیاب ہو چکی تھی۔

''بھائییی، اومائی گاڈ لائک سیریسلی بھائییی، دل آویز محترمہ کیا آپ مجھے یاد دلوائے گی کہ ہمارے درمیان کیا تعلق ہے؟'' دبی آواز میں غراتے ہوئے اب وہ بلکل اسکے سامنے بیٹھا پوچھنے لگا جبکہ وہ تو شرمندگی سے نظریں نا اٹھا پائی۔

''میں جواب کا منتظر ہوں'' اسنے یاد دلوایا اور اسے دیکھنے لگا جو آنکھوں میں خفگی لیے اب اسے گھور رہی تھی

جواب دوں'' اسکی گھوری کی پرواہ کیے بغیر اسنے مضبوط لہجے میں ''

دوبارہ سوال کیا۔

دل آویز ملک'' وہ ہلکی سی آواز میں بولی'

کیا کہا میں نے سنا نہیں'' وہ اپنا کان کھجاتے بولا''

دل آویز شایان ملک'' اب کی بار اسنے چبا چبا کر لفظ ادا کیے تھے، جس ''

سے شایان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ پڑی۔

تو پھر بھائی بلانے کی وجہ'' ایک آبرو اچکاتے اسنے پوچھا''

ہاں تو میں کیا کروں جب بھی ملتی ہوں تم سے قسم لے لو دل سے بھائی ''

کہنے کو دل چاہتا ہے اور ایک تم ہوں، دل سے بھائی مانا تھا میں نے

تمہیں اور تم نے مجھسے ہی شادی کرلی، سہی کہتی ہے دنیا تم مرد بہت

دوغلے ہوں'' وہ خفگی سے بولی جبکہ وہ اسکی شکایت پر ہنس دیا

تو یہ تمہاری غلطی ہے کہ تم نے مجھے بھائی سمجھا، جبکہ میں تو دل سے تمہیں اپنی بیوی ہی مانتا آیا ہوں، اور ہاں ہمارے نکاح ایک سال ہونے والا ہے اب اگر تم نے مجھے دوبارا غلطی سے بھی بھائی بلانے کی کوشش کی نا تو دیکھ لینا، اب تمہارے اس بھائی کے چکر میں پھر چالیس دن کھانا کھلانا پڑے کا مجھے" نفی میں سر ہلاتے وہ بولا، جبکہ وہ اسکی بات پر کھلکھلا کر ہنسی۔

شایان اور دل کا نکاح بھی کچھ عجیب ہی تھا ایک بار جب وہ چھٹیوں میں گھر آیا تو دل کے دادا نے اسپیشلی اسے اپنے گھر بلوا کر دل کے لیے کوئی رشتہ ڈھونڈنے کو کہا اور یہ بھی کہ وہ بلکل دل کے بھائی کی طرح ہے اور دل بھی اسے اپنا بھائی ہی مانتی ہے، دادا جی تو کہہ چکے مگر شایان کا دل چاہا کہ وہ دونوں دادا پوتی کا انکاؤنٹر کردے جو اسکے معصوم دل کے ساتھ بڑی بے رحمی سے کھیل رہے تھے، دادا جی کے سامنے تو وہ سر ہلا کر رہ

گیا مگر گھر جا کر سب سے پہلا کام اسنے اپنی امی سے اپنے اور دل کی شادی کی بات کی تھی وہ چاہتا تھا کہ اب کی بار وہ یہ نیک کام کر کے ہی جائے اسی لیے اسی روز اپنی امی کو منگنی کی انگوٹھی پکڑائے، اور مٹھائی کی ٹوکری ہاتھ میں تھمائے وہ چہرے پر شرافت سجائے دوپہر کے وقت انکے سامنے تھا اور ان دونوں کو بنا کچھ سمجھنے کا موقع دیے دل آویز کے پہنا آیا، مگر ملک صاحب نے صرف اسی پر ہاتھ میں اپنے نام کی انگوٹھی اکتفا نا کیا بلکہ اگلے دن اپنے دونوں ساتھیوں اور قاضی سمیت پھر آن پہنچا، جب دل کے دادا نے وجہ پوچھنا چاہی تو نہایت معصومیت سے جواب آیا "آپ کو تو پتا نہیں عزرائیل کب لینے آجائے اور میں بیچارا منگنی پر ہی رہو، آپ نے تو مر ہی جانا ہے آج نہیں تو کل اور اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو میری منگ نے تو اگلے پانچ سال آپ کی یادوں میں آنسو بہانے میں گزار دینے ہیں تو میرا رشتہ تو خسارے میں چلا گیا نا، اور اب

اگر نکاح ہوجاتا ہے اور آپ کل کلاں کو اللہ حافظ ہو بھی جاتے ہیں تو اس بات کو تو یقین رہے گا نا مجھے کے چلو کوئی بات نہیں کیا ہوا جو مکان ڈھ گیا پلاٹ تو میرے نام ہی ہے نا'' اسکی اس قدر معصومیت اور صاف گوئی پر داداجان کا تو صدمے کے مارے برا حال ہوگیا جبکہ شاہ اور خان تو کے اس اس وقت زبردستی اپنی قہقے کا گلا گھونٹنے لگے، مگر دروازے پار کھڑی دل نے تو اتنی بھی کوشش نا کی اور منہ پھاڑ کر قہقہ لگایا۔

دل!!!'' داداجی کا تو صدمے کے مارے برا حال تھا''

سوری دادو'' مسکین سی صورت بنائے وہ بولی اور بلاآخر شایان ملک کی'' بات مان ہی لی گئی اور دل آویز شمشاد کچھ ہی پل میں دل آویز شایان ملک بن گئی جبکہ شایان کو تو دل اس وقت بھنگڑے ڈالنے کو چاہا جو اسنے ڈالے بھی جس میں دل نے اسکا بھرپور ساتھ دیا، جبکہ باقی سب نے تو دل سے انکی خوشیوں کی دعائیں کی تھی۔

''او ہیلو میڈم کہا کھو گئی ؟ '' اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائے وہ بولا،

اور وہ جو اپنی دنیا میں گم تھی اچانک ہوش میں آئی

''نہیں کہی نہیں '' سر نفی میں ہلائے وہ بولی

''تو تم کب جا رہے ہوں ؟ '' اسنے پاستا کا بائٹ لیتے ہوئے پوچھا

''کل ''

''اور پھر کب آؤ گے ؟ '' اسنے ساتھ ہی سوال کر ڈالا

''کیوں تم مجھے یاد کروں گی ؟ '' شرارت سے اسنے سوال کیا

''بہت زیادہ '' اسکے جواب پر شایان نے ایک لمحہ رک کر اسے دیکھا جسکا موڈ اچانک آف ہو چکا تھا

''اوئے کیا ہوا ہے ؟ '' اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اسنے دھیرے سے پوچھا

''میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی شایان '' اسکی آواز میں اپنے آپ ہی نمی گھل گئی۔

دل کیا ہوا ہے ایسے کیوں بول رہی ہوں '' اب کی بار وہ واقعی میں ''
پریشان ہو گیا تھا
مجھے بہت ڈر لگتا ہے شایان، روزانہ جب کسی چینل پر میں یہ نیوز چلتے ''
دیکھتی ہوں نا کہ فلاح جگہ فلاح فوجی نے شہادت حاصل کی، وہی جہاں
ایک طرف میرا دل ہماری آرمی کے لیے محبت سے لبریز ہوتا ہے وہی
دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ اگر کبھی تمہارے متعلق مجھے ایسی خبر ملی تو کیا
میں سہہ پاؤگی '' اسکی آواز رندھ گئی تھی
اوئے کیا ہوا ہے ایسے کیوں سوچ رہی ہوں، اور اگر کبھی تمہیں ایسی ''
خبر ملے گی تو تم خود پر فخر محسوس کروں گی تم میرا یقین کروں '' اسکے پاس
بیٹھتے اسے اپنے ساتھ لگائے وہ پیار سے سمجھانے لگا۔
'' مگر شایان۔۔۔۔ ''

''ششش بس اب کچھ نہیں سوچنا ایسا ویسا اوکے'' اسے یونہی اپنے
ساتھ لگائے وہ بولا
''ویسے مجھے نہیں پتا تھا کہ میری دل مجھ سے اتنی محبت کرتی ہے'' وہ
دوبارا شرارت سے بولا
''تو تمہیں کوئی شک ہے میری محبت پر؟'' اسکے کندھے سے سر اٹھائے
چہرے پر خفگی لائے اسنے پوچھا، جس پر وہ ہنس دیا
''نہیں بلکل بھی نہیں بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ میری دل ہر وقت مجھسے
اظہار محبت کرتی رہے'' محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے وہ بولا
''تو سنو فلائنگ لیفٹیننٹ شایان ملک تمہاری دل تم سے بے تحاشہ، حد
سے زیادہ، دیوانوں جیسی محبت کرتی ہے'' اسکی آنکھوں میں آنکھیں
ڈالے اسنے اظہار کیا جس پر وہ سرشار سا ہوگیا، یہی تو ایک بات تھی جو
اسے دل میں اچھی لگتی تھی، وہ اس سے اپنی محبت کا اقرار کرنے میں نا

جھجکتی تھی اور ناہی شرماتی تھی وہ اسے ناصرف اپنے عمل بلکہ اپنے لفظوں سے بھی اپنی محبت کا یقین دلاتی تھی جو اسکے لیے بہت تھا۔

- -

- - - - -

تھکی ہاری وہ اس وقت اپنی ڈیوٹی سے واپس اپنے کمرے میں آئی تھی، کیپ اتار کر ٹیبل کنارے رکھتے اسنے پانی گلاس میں ڈالے غٹا غٹ اسے پی لیا اور ساتھ ہی اپنا موبائل اون کیا جہاں روشانے کی ڈھیڑوں مسڈ کالز اور میسجز دیکھ کر اس کے لب اپنے آپ ہی مسکراہ اٹھے اور اسنے فورا کال بیک کی جو تیسری گھنٹی پر اٹھالی گئ۔

"بہت بہت شکریہ آپ کا ہم غریبوں کو کال کرنے کا، فائنلی آپ کو بھی یاد آہی گیا کہ ہمارا آپ سے کوئی رشتہ ہے، ورنہ کہاں آپ جیسی مصروف عوام اور کہاں ہم جیسے ویلے بندے، لیکن چلے کوئی بات نہیں

آپ نے اپنی اس لائف میں سے دو گھڑی نکال کر ہمیں کال کر لی ہمارے لیے یہی بہت ہے'' اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی دوسری طرف سے وہ شروع ہو چکی تھی اور اسنے جو اپنے لب کھولے تھے اب انہیں بند کیے مسکراتے اسکی سننے لگی

''السلام علیکم'' اسنے سلام کیا جس پر روشا نے شرمندہ سی ہو گئی

''وعلیکم السلام'' اسکا شرمندہ سا جواب آیا

''کیا ہو رہا تھا؟''

''آپکا انتظار جہاں مجھے آپکی جگہ اس آدم خور کی شکل دیکھنے کو ملی'' خفگی سے جواب آیا

''بری بات روشی'' فلک نے تنبیہ کی

''کیا بری بات اور آپ کیوں نہیں آئی''

''یار چھٹی نہیں ملی'' اسنے معصومانہ سا جواب دیا

''ہاں بس میری دفعہ ہی نہیں ملتی اور وہ جو آپ کے ریان سر کی شادی تھی تب تو بہت آسانی سے مل گئی تھی''

''روشی بچے تم جانتی ہوں نا صبا نے کتنا اصرار کیا تھا آخر کو اسکے اکلوتے بھائی اور میرے سر کی شادی تھی تو جانا بھی ضروری تھا'' فلک نے جواز پیش کیا

''ہاں تو اب آپکے سر کی شادی کی وجہ سے میری شادی کی چھٹیاں تو گئی نا'' دوسری طرف وہ رو دینے کو تھی

''اچھا تم فکر نا کروں میں کچھ کرتی ہوں'' اتنے میں ہی دروازہ ناک کیے بیٹ مین اندر داخل ہوا، فلک نے موبائل پر ہاتھ رکھے آنکھوں کے اشارے سے اس سے پوچھا ''کیا؟''

''میڈم وہ ٹیکسی آدھے گھنٹے میں آجائے گی آپ فریش ہو کر آجائے'' مودّب سا جواب آیا

ٹھیک ہے میں آجاؤگی جاؤ" اسے بھیجتے ہوئے وہ دوبارہ کال کی طرف "
متوجہ ہوئی

آپ پکا کچھ کرے گی نا" روشانے ابھی بھی بے چین تھی "

ہاں بابا آئی ول ٹرائے، اچھا اب تم کال رکھو مجھے شاور لینے جانا ہے "
" ابھی ڈیوٹی سے واپس آئی ہوں

" اوکے ٹھیک ہے اللہ حافظ "

خدا حافظ" کہتے ہی اسنے ایک نظر اپنے بند بیگ کو دیکھا اور ایک مسکان "
اسکے چہرے پر در آئی بلآخر اب ہم ملنے والے ہے شاہ

کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" دروازے پر ناک کرتے اسنے اجازت چاہی "
ارے صبا تم آؤ نا تمھیں کب سے ناک کرنے کی ضرورت پڑ گئی" شاہ "
نے مسکراتے پوچھا جس پر وہ بھی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی

ہو گئی پیکنگ مکمل؟'' اسنے سوال کیا''

ہاں بس تھوڑی سی رہ گئی ہے'' کہتے ہی وہ اپنا بیگ پیک کرنے لگا''

جبکہ صبا کی نظر اس گھڑی پر پڑی جو شاہ نے اپنے فلک کے لیے ایک جیسی لی تھی

سنو'' گھڑی کو ہاتھ میں پکڑے اسنے پکارا''

ہاں'' وہ جو پیکنگ میں مصروف تھا اسکی طرف متوجہ ہوا''

اس بار جاؤ گے تو اپنے نام کر کے آنا اسے'' صبا کی بات سمجھتے وہ مسکرا دیا، ان چار سالوں میں صبا نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا، اسے شاہ کی محبت تو نا ملی مگر اسکی دوستی ضرور مل گئی اور وہ اسی میں خوش تھی، ایک وقت تھا جب وہ اسے اپنے جذبوں سے آگاہ کرنا چاہتی تھی، مگر پھر اپنی یک طرفہ محبت کی وجہ سے وہ دوستی جیسا خالص رشتہ نہیں کھونا چاہتی تھی اور اسنے شاہ اور فلک کی محبت کو ہر طریقے سے سپورٹ کیا تھا، وہ

خوش نا سہی مگر مطمئن ضرور تھی ، وہ فلک کی ان محرومیوں کا سوچتی تو

حیران رہ جاتی اسکے صبر پر اور پھر صبا نے بھی وہی کیا جو ایک مخلص

دوست کو کرنا چاہیے ۔۔۔۔۔۔ دوستی پر محبت قربان ۔۔۔۔۔۔ اور

اسکے اس فیصلے میں ریان نے اسکا بہت ساتھ دیا ، اپنی محبت سے

دستبردار ہونا آسان نہیں ہوتا مگر ریان کے سپورٹ اور فلک اور شاہ کی

خوشی سے اسے بہت ڈھارس ملی تھی اور اب وہ واقعی میں اپنے

دوستوں کے لیے خوش تھی ۔

اب کی بار میں فلک خان کو فلک ہارون شاہ بنا کر رہوں گا '' وہ صبا کو سنا ''

کم رہا تھا اور خود سے عہد زیادہ کر رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے فلک سے شادی کرنی ہے'' اسنے تو جیسے وہاں بیٹھے سب لوگوں کے سروں پر بمب پھوڑا تھا

''یہ کیا بکواس کرر ہے ہوں'' ایک رعب دار آواز اسکے کان سے ٹکرائی

''بکواس نہیں سچ ہے یہ میں فلک سے شادی کروں گا تو مطلب فلک سے ہی کروں گا'' یہ کہتے ہی راستے میں پڑے ٹیبل کو ٹھوکر مارتے وہ وہاں سے چل دیا جبکہ باقی سب حقہ بقہ اسکی پشت دیکھتے رہیں۔

''میرے بچے میری جان آخر کار تم لوگ آ ہی گئے، کتنا یاد کیا ہے میں نے تم لوگوں کو'' وہ کو ابھی گھر میں داخل ہی ہوئے تھے، حمدہ بیگم ان سے لپٹے انھیں پیار کرنے لگی، آخر کو دس سال بعد وہ اپنے بچوں کے چہرے دیکھ رہی تھی۔

بھائی!!!!!!!!!!!!!!''انہیں دیکھتے ہی روشا نے بھی سیڑھیوں سے چلاتے، نیچے بھاگتی انکے گلے لگ گئی

''بہت مس کیا میں نے آپ دونوں کو''ارمان، رومان کے گلے لگے وہ انہیں بتا رہی تھی جبکہ لہجہ غمگین تھا

''ہم نے بھی بہت مس کیا تمہیں''اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے ارمان بولا

''بلکل سہی کہہ رہا ہے ارمان''اب کی بار رومان اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے بولا۔

''کیسے ہوں بچوں؟''اب کی بار اماں آگے بڑھ کر ان سے ملی

''بلکل ٹھیک اماں آپ سنائے؟''ارمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا

''میں بھی بلکل ٹھیک میرا بچا''سادگی سے مسکراتے اسنے جواب دیا

''اوہوں اب انہیں بیٹھنے بھی دوں یا سب یونہی کھڑے ان سے سوال کروں گے؟''جمیل خان کی بات پر سب نے ہاں میں سر ہلایا

ارمان کے ساتھ روشانے چپک کر بیٹھ گئی جبکہ حمدہ بیگم رومان کے ساتھ بیٹھ گئی وہ سب اپنی باتوں میں مگن تھے جب اچانک رومان نے ارمان تو ٹھوکہ مارا، جیسے کہنا چاہ رہا ہوں بات کروں

مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے " ارمان گلہ کھنکھارتے بولا "

ہاں بولو بچے ؟ "جمیل خان نے گویا اجازت دی، جبکہ روشانے جو اسکے کندھے سے سر ٹکائے بیٹھی تھی اب چہرہ اوپر کیے اسے دیکھنے لگی

وہ مجھے ، دراصل مجھے آپ سب سے کہنے "

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوکے مجھے فلک سے شادی کرنی ہے "

اسنے ہمت کر کے اپنی بات مکمل کی

کیا کہا تم نے ؟ "جمیل خان کو تو جیسے یقین نا آیا "

مجھے فلک سے شادی کرنی ہے " اسنے تو جیسے وہاں بیٹھے سب لوگوں " کے سروں پر بمب پھوڑا تھا

''یہ کیا بکواس کر رہے ہوں'' انکی رعب دار آواز اسکے کان سے ٹکرائی

''بکواس نہیں سچ ہے یہ میں فلک سے شادی کروں گا تو مطلب فلک

سے ہی کروں گا'' یہ کہتے ہی راستے میں پڑے ٹیبل کو ٹھوکر مارتے وہ

وہاں سے چل دیا جبکہ باقی سب ہقہ بقہ اسکی پشت دیکھتے رہیں۔

''دماغ خراب ہوگیا ہے اس لڑکے، فضول جو بھی منہ میں آرہا ہے بولے

کا رہا ہے'' وہ سر جھٹک کر بولے

''کیوں آخر اس میں برائی کیا ہے اگر اسکی فلک سے شادی ہو جائے؟''

اب کی بار رومان تڑخ کر بولا

''بیٹا باپ ہوں میں تمہارا اور میں اچھے سے جانتا ہوں کہ تمہارے لیے

کیا سہی ہے اور کیا غلط''

''تو آپ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ لڑکی میرے بھائی کے قابل نہیں'' وہ طنزیہ

انداز میں بولا

نہیں میں ایسا نہیں کہو گا بلکہ یہ کہنا ٹھیک ہو گا کہ تمہارا بھائی اسکے قابل ''
نہیں '' کہتے ہی وہاں سے اٹھتے وہ اپنے کمرے میں چلے گئے
میں کھانے کا انتظام دیکھ لو '' ماحول کو دیکھ کر رخسانہ بیگم نے وہاں ''
سے جانا ضروری سمجھا
رکو رخسانہ میں بھی آئی '' حمدہ بیگم بھی بنا کچھ کہے ان کے پیچھے چل دی ''
ہمم دیکھتے ہیں کہ فلک کی شادی ارمان کے علاوہ کس سے ہوتی ہے ''''
اپنے باپ کی پیٹھ دیکھتے رومان تنفر سے بولا جبکہ روشا نے کو رومان کی
اس بات نے اسے حیران کر دیا تھا۔
روشی بچے میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں میرے لیے ایک کپ ''
چائے بنا دو '' رومان نے روشا نے کو کہا جس پر وہ فقط سر ہلا کر رہ گئی۔

- -

- - - - - - - - - - -

تم بتاؤ تم کب آ رہی ہوں پھر؟" اسے اپنی سوچوں میں گم دیکھے شاہ "
نے اس سے پوچھو
"پتا نہیں چھٹی کے لیے اپلائی کیا تو ہے مگر مجھے مشکل لگتا ہے کیونکہ
بھائی کی شادی پر بھی لے لی تھی" اسنے جواب دیا
"چلو میں دعا کروں گا سی۔ او کور حم آجائے اور تمہیں چھٹی مل جائے""
اسکی بات پر وہ ہنس دی
"آمین" دونوں ہاتھ اٹھا کر آمین بولے اسنے چہرے پر پھر لیے۔جس پر وہ "
دونوں پھر ہنس دیے۔
"اچھا سنو اگر میں نا آسکی تو مجھے تصویریں بھیج دینا سمجھے" انگلی اٹھاتے "
وارن کرتے وہ بولی
"کوئی اور حکم مادام" اپنے سینے پر ہاتھ رکھے سر آگے جو جھکائے اس "
نے پوچھا، جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی

نہیں فلحال اتنا ہی کافی ہے ''احسان کرنے والے انداز میں وہ بولی''

- -

- - - - - -

ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے وہ سب اس وقت رات کا کھانا کھا رہے تھے ، کوئی بھی کسی سے بات نا کر رہا تھا ، سب ایک دوسرے سے نظریں چرائے تھے جب ایسے میں ایک آواز نے سکتہ توڑا

اسلام علیکم ایوری ون ''ڈائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اسنے سب '' کو سلام کیا ، جب گھر کے سب لوگ تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئے ، خاص طور پر ارمان ، وہ بہت عرصہ باہر رہا تھا ، بہت سی خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ اسکا اٹھنا بیٹھنا تھا مگر آج فلک کو دیکھ کر اسے حقیقت میں مشرقی خوبصورتی کا احساس ہوا تھا ، سر پر حجاب لیے ، میک اپ سے پاک وہ واقعی میں خوبصورت تھی یا اس وردی میں لگ رہی تھی وہ سمجھ نا سکا ، مگر

اب وہ واقعی فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ فلک سے شادی کر کے رہے گا، وہ اپنی ہی دنیا میں گم تھا جب روشانے کے چلانے پر وہ ہوش میں آیا۔

فلک آپی!!!!!!!!!!!''خوشی سے چلاتی وہ اسکے گلے لگ گئی، جبکہ فلک کے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا ہونے کا نام نا لے رہی تھی

''آرام سے بھئی کیا ہو گیا'' اسکے خود سے الگ کرتے وہ بولی، جبکہ اسکی اس بیتابی پر باقی سب مسکراہ دیے

''آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کو چھٹی نہیں ملے گی؟'' اسنے حیرانگی سے سوال کیا

''اچھا میں نے ایسا کچھ کہا تھا؟'' انگلی اپنی تھوڑی پر رکھے وہ سوچنے لگی

''آپی!!!'' روشانے چلائی

''اچھا اچھا سوری بابا سرپرائز دینا تھا تو کیسا لگا؟''

''بہت اچھا، بیسٹ سرپرائز'' خوشی سے چہکتے وہ پھر اسکے گلے لگی۔

بھئی ہمیں بھی تو ملنے دو ہماری بیٹی سے'' تایا سرکار کی بات پر وہ

روشانے سے الگ ہوتی اماں کی طرف بڑھی اور انسے لپٹ گئی

اماں'' وہ آنکھے بند کیے ان سے لپٹی رہی جبکہ روشانے اور تایا سرکار

محبت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھتے رہے۔

کیسے ہیں آپ تایا سرکار'' اماں سے علیحدہ ہوتے ہی وہ انکی طرف بڑھی

بلکل ٹھیک میرا بچا'' اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے وہ بولے

بی ماں آپ کیسی ہے'' خوشی سے وہ انکے گلے لگی

ٹھیک تم سناؤ'' انکا لہجہ لیا دیا سا تھا جسے فلک اور باقی سب نے تو نہیں

مگر تایا سرکار نے ضرور محسوس کیا تھا۔ رومان اس سارے قصے سے

دور اپنے کھانے کی طرف مگن رہا جبکہ ارمان پر شوق نظروں سے اسے

دیکھ رہا تھا۔

ہائے فلک کیسی ہوں؟'' اسکے سامنے ہاتھ بڑھائے ارمان نے پوچھا

السلام علیکم ارمان بھائی میں الحمداللہ بلکل ٹھیک" اسکے بڑھے ہاتھ پر "
ایک ناگوار نظر ڈالتے وہ چہرے پر زبردستی کی مسکان سجائے بولی، جبکہ
ارمان شرمندہ سا ہوگیا۔

اور بھئی فلک یار کیسی ہوں" اب کی بار رومان نے اس سے پوچھا، "
جہاں رومان کے یار کہنے پر فلک اور تایا سرکار کے ماتھے پر تیوریاں
چڑھی وہی حمدہ بیگم نے حیرانگی سے اپنے بیٹے کو دیکھا جواب یوں مگن تھا
جیسے کچھ ہوا ہی نا ہوں حیران تو روشانے اور اماں بھی تھے رومان کے
اس لہجے پر جبکہ ارمان تو دانت پیس کر رہ گیا، اسکے بھائی نے تو گویا قسم کھا
رکھی تھی ہر موقع پر اپنی ٹانگ اڑانے کی۔

جاؤ فلک جاکر فریش ہوجاؤ اور پھر ہمیں ڈنر پر جوائن کرو" تایا سرکار کے "
کہتے ہی وہ سر اثبات میں ہلاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ دی۔

ثریا، ثریا" حمدہ بیگم نے نوکرانی کو آواز دی "

''جی بی بی جی''

''جاؤ فلک بی بی کا سامان انکے کمرے میں رکھو''

جی اچھا'' یہ کہتے ہی وہ وہاں سے چل دی''

اجازت ہو تو اندر آجاؤ؟'' دروازے پر ناک کرتے انہوں نے اجازت مانگی''

ارے بی ماں آپ کو کب سے اجازت مانگنے کی ضرورت پڑ گئی''

آجائے آپ اندر'' وہ جو اپنا موبائل چارجنگ پر لگا رہی تھی، انہیں دیکھتے ہی مسکراہ کر بولی۔

اور بتاؤ مجھے جاب کیسی جا رہی ہے؟'' اسے اپنے پاس بیڈ پر بٹھاتے وہ بولی''

''بہت اچھی اور تھکا دینی والی بھی'' انکی سر میں گود رکھے وہ بولی۔

''اچھا تو پھر اگر کل کو تمہاری شادی ہو گئی پھر کیا کروں گی'' اب کی بار وہ اصل بات کی طرف آرہی تھی، جبکہ شادی کا سنتے ہی فلک کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آگئی اور آنکھوں کے آگے شاہ کا عکس لہرایا

''تو شادی ہو گئی پھر کیا؟'' خود کو کمپوز کرتے وہ بولی

''''اگر تمہارے شوہر نے تمہیں منع کر دیا نوکری کا شادی کے بعد؟

انہوں جانچنا چاہا

''نہیں وہ کبھی نہیں روکے گا'' شاہ کے خیالوں میں گم وہ بولی جبکہ اسکی اس بات پر حمدہ بیگم ٹھٹکی، مگر اگلے ہی لمحے اپنی سوچ کو جھٹک دیا

''فلک میری جان میں آپ کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہوں؟'' انہوں نے پوچھا

''بی ماں یہ کیسا سوال ہے ؟'' انکی گود سے سر اٹھائے حیران ہو کر اسنے پوچھا

''جو پوچھا ہے اسکا جواب دوں'' انہوں نے سیدھے سیدھے پوچھا

''بی ماں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں، بہت زیادہ'' انکا ہاتھ پکڑے وہ بولی

''تو میری ایک بات مانوں گی'' انہوں نے اس سے سوال کیا

''آپ حکم کرے بی ماں''

''میرے ارمان سے شادی کے لیے ہاں کردوں'' انہوں نے تڑپ کر اس سے کہا۔

''بی ماں!!!!!'' انکا تھاما ہاتھ چھوڑ کر حیرانگی سے وہ بولی۔

''فلک میری جان کیا تم میری اتنی سی بات بھی نا مانوگی؟'' التجائیہ انداز میں بولی

''مگر بی ماں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

''مگر کیا فلک، تمہارے کہنے پر میں نے خان کی شادی روشانے سے کروائی تھی نا، کیا اب تم اپنی بی ماں کی خاطر ارمان سے شادی کے لیے ہاں نہیں کر سکتی'' وہ اسے جذباتی طور پر بلیک میل کرتی بولی۔

اور فلک پر تو مانو سکتہ چھا گیا تو کیا ارمان سے شادی کا مطلب وہ سارے احسان اتارنا تھا جو اس پر کیے گئے تھے، سوچتے ہی ایک آنسو اسکی آنکھ سے بہہ گیا اور ایک نظر حمدہ بیگم کو دیکھا جو اب اسکے جواب کی منتظر تھی۔

''ہاں''

''ہاں؟''

''ہاں میرا جواب ہاں ہے بی ماں'' اسکا جواب سنتے ہی بی ماں پر سکون ہوگئی اور پھر اسکو گلے لگاتے اسکے گال چوم ڈالے

''میری بچی مجھے یقین تھا تم کبھی بھی اپنی بی ماں کو مایوس نہیں کروں گی، اسکا چہرہ اپنے ہاتھ کے پیالوں میں لیے وہ خوشی سے بولی جبکہ فلک تو بے بسی سے مسکراہ دی۔

''میں ابھی نہیں بلکہ کل صبح ہی یہ خوشخبری سب کو سناؤں گی اور منہ بھی میٹھا کرواؤں گی'' اپنے آپ سب کچھ ڈسکس کرتے وہ اسکے کمرے سے باہر نکلی اور اسے تو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا اور تازہ ہوا کے لیے وہ باہر نکل آئی مگر آنسوؤں تو رکنے کا نام ہی نا لے رہے تھے۔ تھوڑی دیر تازہ ہوا میں رہنے کے بعد اب وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی اور وارڈروب کھول کر اس میں سے شاہ کی دی ہوئی انگوٹھی دیکھنے لگی۔ کتنی محبت تھی اسے اس پچاس والی انگوٹھی سے، پچاس سوچ کر ہی اسکے لب اپنے آپ مسکراہ دیے۔

انگوٹھی بھلے ہی پچاس کی ہوں ، مگراس میں چھپی کڑوڑوں جیسی میری محبت کا کوئی نعم البدل نہیں ، اور حق کی بات تومت ہی کروں فلک خان وہ تومیں شروع سے تم پر رکھتا ہوں''

شاہ کی بات سوچتے ہی آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو بھرنا شروع ہو گئے ، یہ رات بہت بھاری تھی فلک خان کے لیے ۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''کیا ہوا بیگم کہاگم ہے آپ ؟'' واشروم سے آنے کے بعد وہ جو بیڈ پر بیٹھے تھے کب سے حمدہ بیگم کو اپنی سوچوں میں گم دیکھ کر بولے ، حمدہ بیگم نے ایک نظر اپنے شوہر کو دیکھا ، فلک کو توانھوں نے راضی کرلیا تھا مگر اپنے شوہر کو راضی کرنا وہ بھی تب جب کہ وہ صاف صاف الفاظ میں اس رشتے کے لیے انکار کر چکے تھے انہیں سخت مشکل لگا ، وہ تذزب کا شکار تھی ۔

''وہ جمیل میں ایک بات سوچ رہی ہوں'' کچھ دیر بعد وہ ہچکچا کر بولی۔

''جی کہیے'' انکی طرف متوجہ ہو کر وہ بولے

''وہ میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نا ہم فلک کی شادی ارمان سے کر دے ویسے بھی ارمان نے خود خواہش ظاہر کی ہے اور پھر دیکھیے نا فلک ہمیں کتنی عزیز ہے ساری زندگی ہمارے پاس رہے گی اور پتا نہیں خاندان سے باہر کیسے لوگ ملتے ہیں'' ایک روانی میں اپنی بات مکمل کرتے وہ جمیل خان کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ کر گئی۔

''مجھے یہ رشتہ ہر گز منظور نہیں'' انہوں نے ایک ہی جملے میں اپنی بات مکمل کر دی

''مگر کیوں؟ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے'' وہ اب غصے میں آنا شروع ہو گئی تھی۔

میں نے کہا نا نہیں تو مطلب نہیں'' دو ٹوک الفاظ میں انہوں نے اپنی ''
بات کہہ دی۔

''اور اگر فلک ہاں کر دے؟'' انہوں نے آخری حربہ استعمال کیا۔

''وہ کبھی بھی ہاں نہیں کرے گی'' حمدہ بیگم کی بات سن کر ایک پل کو تو وہ
اپنی جگہ جم گئے مگر بعد میں پر سکون ہوتے بولے۔

''اسنے ہاں کر دی ہے'' حمدہ بیگم نے تو گویا بمب پھوڑا۔

''فلک نے ہاں کر دی'' انہیں تو اپنی سماعت پر یقین نا ہوا۔

''ہاں جمیل فلک نے ہاں کر دی ہے اور اب تو ہمیں بلکل بھی دیر نہیں
کرنی چاہیے بلکہ روشانے کی مہندی کے ساتھ ہی انکی منگنی بھی
کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

''بسسس'' وہ جو اپنی رو میں بول رہی تھی جمیل خان کی بات پر وہی رک
گئی۔

''اول تو فلک ہاں کر ہی نہیں سکتی اور اگر اسنے کر بھی دی ہے تب بھی میں یہ شادی نہیں ہونے دو گا'' انکا لہجہ سنگین حد تک پتھریلا تھا۔

''کیوں جمیل آخر ایسی بھی کیا بات ہو گئی جو آپ اپنی اولاد کے اس قدر خلاف ہے'' اب کی بار انکی آواز بھی اونچی تھی

''جو بھی ہوں یہ شادی ہر گز نہیں ہو گی'' وہ ہاتھ اٹھا کر بولے

''یہ شادی ہو کر رہیں گی'' وہ بھی انکے انداز میں بولی۔

''ٹھیک ہے کر لے تیاری مگر فلک کی شادی کی نہیں بلکہ اس کے جنازے کی'' جمیل خان کی اس بات پر تو حمدہ بیگم اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔

''جمیل !!!!!!''

''جی بیگم کیونکہ آپ کے سپوت سے شادی پر صرف موت ہی اسکا مقدر بنے گی، وہ بھی ایسی موت جو اسے سسکتے سسکتے ملے گی'' وہ ایک افسردہ سانس خارج کرتے بولے

جمیل آپ کیا کہنا چاہتے ہیں خدارا کھل کر کہے میرا دل پھٹا جا رہا ہے ''

انکے پہلو میں بیٹھے وہ بولی۔

''اپنی اولاد کا سچ سننے کی ہمت ہے آپ میں حمدہ بیگم؟'' طنزیہ مسکراہٹ لیے وہ بولے۔

''اللہ کا واسطہ آپ کو جمیل بتائے مجھے کیا ہوا ہے''

''تو سنئے بیگم آپ کے دونوں لاڈلاروں نے وہاں شادی کی ہوئی ہے، اور یہی نہیں بلکہ یہ دونوں جوا بھی کھیلتے ہیں، پڑھائی کے نام پر اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے تھے وہ دونوں، جوے میں ہی ارمان ہار گیا اور اسے ایک بھاری رقم چکانی تھی جو وقت پر نا ملنے پر اسکی بیوی کو رقم کے طور پر وہ لوگ لے گئے، اور ارمان کو پتا تھا کہ ہم اسے بنا پوچھ گچھ کے اتنی بڑی رقم نا دے گے تو ہمارے بیٹے نا وہ کیا جو کبھی ہم نے سوچا بھی نا تھا، اسنے اپنے ہی خاندان کی عزت گروی کر دی، اور

اب پاکستان آمد کا مقصد روشانے کی شادی نہیں ہے، وہ فلک سے شادی کر کے اسے اپنے ساتھ وہاں لے جائے گا اور ان لوگوں کو اپنی بیوی انجلینا کی جگہ فلک سونپ دے گا جو ان لوگوں کے لیے کسی طوائف سے کم کا درجہ نا رکھتی ہو گی"

بسسس!!!!!!" حمدہ بیگم کی ہمت جواب دے گئی تھی انہیں لگا کہ اب اگر انہوں نے کچھ اور سن لیا تو انکا دل بند ہو جائے گا۔

"بس کر دے جمیل اور ہمت نہیں بچی ہم میں" انکے آنسوؤں قطرہ قطرہ بہہ رہے تھے۔

"یہ میں نے کیا کر دیا اُفف یہ میں نے کیا کر دیا" روتے روتے وہ جمیل خان کے سینے لگ گئی جو کہ اب خود بھی رو رہے تھے۔

"میں مر تو جاؤں گی مگر اپنی فلک اپنی بیٹی کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گی" ہاتھ کی پشت سے آنسوؤں رگڑے وہ بولی۔

فکر مت کرے بیگم ہم اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دے گے" حمدہ بیگم کو اپنے ساتھ لگائے انھوں نے دلاسہ دیا۔

- -

اگلی صبح پورے گھر میں ہلچل مچی تھی، گل خان اور روشانے کی مہندی تھی اور خان کی خواہش پر ہی شادی کا سارا انتظام خوشاب انکی آبائی حویلی کیا گیا تھا۔

ارے فلک جاگ گئے بچے" اسے کچن کی طرف بڑھتا دیکھ کر بی ماں" نے اسے پکارا، پکار پر مڑ کر اسنے انھیں دیکھا، جبکہ وہ تو اسنے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی، آنکھیں لال ہوئی پڑی تھی اور بہت زیادہ سوج بھی چکی تھی، آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ ہلکے اسکی پوری رات جاگنے کی داستان سنا رہے تھے، حمدہ بیگم کا تو دل کٹ کر رہ گیا اسکی اس حالت پر،

کتنا بڑا ظلم کرنے جا رہی تھی وہ اس پر، انہیں ایک پل کو خود سے سخت نفرت محسوس ہوئی۔

''ارے فلک میری جان طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟'' اسکی حالت دیکھ کر رخسانہ بیگم پریشان ہوگئی اور اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے اسکا بخار جانچا۔

''میں ٹھیک ہوں اماں بس موسم بدل رہا ہے نا تو اسی لیے'' انسے نظریں چرائے وہ بولی۔

''رخسانہ فلک کے لیے ناشتہ بنواؤ اور فلک ناشتے کے بعد میرے کمرے میں آجانا'' بی ماں رخسانہ کو کہتی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

- -

- - - - - - -

''گڈ مارننگ مائی ڈیئر بھابھی'' روشانے جو چائے کپوں میں ڈالنے میں مصروف تھی اپنے پیچھے آواز سن کت اچھل پڑی۔

"آآآآآآآ" جہاں اسنے چیخ ماری وہی شایان کا قہقہ گونجا۔

"حد ہے شایان لالا آپ کبھی انسانوں والے طریقے میں نہیں آسکتے"

اسے غصے سے دیکھتی وہ بولی اور دوبارا اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

"ارے بھئی وہ شایان ہی کیا جو انسان بن جائے" مسکراتے باسکٹ

میں سے سیب اٹھائے وہ بولی۔

"یہ تو بلکل سہی کہا آپ نے"

"ویسے یہ فلک بی بی کہاں ہے؟" سیب کا بائٹ لیتے آس پاس نظریں

دوڑاتے اس نے سوال کیا۔

"وہ فلک آپی تو ماما کے کمرے میں ہے اور آپ بتائے دل بھابھی

کیسی ہے؟"

"اففف تمہاری دل بھابھی تو دھڑکن ہے میری" خیالوں کی دنیا میں گم

وہ شاعرانہ انداز میں بولا جبکہ روشا نے تو اسکی بات پر کھل کر ہنسی۔

''ویسے ایک بات تو بتاؤ تم صبا سے ملی؟'' آس پاس نظر دوڑاتے اسنے پوچھا اور تسلی بھی کرلی کہ کوئی نہیں ہے۔

''صبا؟ صبا کون؟ اوہ فلک آپی کی دوست جو آپ کے ساتھ اکیڈمی میں تھی'' یاد آنے پر وہ سر ہلا کر بولی۔

''ہاں وہی صبا کتنا جانتی ہوں اسکے بارے میں؟''

''کچھ زیادہ نہیں بس اتنا ہی کہ وہ فلک آپی کی بیسٹ فرینڈ ہے اور اب ہارون بھائی کے ساتھ وہ آن ڈیوٹی ہوتی ہوں''

''کیا بس تم اتنا ہی جانتی ہوں، افف روشانے بی بی آپ تو بہت بھولی نکلی'' نفی میں سر ہلاتے وہ یوں بولا جیسے اسے اسکا جواب پسند نا آیا ہوں۔

''کیا مطلب؟'' اسنے اچھنبے سے پوچھا۔

"مطلب افف روشانے میں کیسے بتاؤں تمہیں ٹھیک ہے میں سب کچھ

سچ بتا دوں گا تمہیں مگر وعدہ کروں میری بہن میرا نام کہی نہیں آئے گا"

اسکی اتری شکل دیکھ کر وہ بولا۔

"افف بھائی اب آپ مجھے ڈرا رہے ہیں بتائے مجھے کیا ہوا ہے؟" وہ

بے چینی سے پوچھنے لگی۔

"ٹھیک ہے تم کہتی ہوں تو میں سب کچھ سچ بتا دوں گا مگر وعدہ کروں میرا

نام نہیں لے گی آپ ورنہ میری دل ویران ہوجائے گی"

"افففف وعدہ کسی کو نہیں بتاؤں گی اب آپ بتائے بھی" وہ انگلیاں

مروڑتی بے چینی سے بولی

"ایسے نہیں کان ادھر لاؤ" اور پھر جو جو وہ روشانے کے کان میں بولتا گیا

روشانے کی آنکھیں بے یقینی اور شاک کے مارے کھلتی گئی، پوری

بات سننے کے بعد اسنے ایک شایان کو دیکھا جیسے اسکی بات کا یقین کرنا چاہ رہی ہوں اور شایان کے سر ہلانے پر اسے اپنا دل ٹوٹتا محسوس ہوا۔ کتنے مان سے کہا تھا نا خان نے کہ وہ ہر کوشش کرے گا اسے اچھا لگنے کی مگر پھر یہ کیوں

نہیں خان ایسے نہیں ہے" اپنی سوچوں کو جھٹلاتی وہ شایان سے بولی

"کیوں تمہیں مجھ پر یقین نہیں"

اگر واقعی ایسا ہے تو پھر خان کیوں صبا کے بھائی کی شادی میں نہیں گئے جبکہ آپ تینوں تو گئے تھے اور اگر ایسا ہے تو خان مجھسے شادی کیوں کر رہے ہیں؟" اسنے شایان کی بات کی نفی کی۔

"ارے میری بھولی بھابھی، یہی تو مسئلہ ہے آپ سے شادی سے اگر انکار کیا تو جائیداد ہاتھ سے نکل جائے گی اور اگر صبا کو انکار کیا تو محبت اسی لیے دونوں کو ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔ سوچیے گا

ضرور'' وہ تو اپنی پھلجھڑی چلا چکا تھا مگر پیچھے جو دھماکہ روشانے نے سہا تھا یہ تو بس وہی جانتی تھی۔

''تو کیا میں بھی اماں جیسی زندگی گزاروگی؟''

نہیں ہرگز نہیں میں روشانے ہوں رخسانہ نہیں میں خان کو خود کے ساتھ زیادتی نہیں کرنے دوں گی بلکہ اس شادی سے ہی انکار کردوں گی،

''ہاں بلکل ایسا ہی کروں گی میں

- - - - - - - - - - -

بی ماں میں اندر آجاؤ؟'' دروازہ ناک کرتے اسنے اجازت چاہی''

''ہاں آجاؤ'' کرسی پر بیٹھے کتاب کا مطالعہ کرتے، چشمے کے پیچھے سے اسے دیکھتے انہوں نے اجازت دی

''آپ نے بلایا تھا بی ماں'' ہچکچاتے اسنے پوچھا، جبکہ بی ماں تو فلک کو یوں دیکھ افسوس سے سر جھٹک کر رہ گئی، ان کے ایک غلط فیصلے نے اسے کیا سے کیا بنا دیا تھا۔

''کل رات میں نے تم سے کچھ کہا تھا فلک کیا تمہیں یاد ہے؟'' انہوں نے سپاٹ لہجے سے اس سے پوچھا اور وہ تو آنکھیں میچ کر رہ گئی ایک بار پھر سے وہ دوبارا اس اذیت سے دوچار ہوئی۔

''جی یاد ہے مجھے'' نظریں نیچی کیے، ہاتھوں کو ملتے وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

تو تمہیں واقعی اس رشتے سے کوئی مسئلہ نہیں ''انہوں نے پھر ایک نظر اسکی طرف دیکھ کر پوچھا

''نہیں ''ایک حرفی جواب

''فلک کہاں ہے ؟ ''ایک سرد سانس فضا میں خارج کرتے وہ بولی

''جی ؟ ''وہ حیرانگی سے بولی

''کہاں ہے وہ فلک جو اپنے حق کے لیے لڑنا جانتی تھی، کہاں ہے وہ فلک جس نے کبھی خود کو جھکنے نہیں دیا، بتاؤ مجھے فلک جب تم راضی

نہیں تھی تو کیوں مانی میری بات ، کیوں تم نے اپنی خواہش کو چھوڑ کر میری ضد کو اہمیت دی کیوں کیا تم نے ایسا فلک ، منع کر دیتی مجھے کیوں مانی میری بات '' ان اسکے پاس بیٹھے وہ روتے ہوئے بولی جبکہ فلک کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں قطرہ قطرہ بہہ رہے تھے

'' میں کیسے انکار کر دیتی آپ نے اتنا کچھ کیا ہے میرے لیے ، میری ماں کے لیے آپ اور تایا سرکار ہر اس جگہ ہوتے تھے جہاں میرے باپ کو میرے ساتھ ہونا چاہیے تھا ، ہر سرد گرم میں آپ نے مجھے اپنے تحفظ میں رکھا ، میری خاطر میرے بھائی کو اسکی محبت دے دی اتنا کچھ کیا تو میں آپ کو یوں خالی ہاتھ کیسے جانے دیتی ، میں لڑ لیتی اپنے حق کے لیے مگر مجھے یہ گوارا نہیں کہ میری ماں میرے آگے اپنے ہاتھ پھیلائے ، کیوں پھیلاتی آپ میرے آگے ہاتھ حق رکھتی ہے مجھ پر حکم کر سکتی ہے

مجھے ۔۔ اب میری باری تھی کہ آپ نے جو کچھ کیا میرے لیے وہ احسن طریقے سے لوٹا دوں آپکو" بولتے بولتے وہ چپ ہوئی جبکہ بی ماں کو جہاں اس پر فخر ہوا وہی افسوس بھی کہ اسکی نظر میں یہ صرف ایک احسان تھا۔

"مجھے معاف کردوں فلک میری خود غرضی نے تمہیں یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ جو کچھ تمہارے لیے کیا وہ صرف احسان تھا" انہوں نے ہاتھ جوڑے اس سے کہا جبکہ فلک تو تڑپ اٹھی انکی اس حالت پر

"نہیں بی ماں ایسا مت کرے" انکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے وہ بولی

"کیوں فلک کیوں تم نے سمجھا کہ ہم آج تک تم پر صرف احسان کرتے آئے ہیں، کیا ہماری محبت اتنی کمزور، بے مایا تھی تمہارے لیے، تم نے بہت دل دکھایا ہے ہمارا، شاید اتنی تکلیف تب نا ہوتی جب تم اس رشتے سے انکار کر دیتی، مگر اس وقت ہمیں بہت تکلیف محسوس ہو رہی ہے، کیوں فلک آخر کیوں"

"مجھے معاف کر دے بی ماں"

"فلک۔۔۔۔۔۔"

"نہیں بی ماں پلیز مجھے معاف کر دے، مجھے لگا کہ شاید ابا کی طرح میں آپ کے لیے بھی اب بے معنی ہو گئی ہوں، اور پھر جہاں بات اولاد کی آجائے تو دوسروں کی خوشیاں کون دیکھتا ہے"

"مجھے لگا کہ اگر میں نے انکار کر دیا تو آپ نفرت کرے گی مجھ سے میں آپ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی بی ماں بہت خاص ہے آپ میرے لیے، اور آپ چاہتی ہے کہ میں ارمان سے شادی کروں تو میں راضی ہوں" جہاں اسکی باتوں نے بی ماں کو تکلیف دی وہی دروازے کے پار ارمان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تو اسکا مطلب کے اسے کوئی بھی مسئلہ کرنے کی ضرورت نہیں فلک تو خود راضی تھی، وہ بھی حمدہ بیگم سے اپنے اور فلک کے رشتے کے بابت بات کرنے آیا تھا مگر فلک کی ہاں

پر پر سکون سا ہو کر چل دیا اپنے خوابوں کو محل تعمیر کرنے ، لیکن اگر وہ کچھ دیر رک جاتا تو اسے اپنا خواب ٹوٹتا ضرور نظر آتا ۔

''نہیں فلک تمہاری شادی ہر گز ارمان سے نہیں ہوگی ، تم ہماری بیٹی ہوں ، اور تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی '' بی ماں نے گویا بات ختم کی اور فلک تو حیرانگی سے انہیں دیکھتی رہی جیسے یقین نا آرہا ہوں ۔

''کیا ۔ ۔ کیا سچ میں '' اپنی حیرت پر قابو پاتے وہ بولی

''بلکل میری جان یہ تمہاری زندگی ہے اور فیصلہ بھی تمہارا ہوگا '' وہ مسکراہ کر بولی تو فلک ان سے لپٹ گئی

''تھینکیو بی ماں ، تھینکیو سو مچ''

''اچھا چلو جا کر اپنا بیگ پیک کرو حویلی کے لیے نکلنا ہے'' اسکی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے وہ بولی

''اور ایک اور بات کبھی غلطی سے بھی یہ مت سمجھنا کے تم پر کوئی احسان ہوا ہے او کے''

''جی'' سر ہلاتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی ، وہ فلک کو منع تو کر گئی مگر ان میں اتنی ہمت نا ہوئی کہ وہ اسے اولاد کا کڑوا سچ بتا سکے ۔

- -

-

وہ سب لوگ اس وقت خوشاب انکی حویلی پہنچ چکے تھے ، جہاں اکمل خان ، نتاشہ بیگم ، دلاور ، جبران اور زرش ہر کوئی اسنکے استقبال کے لیے کھڑا تھا ، چھوٹی چچی ہر بار کی طرح اپنی میٹھی نیند میں مگن تھی جبکہ نتاشہ بیگم مارے بندھے سب سے ملی ۔

'' کب سے ویٹ کر رہا تھا میں اور اتنی کالز بھی کی تم نے رسیو کیوں نہیں کی '' سب سے ملنے کے بعد خان اب فلک سے گلے ملتے اس سے پوچھنے لگا ، مگر فلک سے یوں گلے ملنے پر جو جھٹکا وہ اپنے ماں باپ سمیت جبران اور زرش کو دے چکا تھا انکی تو آنکھیں باہر آنے کو تھی ۔

اچھا کیا سچ میں، وہ دراصل موبائل سائلنٹ پر تھا میرا دھیان نہیں گیا''''

اسے گلے ملتے فلک نے اپنے بیگ سے موبائل نکال کر دیکھا جہاں واقعی میں اسکی لاتعداد کالز آئی ہوئی تھی۔

لائک سیریسلی فلک'' خان نے آبرو اچکا کر پوچھا''

''اچھا ٹھیک ہے نا نہیں پتا چلا''

حد ہے ویسے'' وہ نفی میں سر ہلاتا بولا''

''ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ رکو ذرا یہ کیا ہوا ہے تمہیں، طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟'' وہ جو اندر جانے لگی تھی اسکا بازو پکڑتے وہ اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے اس سے پوچھنے لگا

''ہاں میرے بھائی ٹھیک ہوں میں بس موسمی بخار تھا'' اسے حقیقت سے دور رکھے وہ بولی

''ویسے جونیئر کو اپنی سینیئر بہن کی کچھ زیادہ فکر نہیں ہو رہی'' ہنستے ہوئے اسکا گال کھینچ کر وہ بولی

''اوہیلو مس سینئر پہلی بات تو یہ کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری وجہ سے میری شادی کا کوئی بھی فنکشن خراب ہو اور دوسری بات کتنی بار بولا ہے مجھے جونیئر مت بلایا کرو'' وہ چڑ کر بولا

''اچھا اچھا نہیں بلاتی بس رونا نہیں میرے جونیئر نے'' وہ ابھی بھی ہنستے ہوئے اسے چھیڑ رہی تھی، اسی چھیڑ کھانی میں وہ دونوں حویلی کے اندر داخل ہوئے مگر جو دھماکے وہ پیچھے کر چکے تھے اس سے وہ انجان تھے، جبکہ روشانے کی پر سوچ نظروں نے دور تک انکا پیچھا کیا اور ایک بار پھر وہ خان اور اپنے رشتے کے بارے میں سوچنے لگی۔

سب لوگ کھانے سے فارغ ہو کر اب اپنے اپنے کمروں میں آرام کی نیت سے جا چکے تھے اور روشانے جو خان سے بات کرنے کا موقع

ڈھونڈ رہی تھی اسے یہی وقت مناسب لگا، تھا تو یہ بہت خطرناک مگر پھر اپنے آنے والی زندگی کا سوچتے ہی اسنے فیصلہ کرلیا۔

- -

''کیا میں اندر آ سکتی ہوں'' دروازہ ناک کرتے وہ بولی، جبکہ خان روشانے کو یوں دیکھ کر حیران رہ گیا اور پھر گھڑی پر وقت دیکھا جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔

''ہاں آجاؤ'' اسے اجازت دیتے وہ اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوگیا اور بیچ میں ایک نظر اس پر بھی ڈال لیتا جو کہ نجانے اب کونسے مراقبے حل کررہی تھی۔

''خان۔۔۔۔وہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے'' انگلیاں مروڑتے، ہچکچا کر بولی۔

''بولو'' نظریں لیپ ٹاپ پر جمائے اجازت دی گئی۔

''وہ خان وہ مجھے۔۔۔۔''

''کیا وہ، وہ لگا رکھی ہے'' حالانکہ اسکا انداز سادہ سا تھا مگر نا جانے کیوں روشانے کو اپنی بے عزتی محسوس ہوئی، احساس توہین سے اسکی آنکھیں بھر گئی مگر یہ وقت رونے کا نہیں تھا

"خان وہ میں۔۔۔۔۔۔وہ مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی" بلآخر اپنی بات اسنے ایک ہی سانس میں کہہ ڈالی۔آنکھیں سختی سے بند کیے وہ اسکے جواب کی منتظر تھی مگر جب کافی دیر بعد جواب نا آیا تو آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، جو ویسے ہی لیپ ٹاپ میں مصروف تھا، اب کہ اسکو غصہ چڑھ گیا۔

"خان میں نے کچھ کہا ہے" دبے دبے غصے میں وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"کیا بولا تھا تم نے؟" وہ یوں بولا جیسے اسنے سنا ہی نا ہوں

''میں نے کہا مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی'' مٹھیاں بھینچے، غصہ دبائے، وہ دانت کچکچا کر بولی۔

وجہ ''نظریں ہنوز لیپ ٹاپ پر تھی۔''

''مجھے پتا ہے کہ آپ نے فوج میں کسی بریگیڈیر کی بیٹی کو پسند کیا ہوا ہے اور مجھسے شادی صرف اسلیے کر رہے کہ آپ کو عاق نا کر دیا جائے'' وجہ بیان کرتے کرتے آخر میں اسکی آواز بھیگ گئی۔

''اور میں ایسا کیوں کروں گا؟'' لہجے میں حیرت سموئے، آنکھوں میں مسکراہٹ لیے اسنے پوچھا۔

''کیونکہ آپ اکمل چاچا کے بیٹے ہیں'' اب کی بار وہ چونکہ، لیپ ٹاپ بند کیے اب وہ پوری طرح اسکی طرف متوجہ ہوگیا۔

''اسکا بھلا کیا مطلب ہوا؟''

''میں جانتی ہوں شادی کے بعد آپ مجھے چھوڑ دے گے، کیونکہ آپ کو بیٹی نہیں چاہیے، اور آپ بیٹے کے لیے اس بریگیڈیر کی بیٹی سے شادی کر لے گے اور مجھ سے نفرت کرے گے''۔ کہتے ہوئے آخر میں وہ رو پڑی اور رخان کا دل چاہا کے وہ اس بے وقوف کی سوچ پر ہنسے، مگر اسکے آنسوں دیکھ کر دل میں انہیں اپنے ہاتھوں سے چھونے کی خواہش جاگی مگر نہیں یہ سہی وقت نا تھا۔

روشانے ایک بات میری اپنے دماغ میں بٹھالوں۔۔۔ تم مجھے ایک'' تو کیا چھ بیٹیاں بھی دوگی نا تب بھی یہ خان تمہیں نہیں چھوڑے گا''آنکھوں میں شرارت لیے، سنجیدہ لہجے میں وہ بولا۔

مگر شایان لالا نے کہا تھا کہ آپ دوسری شادی کر لے گے، اور ویسے'' بھی آپ بھی اکمل چاچا کے بیٹے ہیں آپ کو بھی تو بیٹا چاہیے ہوگا''کہہ کر وہ پھر رہ دی۔

خان کا دل چاہا کہ وہ شایان کا سر پھاڑ دے جو خود تو شادی کر کے بھی سنگل تھا ہی مگر اسے بھی رکھنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی، وہی دوسری طرف اسے باپ سے نفرت محسوس ہوئی جن کی ناانصافی نے اسکی اور فلک کی زندگی کو سوالیہ نشان بنا دیا تھا۔

لیکن روشانے کا سارا دھیان تو چھ بیٹیوں پر اڑ گیا تھا۔

''خان میں چھ بیٹیاں نہیں پیدا کر سکتی'' کہہ وہ پھر سے رونے میں مصروف ہو گئی۔ اور خان تو اسکو دیکھ کر رہ گیا، یعنی کے اسکے احساس جزبات، جو اتنی دیر سے وہ اسے کہہ رہا تھا، سب بکواس تھا۔

''چھ بیٹیوں کو تو فلحال تم بھول جاؤ اور یاد رکھو کہ بس اتنا کہ خان تمہارا ہے اور وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا'' اسکے بلکل پاس آکر کھڑے ہوئے وہ اس سے بولا جبکہ وہ آنکھوں میں آنسو لیے شکایتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی، ایک پل کو تو خان کا دل چاہا کہ وہ اس شایان کا گلہ دبا

دے ، اور ساتھ ہی روشانے کا دماغ بھی ٹھکانے لگا دے مگر ابھی سہی وقت نہیں تھا۔

''کیا اب رات یہی رکنے کا ارادہ ہے ؟'' ایک آبرو اچکائے اسنے پوچھا جبکہ اسکے یوں قریب آنے پر وہ سٹپٹا کر رہ گئی ، اور نا محسوس طریقے سے اس سے پیچھے ہوئی جو خان کی نظروں سے اوجھل نا رہا اور ایک گہری مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی۔

''میں میں جاؤ'' ہلکی سی آواز میں اسنے پوچھا

''اور اگر میں منع کر دوں تو؟''

مجھے جانا ہے" اسے دوبارہ روتا دیکھ کر وہ سرد سانس خارج کر کے رہ گیا

"چلو ٹھیک ہے جاؤ ویسے بھی پرسوں یہی آنا ہے" اسکی اجازت ملتے ہی وہ تیزی سے باہر کی جانب لپکی جب اسنے اچانک پیچھے سے اسکا بازو پکڑا

"سنو اپنے اس چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور نا ڈالا کروں۔۔ چلو جاؤ اب" مسکراتے اسکا ماتھا چومتے وہ اس سے بولا جبکہ وہ تو سر ہلاتے فورا وہاں سے باہر نکلی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

اگلے دن شایان اور ہارون صبح ہی صبح آ چکے تھے اور ناشتے کے بعد خوب محفل جمائی تھی، جہاں شایان خان کو پر سکون دیکھ کر حیران تھا وہی خان اپنے دماغ میں اسے مارنے کے ایک سوا ایک طریقے ڈھونڈ چکا تھا، جبکہ ہارون تو آج ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خوش تھا، مسکراہٹ تو اسکے لبوں سے جدا ہی نا ہو ہی تھی۔

شایان اور ہارون دونوں کو ایک کمرہ دیا گیا تھا، ہارون فریش ہونے واشروم میں گیا تھا جبکہ شایان اب اکیلا بور ہو رہا تھا جب اسکی نظر ہارون کے موبائل پر گئی اور وہ اسے کھول کر اسے چیک کرنے لگا (وہی ہم پاکستانیوں کی بری عادت پہلے گیلری اور پھر کانٹیکٹ لسٹ چیک کرنے والی) شایان بھی اسکی کانٹیکٹ لسٹ چیک کر رہا تھا جب اسکی نظر ایک نمبر پر رکی، مسئلہ نام نہیں بلکہ نمبر تھا، کیونکہ کانٹیکٹ خان کے نام سے

سیو تھا جس کے آگے دو دل والے ایموجی تھے جبکہ نمبر کسی اور کا تھا، یہ نمبر خان کا نہیں ہے اتنا تو وہ جانتا تھا، تجسس کے مارے اسنے ایک نظر واشروم کے بند دروازے پر ڈالی اور پھر اللہ کا نام لیکر کال ملادی۔

فلک جو کہ اس وقت رات کے فنکشن کے حساب سے اپنی چیزیں سیٹ کر رہی اپنے موبائل پر شاہ کی کال آنے پر پہلے تو حیران ہوئی اور پھر اسکا چہرہ کھل اٹھا۔

اسلام علیکم" شایان جو کہ کال پر تھا ایک نسوانی آواز سن کر حیران رہ گیا"

کون؟" اب کی بار شایان نے سوال کیا تو فلک حیران رہ گئی کیونکہ یہ" آواز ہارون کی تو نا تھی۔

شاہ یہ تم ہوں ؟'' فلک نے جیسے کنفرم کرنا چاہا''

آنہیں میں شایان ہوں ۔ ۔ آپ کون ہے بی بی ؟'' شایان حیرت سے ''
بولا

او شایان تم میں فلک بات کر رہی ہوں'' شایان کا نام سن کر وہ پر سکون ''
ہوئی

آ فلک اچھا یہ تمہارا نمبر ہے سوری مجھے لگا خان کا ہے'' وہ وجہ بتاتے ''
بولا

''کیوں میرا نام خان ہے جو تمہیں ایسا ویسا کچھ لگا''

''ارے نہیں نہیں وہ دراصل مجھے خان کو کال کرنا تھا تو غلطی سے تمہارا نمبر پریس ہوگیا'' اب وہ اسے کیا بتاتا کہ شاہ کے موبائل میں اسکا نمبر خان کے نام سے سیو دیکھے اسے کیا کیا نا لگا

''او اچھا چلو اب تم خان کو کال کروں اور مجھے بھی کام کرنے دوں''

اچھا فلک وہ خان کہاں گیا ہے؟ ''کیونکہ خان کافی دیر سے غائب تھا''

"وہ۔۔وہ تو صبا کو لینے گیا ہے ایکچول میں اسے اڈریس نہیں پتا تھا تو اسی لیے" اسنے جواب دیا جبکہ اسکے جواب پر شایان کا شیطان پھر انگڑائی لیکر جاگا

"اچھا چلو میں کال رکھتا ہوں اللہ حافظ" واشروم کا دروازہ کھلتا دیکھ کر وہ بولا جلدی سے کال کاٹی بنا اسکا جواب سنے

"اففففف کتنا عجیب بندہ ہے یہ" فلک تو موبائل دیکھ کر حیران رہ گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم تم یہ میرے موبائل کے ساتھ کیا کر رہے ہوں" شایان کے ہاتھ میں اپنے موبائل دیکھے اسنے تیزی سے جھپٹا۔

"کیوں ایسا بھی کیا ہے تمہارے موبائل میں جو تم اتنا پریشان ہو؟"" شایان نے جانچنا چاہا

"نہیں ایسا تو کچھ بھی نہیں" وہ نظریں پھیر کر بولا

"کیا چل رہا ہے شاہ؟"

"کیا مطلب کیا چل رہا ہے؟"

''تمہارے اور فلک کے مابین کیا چل رہا ہے ؟''

''مطلب ؟''

''ٹھیک ہے میں خان کو بتاتا ہوں سب وہی تم سے مطلب نکلوائے گا'' اسے خان کی دھمکی دیتے وہ بولا

''اچھا اچھا رک بتاتا ہوں''

''میں انتظار میں ہوں'' اسے دوبارہ چپ دیکھے وہ بولا اور پھر شاہ نے اسے سب کچھ بتا دیا الف تا یے سب کچھ

"کیاااااا!!!!!!!" شایان حلق پھاڑ کر چیخا

"آرام سے ملک" ہارون نے اسے ڈپٹا

"اسے تو مطلب کے تم اور فلک، کیا، کب کیسے مطلب یہ ہوا کب؟" اسے تو ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نا آرہا تھا

"بتایا تو ہے"

"خان کو کب بتانا ہے؟"

"پتا نہیں"

اچھا چل کچھ نہیں ہوتا فکر نا کر'' وہ اسے دلاسہ دیتے بولا''

- -

صبا تم ایسا کروں یہاں ویٹ کروں میں فلک کو بتا آؤ'' اسے لاؤنج میں بٹھاتا وہ فلک کے کمرے کی طرف بڑھا۔ جب شایان نے صبا کو لاؤنج میں دیکھا تو بنا اسکی نظروں میں آئے وہ روشانے کے پیچھے کچن میں چل دیا۔

''روشانے روشانے تم یہاں ہوں میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں''

‘‘کیا ہوا لالا خیریت’’

‘‘ارے خیریت کہا میری بہن وہ چھٹی ککڑی آ دھمکی ہے’’

‘‘کون؟؟’’

ارے وہی بریگیڈیر کی بیٹی’’شایان بولا’’

اور حد تو دیکھو خان خود اسے لینے گیا تھا’’اسنے مزید آگ لگائی’’

کہاں ہے وہ؟’’روشانے ایک دم بھڑکی’’

کون؟" شایان نے اچھنبے سے پوچھا"

"وہی چھٹی ککڑی"

"وہ باہر لاؤنج میں"

"آج روشا نے دلاور خان اس ککڑی کو بتائے گی کہ اس کے حق پر ڈاکہ ڈالنے والوں کے ساتھ وہ کیا کرتی ہے" غصے میں کھولتی وہ لاؤنج کی طرف بڑھی اور شایان کی شیطانی رگ کو تو گویا ڈھیروں سکون ملا۔

- -

غصے میں کھولتی وہ لاؤنج کی طرف بڑھی اور اسکے سر پر آ پہنچی صبا بھی اسکی موجودگی محسوس کرتے اپنی جگہ پر کھڑی ہوگئی وہ اسے پہچان چکی تھی۔

''آ۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔'' اس سے پہلے صبا کچھ بولتی روشانے ہاتھ اٹھا کر اسے کچھ بھی بولنے سے روک دیا

''تو تم ہوں وہ چٹی کلڑی جو میرے خان کو ہتھیانے کے چکر میں ہوں'''' آنکھوں میں غصہ سجائے وہ دونوں بازوں کمر پر رکھے لڑاکا عورتوں کی طرح صبا سے لڑنے کی تیاری میں تھی، جبکہ صبا تو چٹی کلڑی سن کر اپنی جگہ سن ہی ہوگئی، اسنے ایک نظر خود کو دیکھا پھر پیچھے مڑ کر دیکھا کہ شاید سامنے کھڑی یہ چھوٹی سی لڑکی کسی اور سے مخاطب ہوں

اوہیلو میں تم سے مخاطب ہوں'' اسکی نظروں کے سامنے چٹکی بجاتے ''
وہ بولی

ہممم۔۔۔ویسے یہ اتنی بری بھی نہیں ہے تو کیا خان واقعی میں مجھے ''
چھوڑ کر اس چیٹی کلکڑی سے شادی کرلے گے، تو اسکا مطلب شایان بھائی
نے سچ بولا تھا کہ خان کسی بریگیڈیر کی بیٹی سے محبت کرتے ہیں'' اسکے ارد
گرد گھومتے اسکا جائزہ لیتے وہ خود سے مخاطب ہوئی یہ سوچے بغیر کے صبا
نے اسکی بات سن کر بامشکل اپنا قہقہ روکا تھا، کچھ اور تو نہیں مگر وہ یہ
ضرور سمجھ چکی تھی کہ شایان کوئی پھلجھڑی چھوڑ چکا تھا۔

تم یہ بات مت سمجھنا کہ تم خان کو مجھسے دور کرلوگی، خان میرے ہیں ''
سمجھی'' اسکے سامنے کھڑی ہوتی وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کرنے لگی

جبکہ صبا جو اسے کچھ کہنے جا رہی تھی اسکی نظر روشانے کے پیچھے ،
دروازے سے ٹیک لگائے خان پر پڑی جو نظروں ہی نظروں میں اسے
خاموش رہنے کا اشارہ کر چکا تھا ، جبکہ مسکراہٹ تو اسکے لبوں سے جدا
ہونے کا نام نا لے رہی تھی

''کیا ہوا چپ کیوں اب جواب دوں نا اور ہاں خان میرے ہیں دور رہوں
انسے سمجھی تم '' وہ اسے وارن کر رہی تھی جبکہ خان اسکے بلکل پیچھے آ کھڑا
ہوا

''بھئی بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے میری بیگم میں صرف اسکا ہوں تو مجھ
سے دور رہوں '' اسکے پیچھے سے اسکے دونوں کندھوں کو تھامتے وہ اسکے
بھاگنے کے راستے بند کرتا شرارت سے صبا سے بولا جس پر صبا ہنس دی

’’ پہلے تو میں سوچ سکتی تھی مگر اب ۔۔۔۔۔۔۔ نا بابا نا توبہ میری جو میں ایسا کچھ سوچو‘‘ وہ بھی خان کا برابر ساتھ دیتے بولی۔

روشانے کا تو دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، اپنا مذاق بنتا دیکھ کر اسکی آنکھوں میں پھر سے آنسوؤں جمع ہونا شروع ہو گئے۔

’’ میرے خیال سے تم فلک کو بلانے گئے تھے نا‘‘ اسکے آنسو دیکھ کر صبا نے بات بدلی

''ہاں وہ نہا رہی ہے تم ایسا کروں اسکے روم میں چلی جاؤ اوپر جا کر لیفٹ سائڈ پر تیسرا کمرہ ہے اسکا'' خان نے اسے بتایا اور بھی بنا کچھ کہے وہاں سے چل دی

''اب تمہیں کیا ہوا ہے ؟'' اسکا رخ اپنی طرف کیے اسنے پوچھا

''کچھ نہیں'' سر نیچے کیے وہ ہلکی سی آواز میں بولی

''تم پھر سے رونے لگی منع کیا تھا میں نے کہ ہر چھوٹی چھوٹی بات پر رویا مت کروں'' اسنے تنبیہ کی

''نہیں رو تو نہیں رہی'' اپنے آنسو صاف کیے وہ بولی

ایک بات اپنے دماغ میں بٹھا لو روشانے کہ خان صرف تمہارا ہے "'''
کہتے ہی اسنے اسے گلے لگا لیا اور اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا

خان اور روشانے ایک دوسرے کے ہیں" اسکے سینے سے لگے وہ "
بولتے پرسکون سی انکھیں موند گئی اور خان بھی اسے خود میں سموئے
پرسکون ہو گیا۔

پوری خان حویلی کو گیندے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا، مصنوئی
روشنیوں سے پوری حویلی جگمگا رہی تھی، ہر کوئی اپنی تیاریوں میں

مصروف تھا۔ ایسے میں چھوٹی تائی اپنے کمرے میں اپنے بچوں سمیت الگ ہی محفل جمائے بیٹھی تھی۔

''اماں اب تو آپ کو یقین آگیا نا کہ میں اور یہ لنگور جھوٹ نہیں بول رہے تھے'' منہ بناتے زرش ان سے مخاطب ہوئے اور ایک گھوری اس لنگور مطلب کے جبران کو بھی دی جو کہ اب انگور کھانے میں مصروف تھا

''ہاں بھئی اس کایا پلٹ پر تو میں بھی حیران ہوں'' پرسوچ انداز میں وہ بولی۔

''ویسے اماں آپ نے خان کو دیکھا بھی ہے اف کمبخت پر سے تو نظر ہی نہیں ہٹتی ، ایسا ناولی ہیرو جیسا روپ پایا ہے اسنے'' انکے پاس بیٹھے زرش سرگوشی بھرے انداز میں بولی۔

''ہمم کہہ تو تو ٹھیک رہی ہے مگر اب کیا فائدہ آہیں بھرنے کا جب کے وہ روشی لے اڑی اسے'' انکی بات سن کت زرش کا منہ بن گیا

''ویسے اماں وہ جو خان کا دوست ہے ناشاہ برا تو وہ بھی نہیں ہے'' وہ منمنائی۔

”خبردار جو ایسی کوئی بات بھی سوچی تم نے خاندان سے باہر میں ہرگز تیری شادی نہیں کروں گی پھر چاہے گھوڑے پر کوئی شہزادہ ہی کیوں نا تجھے بیاہنے آجائے“ وہ درشت لہجے میں بولی۔

”تو پھر بیٹھی رہوں یونہی اور زرا بتاؤں کہ خاندان میں تمہیں کونسا طلسمی شہزادہ مل جائے گا میرے لیے، وہ روشی کتنی چھوٹی ہے مجھ سے اور فلک وہ بھی سال چھوٹی ہے، ایک کی شادی ہو رہی ہے تو دوسری کے لیے رشتوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں، اور میں کوئی دوسری بار مڑ کر نہیں دیکھتا مجھے“ آخر میں وہ رو دی

”نا میری جان نا بھلا تیرا کیا مقابلہ ان دونوں سے اور جہاں تک بات رہی خاندان میں لڑکوں کے کمی کی تو رومان اور ارمان بھی تو ہے نا بس

میں نے فیصلہ کرلیا ہے بھائی صاحب سے بات کروں گی تمہارے رشتے کی ، اگر وہ اس فلک کی فکر کرسکتے ہیں تو تمہاری کیوں نہیں اسکا تو باپ بھی زندہ ہے اور تو میری بچی بن باپ کی اولاد '' کہتے ہی انہوں نے اسے گلے لگا لیا ، اور وہ جو رونے میں مصروف تھی یہ سوچتے ہی پر سکون ہو گئی ، ارمان یا رومان میں سے کسی سے شادی کا مطلب تھا یورپ جانا ، یہ سوچتے ہی اسکی آنکھیں چمکنے لگی

- -

آپی !!!! '' فلک کے کمرے میں جاتے ہی وہ چیخی جب اسے بیڈ پر صبا '' بیٹھی نظر آئی جو آج مہندی کے حساب سے اپنے کپڑے سیٹ کر رہی تھی جسے دیکھ کر اسکا منہ پھر سے بن گیا۔

''ارے روشانے آؤ'' اسے دیکھ کر صبا مسکراہ دی

''مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں'' نا چاہتے ہوئے بھی اسکے لہجے میں بدتمیزی شامل ہوگئی، اور صبا اسکو بھلا اس لہجے کی کہاں عادت تھی فلک کے بعد اب روشانے تھی جس نے اتنے برے لہجے میں پہلی ہی ملاقات میں اس سے ایسے بات کی تھی، مگر پھر وہ یہ سوچ کر خود کو پرسکون کر گئی کیونکہ وہ جانتی تھی روشانے کے غصے کی وجہ کیا تھی۔

''نہیں ایسا کوئی مطلب نہیں تھا میرا'' وہ خود کو کمپوز کرتے بولی

''فلک آپی کہاں ہے؟'' اسنے صبا کی بات کو اگنور کیا

''وہ تو کچھ کام سے گئی ہے دلاور کے ساتھ''

اچھا ٹھیک ہے'' خان کا نام لینا اسے برا تو لگا مگر فلحال یہ اسکا دن تھا''
اور وہ اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''ویسے فلک کو شاید دیر ہوجائے اگر تمہیں کسی مدد کی ضرورت ہے تو
مجھے بتا سکتی ہوں'' ایک پل کو تو روشانے کا دل چاہا کہ اسے سخت سنا
دے مگر اگلے ہی لمحے دل میں خیال آیا اور اس پر مسکراتے ہوئے اس
نے صبا کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا۔

''مجھے میرے خان سے دور کرنے کا سوچ رہی تھی نا اب پتا چلے گا آپ کو'' سوچتے ہی وہ مسکراہ دی اور پھر معصوم سی مسکراہٹ سجائے وہ اسکی طرف مڑی جواب اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

''وہ دراصل تھوڑی دیر میں مہندی کا فنکشن شروع ہوجائے گا اور مجھے گھر پر ہی تیار ہونا ہے اور مجھے تیار ہونا نہیں آتا تو میں نے سوچا آپی سے کہہ دوں گی، مگر وہ تو اب یہاں نہیں ہے'' کندھے اچکائے وہ معصومیت سے بولی۔

''او یہ تو واقعی میں مشکل ہوگیا۔۔۔ ویسے اگر تم چاہوں تو میں تمہیں تیار کر سکتی ہوں'' صبا نے اسے اوفر کی اور روشا نے تو دل میں بھنگڑے ڈالنے لگی آخر کو یہی تو چاہتی تھی وہ۔

آپ ؟ مگر آپ کیسے ۔ ۔ میرا مطلب کے اچھا نہیں لگتا ، یوں آپ سے ''
کہنا ، اور آپ تو مہمان ہے نا '' مہمان پر زور ڈالے وہ بولی جبکہ صبا اسکا
طنز سمجھے مسکراہ دی ، روشا نے واقعی میں اتنی ہی بے وقوف نکلی جتنا
اسے بتایا گیا تھا ۔

'' ارے کوئی بات نہیں میں کر دوں گی تم ایسا کروں اپنا ڈریس ادھر لے
آؤ '' اسنے مشورہ دیا جبکہ روشا نے سر ہاں میں ہلاتی اپنے کمرے کی طرف
چلی گئی ۔

روشا نے نے سوچ رکھا تھا کہ وہ صبا کو خود کو سکون سے تیار نا کرنے
دے گی اور پھر دو گھنٹے اسنے یہی کیا ، کبھی وہ اسکی بنائی بیس میں کیڑا

نکالتی ، کبھی اسے لپسٹک کا شیڈ پسند نا آتا تو کبھی اسکا لائنر اور مسکارا اسے

مسئلہ کرتا ، کبھی وہ بلش آن زیادہ لگانے پر غصہ ہوتی تو کبھی کم پر منہ بنا

لیتی ، فلک کو آئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا چونکہ روشانے اسی کے کمرے

میں تیار ہو رہی تھی تو وہ خود پر ضبط کیے یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھی ،

اب بھی ایسا ہی ہوا تھا جب روشانے نے صبا سے بدتمیزی کی

افففف اگر آپ کو میک اپ کرنا نہیں آتا تو حامی کیوں بھری دیکھے ذرا ''

مجھے ، لپسٹک کا شیڈ کتنا اوور ہو گیا ہے ، لائنر اتنا موٹا لگا یا ہے آپ نے ،

اور مسکارہ تو دیکھے پلکے خراب ہو گئی ہے میری اور یہ بلش آن لال

بھوتنی لگ رہی ہوں میں اوپر سے بیس اتنی خراب بنائی ہے آپ نے ،

افففف میرے خدایا اب مجھے دوبارا منہ دھونا ہو گا ، ہٹے راستے سے میں

منہ دھو کر آؤ، پھر دوبارہ سے کیجیے گا'' اور صبا بیچاری تو روشانے کے دل سے غلط فہمی نکالنے کی وجہ سے صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

''اگر اب تم نے یہ میک اپ اتارا تو یاد رکھنا روشانے دلاور خان مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اور بعد میں اپنا میک اپ تم خود کروں گی کیونکہ مجھے اور صبا کو بھی تیار ہونا ہے اور سارے انتظامات دیکھنے ہیں'' وہ جو من ہی من اپنے پلان پر خوش ہوئے واشروم کی طرف بڑھ رہی تھی فلک کی آواز نے اسکے پیر وہی روک دیے اس نے ایک نظر فلک کو دیکھا جو اسے سپاٹ لہجے میں بولے اب اپنے لیپ ٹاپ پر نا جانے کیا کر رہی تھی اور پھر ایک نظر اسنے صبا کو دیکھا جو واقعی میں تھکی ہوئی لگ رہی تھی اور بنا کچھ کہے دوبارا اسنگھار میز پر جا کر بیٹھ گئی اور دوبارہ سے اپنا جائزہ لینے

لگ گئی حالانکہ اسے ضرورت نا تھی وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی مگراس وقت وہ صبا کو کسی بھی قسم کا کریڈیٹ نہیں دینا چاہتی تھی۔

''ویسے اتنا برا بھی نہیں ہے اور اگر زیادہ مسئلہ ہوا تو میں گھونگھٹ کرلوں گی'' دل میں صبا کی صلاحیتوں کو داد دیتے وہ منہ بناتی بولی جس پر صبا کے چہرے پر ایک خوبصورت سی مسکان آگئی۔

یہ اتنی خوبصورت کیوں ہے؟'' روشانے صرف سوچ کر رہ گئی''

''اچھا آپی میں اپنے کمرے میں جارہی ہوں میری جیولری وہی پڑی ہیں، آپ میرا ہیر سٹائل میرے کمرے میں آکر بنا دیجیے گا'' فلک کو کہتے ہی

وہ کمرے سے نکل گئی جبکہ صبا نے ایک پر سکون سانس خارج کی اور تھکے ہارے انداز میں آکر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"یہ سب کیا چل رہا ہے؟" لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے اسنے صبا سے پوچھا، جس پر صبا جان بوجھ کر انجان بن گئی۔

"کیا۔۔کیا چل رہا ہے۔ تم کام کر رہی ہوں اور میں تمہارے پاس بیٹھی ہوئی ہوں" جبکہ صبا کے اس جواب پر فلک مسکرائی بھی نا

"تمہارے اور روشانے کے درمیان کیا چل رہا ہے صبا، میں جب سے آئی ہوں دیکھ رہی ہوں روشانے کا لہجہ تم سے کتنا بدتمیزوں والا ہے، اور تم بھی بنا کچھ کہے اسے برداشت کیے جا رہی ہوں، وجہ بتانا پسند

کروں گی ؟'' لیپ ٹاپ بند کر کے وہ اب پوری کی پوری صبا کی طرف متوجہ تھی۔

'' ارے یار مجھ سے کیا پوچھتی ہوں جاؤ جا کر شایان سے پوچھو سب کیا چل رہا ہے '' بیڈ پر لیٹتے وہ بولی۔

'' کیا مطلب ؟'' فلک نے اچھنبے سے پوچھا جس پر صبا نے اسے صبح کی ساری کاروائی گوش گزار دی۔

'' استغفار ہے ویسے ملک اور اسکا دماغ خیر تم فکر نا کروں خان ہے نا وہ سنبھال لے گا ''

''شایان جیسے شیطان کو سنبھالنا اتنا آسان بھی نہیں ہے'' صبا نے جیسے چیلنج کیا

''تو تم مجھے اور میرے بھائی کو چیلنج کر رہی ہوں؟'' ایک آبرو اچکائے فلک نے پوچھا

''ہو سکتا ہے'' صبا نے کندھے اچکائے

''تو ٹھیک ہے آج مہندی کے بعد سب کلیئر ہو جائے گا'' فلک نے اسکے چیلنج کو قبول کیا کس پر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراہ دی۔

- -

چونکہ نکاح ہو چکا تھا اسی لیے مہندی کا فنکشن کمبائن تھا، خان سٹیج پر بیٹھا اسی کے انتظار میں تھا جو نا جانے کہاں اتنی دیر لگا رہی تھی۔

افففف کب ہو گی انتظار کی گھڑیاں ختم کہ اب اس بے چین دل کو قرار آجائے'' شایان کی بکواس سن کر وہ لب بھینچ کر رہ گیا، فلحال وہ اپنا موڈ شایان کی وجہ سے آف نہیں کرنا چاہتا تھا اور اسکا دماغ بعد میں سیٹ کرنے کا سوچتا دوبارا اس راستے کی طرف دیکھنے لگا جہاں سے روشانے کو لایا جانا تھا اور آخر کار انتظار ختم ہوا جب وہ پیلے مہندی کے فراک میں ہرے دوپٹے کے نیچے نظریں جھکائے اسکی طرف چلی آرہی تھی ایک

نظر اسے دیکھ کر اب اسنے شایان کی طرف دیکھا جو ابھی تک اس کے ساتھ چپکے بیٹھے تھا

یہاں سے اٹھنے کا کیا لے گا تو؟'' دانت پیستے اسنے پوچھا''

تو کیا دے سکتا ہے وہ بتا؟'' اپنے دانتوں کی نمائش کیے اس نے'' پوچھا۔

دے تو تجھے بہت کچھ سکتا ہوں مگر جو میں تجھے مہندی کے بعد دینے والا'' ہوں نا وہ تو نے سوچا بھی نا ہوگا'' دانت پر دانت جمائے وہ بولا

کیا مطلب؟'' شایان کا ماتھا ٹھنکا''

کچھ نہیں جاوہ دیکھ تیری بیوی آئی ہے جا اسے سنبھال ''کہتے ہی خان نے سامنے کی طرف اشارہ کیا جہاں روشانے کو سٹیج پر لانے والوں میں سے ایک دل آویز بھی تھی جبکہ شایان کے لیے تو اسکا یہاں ہونا ہی ناقابل یقین تھا کیونکہ دل آویز کی اس سے لڑائی ہوئی تھی جس کی بنا پر اسے ناصرف شادی پر آنے سے انکار کر بلکہ اسے فون پر اتنی سنائی کے شایان تو غصہ ہونے کی بجائے خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ دل کے الفاظ اسے لائیو شو کی جگہ فون پر سننے کو ملے۔

شایان تو بنا کچھ کہے سٹیج سے نیچے اتر گیا اور اب تمام لڑکیوں نے روشانے کو لا کر خان کے پہلو میں بٹھا دیا جبکہ شایان تو اب بیچانی سے دل

کے نیچے آنے کا انتظار کرنے لگ گیا، جیسے ہی وہ نیچے اتری اسکا بازو پکڑے وہ اسے ایک کونے میں لے گیا۔

''کیا مصیبت ہے بازو چھوڑو میرا'' اسکے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتے وہ پھنکاری

''ناراض ہوں؟'' اسنے سوال کیا

''میں تمہارے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی'' وہ چیخی

''آواز نیچی دل ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا'' انگلی اٹھائے شایان نے وارن کیا

ہاں میں ڈر گئی'' دونوں بازو اٹھائے وہ ڈرنے کی ایکٹینگ کرتے بولی''

یہاں کیا کر رہی ہوں'' لہجہ دھیما رکھے اسنے پوچھا''

کیا مطلب کیا کر رہی ہوں نظر نہیں آرہا ہے کہ شادی میں آئی ہوں'''
کندھے اچکائے وہ مزے سے بولی

کس حیثیت سے'' اسکے قریب آتے وہ بولا''

کیا مطلب کس حیثیت سے'' اسنے اچھنبے سے پوچھا''

''مطلب صاف ہے دل یہاں تمہارا میرے علاوہ کون ہے جو تم یہاں مزے سے گھومتی پھر رہی ہوں کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے میں تو اپنی بیوی کو نہیں لایا تھا ساتھ'' اسکے چہرے پر جھولتی آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے کیے چہرہ اسکے چہرے کے قریب کرتے اسنے پوچھا، نا جانے کیوں مگر دل کی آنکھیں نم ہو گئی

''دور رہ کر بات کروں مجھ سے، اور بیوی کون سی بیوی؟ وہی جس پر تمہیں شک ہے کہ وہ تمہاری پیٹھ پیچھے گلچھڑے اڑاتی پھر رہی ہوں'' اسے خود سے پرے دھکیلتے وہ اونچی آواز میں چلائی جبکہ شایان ہاتھ بالوں میں پھیر کر رہ گیا۔

''دل ۔ ۔ دل تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے، کیا بکواس کر رہی ہوں، آئیندہ سے اگر اپنے منہ سے ایسے الفاظ نکالے تو دیکھنا وہ حشر کروں گا کہ تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔ شرم نہیں آتی خود کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہوئے''

''کیوں کیوں چپ کروں تمہیں شرم نہیں آتی تو مجھے کیوں آئے'' آخر میں اسکی آواز بھیگ گئی۔

''ششش بس کیا ہوگیا ہے یار میری دل تو اتنی بہادر ہے پھر ایسی باتیں کیوں اور میں کبھی بھی اپنی دل کے لیے ایسے الفاظ کبھی استعمال نہیں کروں، صرف محبت ہی نہیں تم تو میری عزت ہوں، طاقت ہوں میری تمہیں ایسا کچھ کہنے سے پہلے میں مر نا جاؤ'' اسے گلے سے لگائے

اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ اسکی مرنے والی بات پر ایک مکہ دل سے کھانے کو ملا۔

''اور یار اب اگر میری بیوی کے لیے کوئی رشتہ بھیجے گا تو غصہ آجائے گا نا لیکن اسکا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ مجھے اپنی دل پر شک ہے'' اسکا چہرہ اوپر کیے اسکے آنسو صاف کیے وہ بولا

''اور وہ جو مجھے اتنی باتیں سنائی تھی وہ؟'' ایک اور شکوہ

''الو کا پٹھا ہوں میں یار غلطی ہو گئی معاف کر دوں مجھے اب کیا کان پکڑو'' بچوں سا منہ بنائے اسنے پوچھا جس پر دل آویز ہنس دی

نہیں اسکی ضرورت نہیں بس کبھی اپنی دل پر شک مت کرنا شایان ''
بہت خاص ہو تم میرے لیے '' محبت بھرے لہجے میں وہ اس سے بولی

اچھا سب چھوڑو یہ بتاؤ تم یہاں کیسے ؟ '' اسنے پھر سے وہی سوال دھرایا ''

'' وہ میں مجھے تو فلک نے بلایا تھا ''

فلک نے کیوں ؟ ؟ '' شایان حیران ہوا ''

مجھے کیا پتا خود پوچھ لو '' شایان کو یوں لگا جیسے وہ اس سے کچھ چھپا رہی ''
ہوں

''دل کیا چل رہا ہے ؟ مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تم کچھ چھپا رہی ہوں بتاؤں مجھے ؟'' اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے اسنے پوچھا

''وہ تمہیں پتا چل جائے اچھا ابھی مجھے جانا ہے'' اسکے گھیرے کو توڑتے وہ تیزی سے وہاں سے بھاگی جبکہ شایان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

''فلک'' وہ جو اندر سے مٹھائی کا ٹوکرا لینے جا رہی تھی اپنے نام کی پکار پر پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں ارمان کھڑا اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اسکا اوپر سے نیچے تک جائزہ لینے لگ گیا

''جی'' بامشکل خود کے لہجے پر قابو پاتے اسنے پوچھا

''بہت خوبصورت لگ رہی ہوں'' ارمان کے اس تبصرے پر فلک کا
دل چاہا کہ اسکا سر پھاڑ دے کیونکہ ارمان کی آنکھیں اور لہجہ دونوں یکسر
مختلف تھے، فلک نے بنا کچھ کہے اندر کی طرف قدم رکھا جب وہ دوبارہ
بول اٹھا

''ویسے جب کوئی اتنا قیامت خیز حسن رکھتا ہوں تو ایٹیٹیوڈ تو بنتا ہے نا''
اسنے ہنستے ہوئے اسے آنکھ ماری جبکہ فلک کا ضبط جواب دینے لگ گیا

اپنی تعریف اپنے پاس رکھے کیونکہ مجھے اسکی ضرورت نہیں" روکھا سا جواب دیتے وہ اندر جانے لگی جب اسنے دوبارہ اسے روک لیا

""ضرورت ہو یا نا ہوں مگر اب تو تمہیں اسکی عادت ڈال لینی چاہیے" اسکے قریب کھڑے وہ بولا جبکہ فلک کا ہاتھ بس اٹھتے اٹھتے رہ گیا

"فلک یہاں ہوں تم اور میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا تھا جلدی آؤ یہاں مجھے تمہیں کسی سے ملوانا ہے" اس سے پہلے فلک کچھ بولتی ہارون وہاں آن پہنچا اور ارمان کو دیکھے بنا فلک کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لے گیا اور ارمان تو حیران رہ گیا کہ اسکی کزن ہو کر اس سے سیدھے منہ بات نا کرتے ہوئے وہ اس اجنبی کا ہاتھ پکڑے وہاں سے چل دی وہ بھی تب جب

اسنے خود اس رشتے کے لیے رضامندی دی تھی، غصے سے اسکی رگیں تن گئی

تمھیں تو میں بعد میں دیکھ لوگا فلک بی بی اور تمھارے اس عاشق کو ''

بھی۔ '' خود سے عہد کرتے وہ اب سٹیج پر مہندی کی رسم کرنے پہنچ گیا

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

افف شاہ کہاں لیکر جارہے ہوں مجھے '' فلک نے جھنجھلا کر پوچھا ''

ماما سے ملوانے '' شاہ نے شوخی سسے جواب دیا ''

''ماما سے؟ کیا مطلب آنٹی سے'' جس پر شاہ نے سر ہاں میں ہلایا جبکہ فلک کی آنکھیں بڑی ہو گئی اور وہ راستے میں ہی رک گئی۔

''کیا ہوا فلک رک کیوں گئی؟'' ہارون نے حیرانگی سے اسے پوچھا

''شاہ''

''ہاں؟''

''میں کیسی لگ رہی ہوں؟ آئی مین کے میں اوور تو نہیں نا اور اگر آنٹی کو میں اچھی نا لگی'' اسنے اپنا خدشہ ظاہر کیا

"سیر سلی فلک یقین مانو ماما کو تم بہت اچھی لگوگی، اور جہاں تک بات ہے تمہارے حلیے کی تو ماما تمہیں اتنی بری حالت میں دیکھ چکی ہے کہ آج تو تم انہیں کوئی حور پری لگوگی" اسکی بچکانہ بات پر ہنستے وہ بولا

"کیا سچ میں؟" اسنے یقین چاہا

"ہاں سچ میں اب چلو"

وہ اسے لیے اپنی والدہ کے سر پر آن پہنچا تھا۔

"ماما فلک سے ملیے" کہتے ہی اسنے فلک کو آگے کردیا جو اس وقت کافی گھبرائی ہوئی سی تھی

''ماشااللہ میری بیٹے کی پسند تو لاجواب ہے بھئی''فلک کے ماتھے پر بوسہ دیتی وہ مسکراہ کر بولی جس پر فلک کو خوشی کے ساتھ ساتھ شرم بھی محسوس ہوئی

''مانناپڑے گا ویسے میری جان تمہیں لاکھوں میں ایک ہے میری بہو، میں تو بس آج ہی رشتہ ڈال دوں گی تمہارا فلک کے لیے''خوشی سے چہکتے ہوئے بولی

''ارے بیٹا بھی تو لاکھوں میں ایک ہے اور آج کیا ابھی ڈالے نا دیکھے سب بڑے رسم کر کے فارغ ہو گئے ہیں''شاہ کی اس بات پر فلک نے اسے زبردست گھوری سے نوازہ لیکن وہ تو بنا کوئی اثر لیے مزے

سے بولے جارہا تھا اور فلک تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئی جس کی شوخیاں آج عروج پر تھی ، کتنا خوش تھا وہ۔

اسلام علیکم!" صبا کی آواز نے اسکا سحر توڑا"

وعلیکم اسلام" ہارون کی والدہ نے شوق سے اسے دیکھا"

"کیسی ہے آپ آنٹی وہ میں صبا"

ہاں پتا ہے مجھے تم ہی ہوں نا میرے شاہ کی سیکریٹ کیپر" وہ مسکراہ" کر بولی جس پر صبا نے سر ہلا دیا

کیا کچھ ایسا ہے جو مجھے نہیں معلوم؟" فلک نے پوچھا اپنی باتوں میں وہ اسے تو بھول ہی گئے تھے۔

"کچھ نہیں تم ایسا کروں میرے ساتھ آؤ رسم شروع کرنی ہے ہم نے" اسکا ہاتھ کھینچتے وہ اسے وہاں سے لے گئی۔

"بچ گئے" شاہ نے پر سکون سانس خارج کیا۔

- -

"تو میرا بھائی چھ.بیٹیاں پیدا کرے گا گڈ ویری گڈ مجھے اسی جذبے کی توقع تھی تم سے جونیئر" مہندی کے جھولے میں اسکے برابر بیٹھتی وہ گویا ہوئی،

اسکی اس بات پر روشانے کا چہرہ خفت کے مارے سرخ ہوگیا جسے اسنے جھکا لیا، جبکہ خان نے اسے گھورا جس پر اسنے اسے دانت نکالے۔

''تمہیں شرم نہیں آتی چوری چھپے بات سنتے؟'' خان نے گویا اسے شرمندہ کرنا چاہا مگر وہ بھی اسکی بہن تھی۔

''نہیں بلکل بھی نہیں اتنی سی بھی نہیں آئی، جب میرے بھائی کو بولتے نہیں آتی تو مجھے سنتے کیوں آتی؟'' ہاتھ سے اتنے کا اشارہ بناتے ایک آبرو اچکا کر چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے اسنے جواب دیا۔

''بہت ڈھیٹ ہوں تم فلک خان'' وہ صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

''آخر کو تمہاری بہن ہوں'' وہی دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے اسنے جواب دیا۔ جس پر خان دانت پیس کر رہ گیا۔

''اف کتنے بے شرم ہے دونوں بہن بھائی'' انکی باتیں سن کر پاس بیٹھی روشانے صرف یہی سوچ سکی، اب اسے کون بتاتا کہ یہ دونوں بے شرم کے علاوہ بھی کیا کچھ نا ہے

''فلک بی بی بہت زبان چل رہی ہے آپکی لگتا تمہارا انتظام بھی کرنا پڑے گا، تم رکو زرا تایا سرکار سے کہہ کر تمہارے ہاتھ بھی پیلے کرواتا ہوں''

''کیوں نہیں شوق سے میں تو تیار ہوں'' کندھے اچکاتے ہوئے اطمینان سے اس نے جواب دیا

''ہم جتنی بے شرم ہوتا یا سر کار سے کہہ کر ڈھونڈتا ہو تمہارے لیے کوئی رشتہ'' دانت پیستے وہ گویا ہوا۔

''لڑکا ڈھونڈنے کا تکلف مت کرنا وہ میں ڈھونڈ چکی ہوں''

''کون ہے وہ؟'' اب خان کا لہجہ یکسر بدل گیا تھا، اسکے اندر کا بھائی انگڑائی لیکر جاگا تھا۔

''ہارون شاہ'' فلک نے جس اطمینان سے جواب دیا تھا خان کے تو سر پر اتنی ہی زور سے مانو کوئی بمب پھٹا تھا۔

''ہا۔۔۔ہار۔۔ہارون شاہ، مطلب کے شاہ'' خان کی آواز تو گویا حلق میں پھنس گئی تھی۔

''ہاں'' فلک کا وہی اطمینان بھرا جواب

''کیوں'' بہت ضبط کر کے پوچھا

''کیا مطلب کیوں؟'' اس کی بات پر فلک نے اچھنبے سے اسے پوچھا۔

''شاہ سے شادی کی کرنے کی کوئی خاص وجہ؟''

''وہی وجہ جس کی بدولت تم روشانے سے شادی کر رہے ہوں۔''

اور خان تو اسکا انتخاب سن کر پر سکون ہوگیا بے شک شاہ فلک کے لیے بہترین جوڑ تھا۔

- -

مہندی کی رسم ختم ہوتے ہی سب لوگ اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیے جبکہ وہ پانچوں ابھی تک لان میں تھے یا شاید سب کے جانے کا انتظار کر رہے تھے جب ان کے علاوہ کوئی اور بھی وہاں نا رہا تو وہ چاروں

شایان کے سر پر کھڑے ہو گئے جو پہلے تو انہیں دیکھ کر مسکرایا مگر نا جانے کیوں ان چاروں کا اسکے سر پر یوں کھڑا ہونا اسے کچھ ہضم نا ہوا۔

''واٹس اپ گائز؟''

''تو ہمیں اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے دوستوں، کیا لگتا ہے تم لوگوں کو؟'' فلک نے سوال کیا اور اسکی بات کو مکمل طور پر اگنور کر دیا

''میں تو کہتا ہوں اسے کرنٹ والے پانی میں پھینک دیتے ہیں اور جب یہ تڑپ تڑپ کر مر جائے گا تو اپنے آپ ہے شہید سمجھا جائے گا'' یہ آیئڈیا ہارون کا تھا

''نہیں نہیں ایسے کیا مزا آنا، میں تو کہتی ہوں اسکی سر آفاق کے بارے میں کی گئی ساری تعریفیں جو ہمارے پاس ریکورڈ ہے انہیں سنا دیتے ہیں؟ کیسا لگا؟'' اب کی بار صبا بولی

''ہم آیئڈیا برا نہیں ہے ایسے تو اسے اگلے پانچ سال چھٹی ملنا مشکل ہو جائے گا، مطلب کے پانچ سال تک شادی شدہ ہوتے بھی کنوارا'' فلک کی مسکراہٹ اتنی خوفناک تھی کہ شایان کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔

''تم کیا کہتے ہوں خان؟'' شاہ نے سوال کیا جو سب سے الگ تھلگ کھڑا تھا۔

''میں تو کہتا ہوں اسکی اور دل آویز کی طلاق کروا دیتے ہیں، بہت شوق ہے نا اسے دوسروں کی طلاق کروانے کا اور میاں بیوی کے درمیان پھڈا ڈلوانے کا'' خان نے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔

کرنٹ والا پانی، پانچ سال کی چھٹی کینسل، طلاق۔ شایان کو تو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا

''دیکھ خان جو بھی تھا وہ مذاق تھا اور میں صبا اور تجھ سے معافی مانگ لیتا ہوں اور بھابھی کو بھی سب سچ بتا دوں گا ویسے بھی دوستوں یاروں میں تو سب چلتا ہے نا؟'' شایان ہکلا ہکلا کر بولا

اتنا بھی نہیں چلتا جتنا آپ نے چلا لیا ملک صاحب ''جوان شاہ نے دیا ''
تھا

شاہ تو چپ رہ نہیں تو میں خان کو بتا دوں گا سب ''شایان نے اسے ''
ڈرانا چاہا

اچھا کیا بتاؤں گے تم کے میں اور شاہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں ''
اور ہم شادی کرنا چاہتے ہیں ''فلک نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور
شایان کو دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی

دیکھو صبا تم تو میری پیاری والی بہن ہو نا ''اب اس صبا تھی جو بچا سکتی ''
تھی اسے

''میں ضرور تمہاری مدد کرتی اگر تمہاری وجہ سے روشانے مجھے اتنا انسلٹ نا کرتی تو سوری'' صبا کے ہری جھنڈی دکھانے پر شایان کے پاس اور کوئی راستہ نا بچا سوائے اسکے کے وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور ان چاروں نے اسے یوں دیکھا جیسے اسکی اداکاری سے اچھے سے واقف ہوں۔

''یہ۔۔ یہ کیا ہوا ہے؟ ہائے اللہ ظالمو کیا کر دیا میرے شوہر کے ساتھ تم لوگوں نے؟'' وہ دونوں شایان کو بازوؤں سے پکڑے اندر بیڈ پر لائے لٹا یا ہی تھا جب دل نے اچانک کمرے میں آکر اسے دیکھتے ہی بین ڈالنا

شروع کر دیا، جبکہ پیچھے آتی صبا اور فلک تو صرف آنکھیں گھما سکی اسکی اس اداکاری پر

"رب نے بنا دی جوڑی" صبا نے سرگوشی نما آواز میں تبصرہ کیا جس پر فلک صرف سر ہاں میں ہلا سکی۔

"میں پوچھتی ہوں کیا کیا ہے تم لوگوں نے میرے معصوم شوہر کے ساتھ" خان اور شاہ کو پیچھے دھکیلتے اب وہ شایان کے سرہانے بیڈ پر ٹک گئی اور اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔

"کچھ نہیں کیا تمہارے شوہر کے ساتھ ہم نے یہ اسکے خود کے کرتوت ہیں اور جہاں تک بات رہی معصومیت کی تو واللہ قربان جاؤں میں تمہارے شوہر کی معصومیت پر اسکی اسی معصومیت کا نتیجہ ہے کہ میری بیوی مجھسے طلاق کا مطالبہ کرنے پر آگئی تھی" وہ جو اتنی دیر سے شیرنی بنی ہوئی تھی

خان کی بات پر بھیگی بلی بن کر رہ گئی اور ایک نظر غصے سے اپنے سر تاج کو دیکھا کو مزے کی نیند لے رہا تھا اب

"ہاں تو کیا ہوا مزاق تھا نا آرام سے سمجھا دیتے ایسے کون کرتا ہے وہ بھی جب وہ تم لوگوں کے بچپن کا دوست ہے۔ ٹھیک ہے مانا اسنے غلطی کی ہے مگر فکر مت کروں میں سمجھا دوں گی اسے" انہیں کہتے ہی اسنے دو تھپڑ شایان کے منہ پر بھی باتوں ہی باتوں میں جڑ دیے اور وہ جو تب سے آنکھیں بند کیے، بیہوشی کا ڈرامہ کرتا انکی آپسی تکرار سے لطف اندوز ہو رہا تھا دل آویز کی اس محبت پر کراہ کر رہ گیا، جبکہ باقی چاروں نے بامشکل اپنی ہنسی ضبط کی۔

"میرے خیال سے شایان کو دل خود ہوش میں لے آئے گی ہمیں اب چلنا چاہیے" شاہ نے مشورہ دیا جس پر عمل کرتے ان چاروں نے سر اثبات میں ہلائے کمرے سے باہر کا رخ کیا۔

تم گدھے، میں کیا کروں تمہارا؟ افففف شایان افف۔۔ تم کب اپنے"

ڈراموں سے باز آؤ گے" بیڈ سے تکیہ اٹھائے اب وہ اس پر مارنے لگ

گئی اور وہ جو تب سے بے ہوش بنا پھر رہا تھا بھوکلا کر اٹھا۔

"اوئے۔۔ کیا کر رہی ہو یار دل بس بھی کرو۔۔۔ دل میں کہہ رہا ہوں رک

جاؤ ورنہ مجھسے برا کوئی نہیں ہوگا دل، دل بس اچھا بس ہوگیا" ہاتھوں سے

اپنا بچاؤں کرتے ہوئے وہ دل کی طرف بڑھا اور آخر کار تکیہ اسے کھینچتے

ہوئے اسے بیڈ کی طرف پھینک کر دل کو اسنے دونوں بازؤں سے جکڑ لیا

"بس بھی کردوں اتنا غصہ بھلا کسے آتا ہے" آرام سے اسے اپنے

بازوؤں کے حلقے میں لیے اسنے پوچھا

"مجھے مجھے آتا ہے۔۔ تم بدتمیز انسان کب باز آؤ گے تم" غصے سے

چلاتے آخر میں وہ اسکے سینے پر مکے برسانے لگی

"اچھا سوری سوری یار مزاق کیا تھا میں نے وہ بھی خان سے تم کیوں اتنی
ہائپر ہو رہی ہوں؟"
"ابھی ابھی روشانے کو سلا کر آرہی ہوں اتنا رو رہی تھی وہ بیچاری کہہ
رہی تھی کہ کہی خان بھی اسکے ساتھ وہی نا کردے جو خان کے ابو نے
فلک کی امی کے ساتھ کیا تھا اور تم مزاق کہہ رہے ہوں وہ بیچاری اتنی
مشکل سے سوئی ہے اوپر سے اس نے صبا سے الگ بدتمیزی کی صرف
تمہارے بکواس سے مزاق کی وجہ سے"
"اچھا نا یار پکا صبح ہوتے ہی سب سے سوری بھی کروں گا اور بھابھی کے
لیے تو کان پکڑ کر اٹھک بیٹھک بھی کروں گا" اسکی بات دل نے اسے
دھکا دیے خود سے دور کیا اور آنکھوں میں خفگی لیے منہ موڑ گئی
"اب کیا ہو گیا ہے یار؟" وہ واقعی میں اسکے بدلتے موڈ پر حیران رہ گیا

"مجھے کیا ہونا ہے جاؤ لگاؤ اپنے دوست کی بیوی کے لیے اٹھک بیٹھک کبھی اپنی بیوی کی ناراضگی کی تو اتنی فکر نہیں کی اور دوست کی بیوی کی کتنی فکر ہے تمہیں" غصے سے کہتے اب وہ کمرے سے ملحقہ بالکونی میں آکر کھڑی ہوگئی نظریں اسکی نیچے لان کی طرف تھی جب پیچھے سے شایان نے اسے اپنے حصار میں لیا

"دل ایک بات پوچھو سہی سہی جواب دینا کیا ہوا ہے؟ آجکل میں دیکھ رہا ہوں تم بہت اوور ریئکٹ کرنے لگ گئی ہوں۔ کیا ہوا ہے بتاؤں مجھے، میری دل کیوں اتنی پریشان ہے" اور دل نے بنا کچھ کہے منہ موڑے اسے گلے لگاتے اسکے سینے میں اپنا منہ چھپا لیا، انہیں کچھ پل یونہی گزر گئے جب دل بولی

"مجھے ڈر لگتا ہے شایان، پتا نہیں کیوں مگر ایک دھڑکہ لگا رہتا ہے دل کو کہ کچھ ہونے والا ہے، پتا نہیں کیا مگر شائد کچھ بہت برا جو ہم سب کو توڑ کر

رکھ دے گا۔ مجھے ڈر لگنے لگ گیا ہے شایان میں تمہیں نہیں کھو سکتی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو تم مجھے، میں نے اتنی محبت کسی سے نہیں کی جتنی تم سے کی ہے، مجھے چھوڑنا مت شایان ورنہ یا تو میں پاگل ہو جاؤ گی یا پھر مر جاؤ گی''

''ششش دل ایسا کچھ نہیں ہو گا، میں یہی ہوں، ہم سب یہی ہیں کسی کو کچھ نہیں ہو گا تم فکر مت کروں اوکے، اور جہاں تک بات ہے چھوڑنے کی تو اگر میں نے کبھی مذاق میں بھی تمہیں چھوڑنے کی بات کی تو کیا کروں گی تم؟''

''تو میں تمہیں اسی پستول سے مار دوگی جو تم نے مجھے چلانا سکھائی ہے''

اسکے کرتے کے بٹن سے چھیڑ کھانی کرتے وہ بولی

اچھا رات بہت ہوگئی ہے چلو اب جاؤ سونے کا وقت ہوگیا ہے ورنہ ''

میرا ارادہ بدلنے میں دیر نہیں لگنی، ویسے بھی خوبصورت رات، من چاہا

ہمسفر اور یہ تنہائی'' شایان کی شوخی پر دل تو سٹپٹا کر رہ گئی

افففف شایان بھاڑ میں جاؤ تم کس قدر گھٹیا ہوں تم'' اسے پرے دھکیلتے ''

وہ تیزی سے کمرے سے باہر بھاگی جبکہ شایان کے قہقہے نے دور تک

اسکا پیچھا کیا۔

- -

-

صبح فجر کا وقت تھا جب وہ سب سے چھپتا چھپاتا اسکے کمرے کے باہر

آن کھڑا ہوا اور دروازہ ہلکے سے ناک کرنے لگ گیا، وہ جانتا تھا کہ اس

وقت وہ نماز سے فارغ ہوگئی ہوں گی

آ رہی ہوں بھئی صبر کرلو۔۔ اف کون ہے جسے صبح ہی صبح موت پڑ گئی ''

ہے '' صبا جو ابھی جائے نماز طے کر کے اسکی جگہ پر رکھ رہی تھی اتنی بار

دستک پر جھنجھلا کر رہ گئی

ہارون تم اس وقت یہاں ؟ '' وہ تو ہارون کو دیکھ کر حیران رہ گئی ''

اندر تو آنے دوں لڑکی کیوں جوتے پڑوانے ہیں مجھے '' صبا کو دھکیلتے وہ ''

اندر داخل ہوا

تم یہاں کر کیا رہے ہوں ؟ '' اسے بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر وہ اسنے سوال کیا ''

مجھے شاپنگ پر جانا ہے '' اسکے بیڈ پر بیٹھے اسنے بتایا ''

ہارون تم اتنی صبح مجھے یہ بتانے آئے ہوں کہ تمہیں شاپنگ پر جانا ''

ہے '' ایک آبرو اچکائے ، جھنجھلاتے ہوئے اسنے پوچھا

نہیں میں تمہیں کچھ بتانے نہیں آیا بلکہ یہ کہنے آیا ہوں کہ تیار رہوں تم ''

میرے ساتھ جا رہی ہوں '' مزے سے حکم صادر کرتے وہ بولا

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" وہ چلائی

"آرام سے یار اگر کسی نے سن لیا تو چھاپا پڑ جانا ہے پھر ہم دونوں کو

سنگسار کر دیا جائے گا" وہ مزے لیتا بولا

"بھئی کیا ہے ہارون مجھے نہیں جانا" اسنے سیدھا انکار کر دیا

"صبا پلیز چلو نا، چلو نا" وہ اب منت پر اتر آیا

"کیا بہت ضروری ہے؟

"بہت زیادہ" معصوم بچوں جیسا چہرہ بنائے وہ بولا

"ٹھیک ہے چلو"

"تھینک یو تھینک یو سو مچ"

"اسکی ضرورت نہیں بس برات سے پہلے میں واپس آجاؤ سمجھے" انگلی

اٹھاتے اسنے وارن کیا

"جو حکم مادام" سینے پر ہاتھ رکھے سر جھکائے وہ بولا

- -

-

پوری حویلی میں اس وقت بھگدڑ مچی ہوئی تھی، ہر طرف ہلچل تھی ہوتی بھی کیوں نا آخر کو وہ دن آ ہی گیا تھا جس کا سب کو بے صبری سے انتظار تھا، ہر کوئی اپنے مسئلوں میں مصروف تھا ایسے میں کسی کو کسی کا ہوش نا تھا جبکہ دلہن صاحبہ تو منہ بنائے الگ تھلگ بیٹھی تھی جب دل تیزی سے اسکے پاس سے گزری اور آگے جاتے جاتے اچانک رکی اور اس کے پاس واپس آئی۔

"کیا ہوا روشی یوں کیوں بیٹھی ہوں؟"

"میں۔۔۔ وہ اندر کمرے میں برف باری ہو رہی تھی تو سوچا باہر آ کر دھوپ لگوا لوں" شیریں لہجے میں بھرپور طنز کیے وہ بولی

"ہاں کیا ہوا ہے روشی ایسے کیوں بات کر رہی ہوں؟" دل حیران ہوئی

کیا ہوا ہے ؟ سچ میں کیا ہوا ہے ؟ میں دلہن ہوں آج میری برات ہے ''
کسی کو فکر ہے میری سب اپنے ہی کام میں مگن ہے ، مجھے پارلر جانا
ہے ، مگر نہیں سب کو اپنی ہی فکر ستائے جا رہی ہے میں دلہن ہوں
میرے بارے میں کسی نے سوچا '' وہ تو پھٹ پڑی جبکہ دل ہونقوں کی
طرح منہ کھولے اسے دیکھے جا رہی تھی ، واقعی میں یہ تو اسنے سوچا ہی
نہیں تھا سب اپنے کاموں میں مگن تھے اسے تو کسی نے دیکھا ہی نہیں ،
دل کو واقعی میں اس پر ترس آ رہا تھا ۔

'' اچھا تم فکر مت کروں میں کہتی ہوں کسی کو کہ تمہیں پارلر لیجائے تم ایسا
کروں اپنا سامان لے آؤ کمرے سے '' اسکی بات سن کر وہ سر ہلاتے
کمرے میں چلی گئی جبکہ دل کو تو فکر لگ گئی کہ وہ اب کس سے کہے جب
اسے سامنے سے خان آتا نظر آیا

'' لالا آپ کہی جا رہے ہے ؟ '' خان سے سامنے آتے اسنے پوچھا

ہاں اسلام آباد جارہا ہوں اپنی شیروانی لینی تھی کیوں کوئی کام'' اسنے سوال کیا

''وہ دراصل روشانے کو پارلر چھوڑنے جانا ہے اور کوئی بھی نہیں ہے تو آپ اسے لیجائے گے؟'' اسنے التجا کی جبکہ خان کے تو مانو دل کی مراد بر آئی۔

''ہاں شیور وائے ناٹ تم اسے بلالو میں باہر گاڑی کے پاس کھڑا ویٹ کر رہا ہوں'' کہتے ہی وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ دل روشانے کو لینے چلی گئی

اسے ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے جب دل کے ساتھ وہ چلتی نظر آئی، کڑھائی والی شال لیے جھنجھلائے چہرے کے ساتھ وہ خان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی جبکہ اسکے تو چلتے پیر خان کو دیکھ کر رک گئے

''چلو بھئی روشی لالا تمھیں پارلر چھوڑ دے گے جلدی جاؤ''

تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ یہ مجھے لیکر جا رہے ہیں؟'' سرگوشی نما انداز میں اسنے دل سے پوچھا جسے خان نے واضع ن لیا تھا

''ہاں تو کیا ہوا شوہر ہے تمہارا اور آگے بھی تو انہی کے ساتھ جایا کروں گی نا چلو شاباش جلدی کروں پھر یہ نا ہوں کہ سب یہ کہے کہ جن کی شادی ہے وہی لیٹ ہے'' اور اسے بنا کوئی موقع دیا فرنٹ سیٹ پر بٹھا دیا، وقت کی مناسبت سے وہ بھی چپ کر کے بیٹھ گئی۔

''ہو سکے تو تمام غلط فہمیاں دور کر کے آئیے گا'' خان کے پاس سرگوشی کرتے دل اندر کی طرف بڑھ گئی جبکہ خان مسکراہ دیا

''آویز'' اسکے پکارنے پر وہ مڑی

''ہاں'' اسنے پوچھا جبکہ خان نے اسے تھمبزاپ کا اشارہ کر کے شکریہ ادا کیا، جو اسنے سسر خم کر کے وصول کیا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''افففف یہ پانچویں شاپ ہے جیولری کی اور تمہیں کچھ پسند نہیں آرہا شاہ''

صبا جھنجھلا کر بولی جبکہ ہارون کی تو آنکھیں حیرت سے کھل گئی

''میں ۔۔ میں دیر لگا رہا ہوں ؟ وہ تم ہوں جو ابھی تک کوئی سوا انگوٹھیاں

ریجیکٹ کر چکی ہوں'' اپنی طرف انگلی کیے پھر اسنے وہی انگلی صبا کی

طرف کیے بولا اسے

''ہاں تو تم بھی کیسے بکواس ڈیزائن پسند کیے جا رہے ہوں'' وہ منہ بنا کر

بولی

''اچھا چلو اب آئے ہیں تو اس شاپ کو بھی دیکھ لیتے ہیں'' جبکہ وہ صرف

سر ہلا کر رہ گئی

''ویسے تم نے غور کیا آج شاید پہلی بار تم نے مجھے ہارون کی جگہ شاہ بلایا

ہے'' اسنے مسکراہ کر کہا

''کیوں تمہیں برا لگا؟''

''نہیں بلکل بھی نہیں بلکہ اچھا لگا ، پہلی بار اپنی لگی ہو تم ''

اب وہ دونوں شاپ کے اندر داخل ہوئے جب صبا کی نظر ایک انگوٹھی پر رک گئی

بیوٹیفل '' صبا کے کہنے پر شاہ نے نظروں کی تعاقب میں دیکھا تو حیران رہ گیا

مجھے یقین نہیں ہوتا یہ ابھی تک یہی ہے '' وہ خوش ہوتا بولا ''

مطلب ؟ '' صبا حیران ہوئی ''

ارے یہ انگوٹھی آج سے چار سال پہلے جب میں اور فلک اسی مال اسی شاپ میں آئے تھے نا تب فلک کو بھی یہ بہت پسند آئی تھی مگر ابھی تک کسی نے خریدی کیوں نہیں ؟ '' وہ حیران ہوا

شاید یہ فلک کے لیے ہی بنی تھی اسی لیے ، اب جلدی کروں اور خرید لوں اسے '' صبا کی تجویز پر سر ہاں میں ہلاتے اسنے وہ انگوٹھی خرید لی

''ایک منٹ رکنا'' ورکر کو اسے پیک کرتے دیکھ کر اسنے اچانک روکا

''اب کیا ہوا'' صبا جھنجھلا گئی وہ واقعی میں تھک گئی تھی

''ہاتھ آگے کروں اپنا'' اسنے صبا کا ہاتھ مانگا

''کیوں؟''

''ارے کروں بھی نا'' صبا کے ہاتھ آگے کرتے ہی اسنے وہ انگوٹھی صبا کی انگلی میں پہنا دی

''پرفیکٹ'' اب وہ غور سے اس انگوٹھی دیکھ رہا تھا

''ہارون یہ کیا۔۔۔''

''یار سائز چیک کر رہا تھا بلکل ٹھیک ہے۔ یہ آپ پیک کر دے'' صبا کی انگلی سے انگوٹھی نکالے اسنے اب سیلز مین کو دے دی، اور صبا جس کا دل تھوڑی دیر پہلے سو کی سپیڈ پر دھڑک رہا تھا ایک پل کو اسے دھڑکن رکتی محسوس ہوئی، آخر کیوں نہیں وہ اس حقیقت کو تسلیم کرلیتی کہ شاہ اسکا

نہیں ہے، کیوں وہ اتنی بے بس ہے، نہیں وہ خود کو کمزور نہیں کر سکتی
اسے سیکھنا ہوگا محبوب کی خوشی میں خوش ہونا، وہ اسکا نہیں تو کیا ہوا اسے
تو اہنی محبت مل رہی تھی نا۔
''اللہ جو بھی کرتا ہے بہتر کرتا ہے'' یہ سوچتے ہی وہ پر سکون ہوگئی تھی۔

- -

''تمہیں یہاں کتنا وقت لگے گا؟'' پارلر کے باہر گاڑی روکتے اسنے پوچھا
''شاید دو گھنٹے'' روشانے نے جواب دیا۔ پورے راستے انکے مابین کوئی
بات نہیں ہوئی تھی، خان چاہتا تو اسے ابھی سب کچھ کلیئر کر دیتا مگر
شایان نے جو رائتہ پھیلایا تھا اسے سمیٹنا اتنا آسان نا تھا
''ٹھیک ہے پھر مجھے کال کر دینا میں پک کرلوں گا'' اسکی بات پر وہ سر ہلا
کر گاڑی سے اترنے لگی کہ اچانک رک گئی اور اسکی طرف مڑی
''خان وہ۔ میرے پاس آپکا نمبر نہیں ہے'' انگلیاں مڑورتے اسنے کہا

’’اچھا موبائل دو اپنا‘‘ اور اسکا موبائل پکڑتے ہی اپنا نمبر سیو کر دیا
’’یہ لو۔ ۔اور سنو اتنی بھی خوبصورت مت لگنا کہ تمہارے خان کے لیے
اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو جائے‘‘ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ بولا جبکہ
اسکی پلکیں شرم کے مارے جھک گئیں

’’خان‘‘

’’جی‘‘

’’وہ کیا سچ میں آپ مجھے لینے آئے گے؟‘‘ اسنے ہچکچاتے سوال کیا

’’ہاں کیوں؟ کوئی مسئلہ؟‘‘

’’نہیں وہ دراصل اماں کہتی ہے کہ اچھا نہیں لگتا نا کہ شادی سے پہلے
لڑکا، لڑکی ایک دوسرے کو دیکھے، دلہن پر روپ نہیں آتا‘‘ نظریں
جھکائے اسنے بات پوری کی۔

روشانے جاؤ تمہیں دیر ہورہی ہے اور روپ کی فکر مت کروں وہ تو ''

''جب تم خان کے رنگ میں رنگ جاؤ گی تو اپنے آپ آجائے گا

میں ۔۔ میں چلتی ہوں '' کہتے ہی وہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی ''

کال کرنا مت بھولنا '' اسکے پیچھے ہانک لگائے ، آنکھوں پر چشمہ لگائے

اسے گاڑی زن سے آگے بڑھا دی ۔

- -

- -

سب بڑے اس وقت چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے ، جیسے انہیں

کوئی اور کام نا تھا جب اچانک شاہ کی ماما نے ان سب کو مخاطب کیا

بھائی صاحب آج میں آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ، مجھے امید ہے آپ ''

مجھے ٹھکرائے گے نہیں '' انہوں نے تمہید باندھی

''ضرور ثروت ضرور اگر ہمارے بس میں ہوا تو آپکی خواہش ضرور پوری

کرے گے'' جمیل صاحب شفقت بھرے لہجے میں بولے

''بھائی صاحب شاہ میرا بچپن سے آپ سب کی نظروں کے سامنے پلا

بڑھا ہے ، خان کے ساتھ اسنے اپنا سارا بچپن گزارا ہے ، خدا گواہ ہے کہ

میرے بچے میں کوئی برائی نہیں ہے''

''ارے ثروت یہ بھی کوئی بتانے والی بات ہے بھئی شاہ اور ملک تو

دونوں ہمارے لیے ہمارے خان جیسے ہیں'' اب کی بار جواب بی ماں

نے دیا

''بھائی صاحب ہم لوگ آپ جتنے امیر تو نہیں مگر ہاں عزت دار ضرور

ہے''

''بھئی ثروت جو کہنا ہے کھل کر کہو''

"بھائی صاحب آج میں بڑے مان سے اپنے شاہ کے لیے آپکی فلک کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں" انکی بات پر جہاں جمیل خان اور اماں خوش ہوئے، وہی بی ماں پر سکون ہو گئی کہ اللہ نے کتنا اچھا جوڑ رکھا ہے فلک کے نصیب میں، جبکہ نتاشہ بیگم کا تو حیرت کے مارے منہ کھل گیا وہ فلک کو کسی طور خوش نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں" نتاشہ بیگم قطعی لہجے میں بولی

"میں وجہ جان سکتی ہوں؟" ثروت نے سوال کیا

"بھئی شاہ جتنا مرضی عزیز ہوں مگر وہ ہمارے خاندان کا نہیں ہے اور خاندان سے باہر ہرگز اسکی شادی نہیں ہوگی"

"کیا آپکا بھی یہی جواب ہے بھائی صاحب ہے؟" ثروت نے اب جمیل خان سے پوچھا

انکا جواب جو مرضی ہوں مگر فلک کا باپ میں ہوں اور میں اس رشتے سے انکار کرتا ہوں، اپنی بیٹی میں خاندان سے باہر کبھی نہیں دوں گا۔ ''

اکمل خان مغرور لہجے میں بولے

'' مگر مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراز نہیں، میری طرف سے ہاں ہے '' یہ آواز رخسانہ بیگم کی تھی۔

'' فلک میری بیٹی ہے اسکی زندگی کا فیصلہ میں کروں گی اور مجھے کوئی مسئلہ نہیں اس رشتے سے '' وہ مضبوط لہجے میں بولی

'' تم۔۔ جاہل عورت دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا اسکی خاندان سے باہر شادی نہیں ہوگی '' وہ غصے سے چیخے

'' کیوں، کیوں نہیں ہو سکتی جب اسکا باپ خاندان سے باہر شادی کر سکتا ہے تو وہ کیوں نہیں، ویسے بھی مجھے اس رشتے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، ہارون ایک شریف لڑکا ہے، ماشااللہ سے اچھا کماتا ہے،

معاشرے میں عزت رکھتا ہے وہ اور میرا جواب ہاں ہے'' انکے مضبوط لہجے نے اکمل خان کو حیران کر دیا آخر انہیں کہا عادت تھی ایسے لہجے کی۔

''تو میرے خیال سے یہ رشتہ پکا سمجھا جائے''جمیل خان گلا کھنکھار کر بولے

''بلکل بھائی صاحب''

''بھئی تو مٹھائی منگواؤ''سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جبکہ اکمل خان اور نتاشہ کی زبان کو تو تالا لگ چکا تھا۔

فلک اور شاہ کے رشتے کا سن کر ارمان نے بہت بڑا طوفان کھڑا کیا تھا اور پھر جب جمیل خان نے اسے اصلیت سے دوچار کیا تو وہ تھما اور ساتھ ہی

ساتھ شرمندہ بھی ہوا، اسکے باپ کو حقیقت معلوم ہوگی یہ تو اسنے سوچا ہی نا تھا، مگر اصل جھٹکا تو تب لگا جب اسے پتا کہ حقیقت بتانے والی کوئی اور نہیں بلکہ اسکی اپنی بیوی انجلینا تھی جس نے اسکے بعد اپنی عزت کے داغدار ہونے پر خودکشی کرلی تھی۔

''عزت سب کی سانجھی ہوتی ہے ارمان، عورت مشرق کی ہوں یا مغرب کی اسکی عزت کرنا ایک عزت دار مرد پر فرض ہوتا ہے، مگر تم نے ہمیں بہت شرمندہ کیا، قیامت والے دن اس لڑکی کے ساتھ ہوئی زیادتی کے جواب دہ ہوگے تم ارمان'' یہ الفاظ بولتے ہی جمیل خان نے محفل کو برخاست کردیا، جبکہ دل تو یہ ڈرامہ دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ اس وقت گھر پر صرف وہی تھی۔

- -

- - - - - - - - - - - - - -

ویسے یہ انگوٹھی کس لیے ؟ اسے پرپوز کرنے لگے ہوں ؟'' صبا نے ''
سوال کیا

نہیں نکاح کا تحفہ'' وہ سرشار سا بولا''

کیا مطلب ؟'' وہ حیران ہوئی''

مطلب یہ کے آج ماما میرے اور فلک کے نکاح کی بات کرے گی جو ''
کہ کل خان کے ولیمے کے ساتھ ہی طہ پایا جائے گا

''اوکے ے ے۔۔چلو بھئی اللہ تمہیں خوش رکھے ''

آمین'' اسنے صبا کی بات پر دل سے آمین کہا''

- -

- - - - - - - - - -

برات کے لیے حال میں خان اور روشانے اکٹھے داخل ہوئی جب سب نے تالیاں اور سیٹیاں بجا کر انہیں ویلکم کیا، روشانے کا تو سر شرم کے مارے اٹھ ہی نہیں رہا تھا۔

"اتنا بھی مت شرماؤں مسز خان ابھی تو بہت کچھ باقی ہے سمجھی" اسکے کان کے پاس سرگوشی کرتے وہ بولا جس پر اسکا سر مزید جھک گیا اور اسنے ایک ٹھوکہ خان کو مارا

"اف ظالم بیوی" اسکی اس بات پر وہ مسکراہ کر رہ گئی، وہ دونوں سٹیج پر بیٹھ گئے تھے اور اب باری باری مہمانوں کی مبارک باد وصول کر رہیں تھے، جب فوٹو سیشن کا دور چلا، یونہی ایک خوبصورت دن اپنے اختتام کو پہنچا اور رخصتی کو وقت آگیا۔

"اس سے پہلے کے رخصتی ہوں میں آپ سب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

جمیل خان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے

''کل خان کے ولیمے کے ساتھ ہی ہم نے اپنی بیٹی فلک خان کا نکاح ہمارے دوست کے بیٹے ہارون شاہ سے طے کر دیا ہے'' سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھے وہ بولے، جبکہ فلک نے اپنے سامنے کھڑے ہارون کو حیرانگی سے دیکھا، جس پر اسنے اسے آنکھ ماری جبکہ وہ شرم سے سر جھکا گئی، ایک ایک کر کے سب نے اسے مبارکباد دی۔

''بہت بہت مبارک ہوں میری جان'' صبا اسکے گلے لگی بولی اور اسکی آنکھوں میں خوشی کے مارے آنسوؤں آ گئے

''اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے'' اسکے سر پر ہاتھ رکھے خان بولا جبکہ وہ تو خوشی میں اس سے لپٹ گئی اور خان بھی محبت سے اسے گلے لگائے تھپکنے لگا۔

''سو میں دیکھ رہا ہوں کہ بہن بھائی میں سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے'' اسکے پاس رکتے شاہ شرارت سے بولا

''ہاں سہی کہاں تم نے''

''ویسے تمہیں یاد ہے جب ایک بار میں نے تمہیں کہا تھا کہ سورڈ آف اونر فلک کو ملے گا تو تمہیں کتنا غصہ آیا تھا۔

اور خان اس دن کو یاد کر کے مسکراہ دیا

''تم بھول رہے ہوں خان جب تک فلک ہے سورڈ آف اونر تمہیں ملنا مشکل ہے'' شاہ تو کہہ چکا تھا، مگر یہ نام کتنی نفرت تھی خان کو اس سے

اور اب اسنے ایک نظر فلک کو دیکھا جو اب سب سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے میں مگن تھی۔

''میری بہن کا دھیان رکھنا شاہ ورنہ میں ہماری دوستی بھول جاؤ گا'' وہ اسے وارن کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں خان اور روشانے کی رخصتی بھی ہوگئی جس پر نا چاہتے ہوئے بھی روشانے رو دی اور بہت مشکل سے اسے چپ کروایا گیا۔

شایان نے بھی شادی پر روشانے کو سب کچھ کلئیر کر دیا تھا اور اپنے مزاق کی معافی بھی مانگی تھی جس پر اسنے تھوڑے سے ڈرامے کے بعد معاف کر دیا تھا، معافی تو اسنے بھی صبا سے مانگی تھی جسے صبا نے یہ کہہ کر بات ختم کی کہ اسے خوشی ہے کہ وہ خان سے کتنی محبت کرتی ہے، سب کچھ اب ٹھیک تھا سب کچھ مگر ایسا شاید انہیں ہی لگتا تھا۔

- -

رخصتی ہوتے ہی اسے خان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا دوسری دلہنوں کی طرح شرم سے سر جھکائے اپنے سرتاج کا انتظار کرنے کی بجائے اب وہ آنکھیں کھولے اسکا کمرہ دیکھ رہی تھی، یہ نہیں تھا کہ وہ اس کے

کمرے میں پہلی بار آئی تھی مگر غور پہلی بار کی تھی، کمرہ سادہ مگر خوبصورت تھا

جس بیڈ پر اسے بٹھایا گیا تھا وہ بھی بہت سادہ سا تھا، بیڈ کے سامنے ٹیبل پر صرف ایک بوکے رکھا گیا تھا وہ بھی دل آویز کی ضد پر، خان کی سادگی کو مدنظر رکھتے ہوئے گلاب کی ایک لڑی بھی کمرے میں نا تھی، اسے بیڈ پر بٹھائے فلک اسے دیکھے مسکرائے جا رہی تھی جواب بھی غور سے آنکھیں کھولے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھی، اسکی آنکھوں میں ابھرتی ستائش فلک دیکھ چکی تھی اور اسے خوشی بھی ہوئی تھی کہ روشانے نے سادہ سے کمرے کو دیکھ کر مائنڈ نہیں کیا مگر وہ پھر بھی کنفرم کرنا چاہتی تھی۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہے آپ'' فلک کو خود کو دیکھتے ہی روشانے بول اٹھی

''تم کیا دیکھ رہی ہوں؟'' فلک نے سوال کیا

''یہ کمرہ بہت اچھا ہے آپی'' وہ اشتیاق سے بولی۔

''تمہیں واقعی میں اچھا لگا نا میرا مطلب کے جیسا لڑکیوں کو شوق ہوتا ہے انکا کمرہ سجا ہوں یہ ویسا نہیں ہے'' فلک نے اپنا ڈر دور کرنا چاہا

''ارے نہیں آپی یہ کمرہ تو بہت اچھا ہے، سمپل سا اور خوبصورت بھی''

''ہمیشہ خوش رہو'' اسکی پیشانی چومتے وہ بولی

''اچھا اب میں چلتی ہوں خان آنے والا ہوگا'' کہتے کی فلک باہر جانے لگی
جب روشی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

''آپی مت جائے مجھے عجیب سا لگ رہا ہے'' فلک کی سوالیہ نظروں پر وہ
بولی، وہ گھبرائی ہوئی تھی فلک جانتی تھی کیونکہ جس ہاتھ میں اسنے فلک کا
ہاتھ پکڑا ہوا تھا وہ بھیگا ہوا تھا۔

''روشی میں ضرور رکتی مگر عیشا پڑھنی ہے پہلے ہی دیر ہوچکی ہے'' بیڈ پر
اسکے پاس بیٹھتے وہ پیار سے سمجھاتے اسے بولی

ٹھیک ہے'' سر جھکائے وہ مدہم لہجے میں بولی''

''فکر مت کروں کچھ نہیں ہوگا اور اگر خان نے کچھ کہا نا تو مجھے بتانا، کان نا مڑوڑا اسکا تو میرا نام بھی فلک خان نہیں'' فلک کی اس بات پر وہ ہنس دی، وہ تو فلک کو خان کا کان مڑوڑتے بھی تصور کر چکی تھی، اسکو ہنستا دیکھ کر فلک بھی پر سکون ہو گئی تھی۔

''کیا باتیں چل رہی ہے بھئی دونوں بہنوں میں؟'' دروازہ ناک کرتے بی ماں نے اندر داخل ہوتے پوچھا

''ارے بی ماں آ یئے نا میں بس جا ہی رہی تھی بس اپنی بہن پلس بھابھی کو کچھ ٹپس دے رہی تھی'' بی ماں سے بات کرتے روشانے کو دیکھ کر آنکھ مارتے وہ بولی جس پر وہ کھلکھلا اٹھی

''اچھا کیا ٹپس دی جا رہی تھی زرا مجھے بھی پتا چلے'' فلک کو دیکھتے اب انکا رخ روشانے کی طرف ہو گیا

''وہ آپی کہہ رہی تھی کہ اب اگر خان نے کچھ کہے نا تو انکو بتاؤ تا کہ یہ انکے کان مڑوڑ سکے'' فلک کے چپ رہنے کے اشاروں کو اگنور کیے اسنے تابعدار بیٹی کی طرح بی ماں کو سب سچ بتا یا جو کہ اب پیچھے مڑے فلک کو گھورنے میں مصروف تھی اور فلک بی بی بند کمرے میں تارے گننے میں

''تم کچھ کہہ کر تو دکھانا زرا میرے دماد کو بہت مار وگی میں تمہیں'' فلک کا

کان پکڑے اب وہ اسے سنانے میں مصروف تھی

''اللہ بی ماں چھوڑے نا نماز پڑھنے جانا ہے مجھے'' جلدی سے انکے ہاتھ

سے اپنا کان چھڑوائے ، روشانے کو نظروں کے ذریعے ہی وارننگ

دیتے اسنے باہر کو دوڑ لگائی

''ایک منٹ فلک'' بی ماں کے پکارنے پر وہ رکی

''یس مائی ڈئیر بیوٹیفل مام''

''خوش تو ہوں نا اس رشتے سے تم'' اسکے رشتے کو لیکر انہوں نے تصدیق کرنا چاہی

''بہت زیادہ بی ماں بہت زیادہ'' انکے گلے سے لپٹے، حیا کی چادر اوڑھے وہ بولی اور بی ماں تو پر سکوں ہو گئ۔

''ہمیشہ خوش رہوں میری جان'' اسکے ماتھے پر بوسہ دیتی وہ محبت سے بولی

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

کام آن دل اب بتا بھی دوں کہ کہاں لیکر جا رہی ہوں تم مجھے'' وہ جو اسے اپنے ساتھ کھینچ کر لے جا رہی تھی اسکے پانچویں دفع پوچھنے پر وہ رکی اور اسکی طرف دیکھ کر منہ پر انگلی رکھے ''شش'' چپ رہنے کا کہا

''شش؟ وٹ ششش، یار تم پانچ منٹ سے یہ منہ پر انگلی رکھے شش اونہہ میرا مطلب ہے کے چپ کروائے جا رہی ہوں آخر بات کیا ہے'' وہ جھنجھلا اٹھا

''اللہ شایان کیا مسئلہ ہے سکون نہیں ہے تمہیں کیا، بتاتی ہوں صبر رکھوں'' شایان کا ہاتھ کھینچتے وہ اسے اسکے کمرے میں لے آئی اور اسکا ہاتھ چھوڑے اب وہ دروازے کی طرف بڑھی اور باہر دیکھنے لگی جب کسی بھی ذی روح کے نا ہونے کا یقین ہو گیا تو سکون کی سانس خارج

کیے اسنے دروازہ ہلکے سے بند کیا اور شایان کی طرف متوجہ ہوئے جواب چہرے پر پراسرار مسکراہٹ لیے، دونوں بازو باندھے اسکی طرف دیکھ رہا تھا

"کیا؟" ایک آبرو اچکا کر اسنے سوال کیا

"دل ڈارلنگ تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے" مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کرتے اسنے پوچھا

"مطلب؟" دل کو سمجھ نہیں آیا

اررے تنہا چاند، کالی رات، بند کمرہ صرف میں اور تم، کیا چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں ‘‘ اسکی طرف قدم بڑھائے وہ شوخ لہجے میں پوچھنے لگا، جبکہ دل تو اسکا مطلب سمجھ کر لال ہوگئی مگر فرق صرف اتنا تھا کہ یہ لالی شرم سے نہیں بلکہ غصے کی وجہ سے آئی تھی۔

’’شایان!! بیہودہ انسان تم، تم کبھی بھی سدھر نہیں سکتے ہر وقت، ہر وقت صرف بکواس کیسے پائے جاؤں گے تم، بے شرم آدمی ‘‘ اسکا تو غصہ ہی کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

’’اب میں سکون میں ہوں ‘‘ اسے گلے لگاتے وہ شرارت سے بولا

’’مطلب؟ ‘‘ دل کو واقعی سمجھ نہیں آئی تھی

''ارے یار پورا دن گزر گیا آج کا مگر تم نے اپنے شایان کی شان میں کوئی قصیدہ ہی نہیں پڑھا تو بس، اب تو عادت سی ہو گئی ہے جب تک تمہارے منہ سے تعریف نا سن لو چین نہیں آتا مجھے'' وہ ہنستے ہوئے بولا اور دل کو منہ پھول گیا جس پر شایان نے اسکے گال کھینچے۔

''اچھا اب بتاؤں بھی مجھے یہاں کیوں لائی ہوں یا پھر جو میں سوچ رہا ہوں وہی سچ ہے'' شرارت سے اسکے کان میں وہ بولا

''ارے ہاں وہ تو میں بھول ہی گئی تم جانتے ہوں شایان آج کیا ہوا'''' ڈرامائی انداز میں آنکھیں بند کیے وہ بولی

''دل مجھے کیا پتا کہ آج کیا ہوا ہے کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے میں تو گھر پر نہیں تھا''

''اوہو وہی تو بتانے لگی ہوں تمہیں سنو تو سہی تم''

''اچھا چلو سناؤ'' اسکو ایکسائیٹیڈ ہوتا دیکھ کر وہ ہنس کر پوچھنے لگا۔

اور پھر دل نے آج کی ساری روداد سنا دی شایان کو اور خاص طور پر ارمان کا ری ایکشن اور اکمل خان اور نتاشہ بیگم کی کہانی جس طرح سے اسنے شایان کو سنائی تھی وہ اسکا خون کھولنے کے لیے کافی تھا، ساری کہانی سن کر شایان تو مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا، غصے سے اسکی رگیں تن گئی تھی، مگر دل سامنے خود کو جیسے اسنے قابو رکھا تھا یہ صرف اسے ہی معلوم

تھا، اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس ارمان کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر دے، اسکی آنکھیں لال ہو چکی تھی۔

''دل جاؤ یہاں سے'' سرد لہجے میں وہ بولا جبکہ دل کو اپنی ہی باتوں میں مگن تھی اسنے چونک کر اسے دیکھا جس کی مٹھیاں بھینچ چکی تھی، وہ غصے میں تھا جس کا اندازہ دل کو باخوبی ہو چکا تھا

''کیا ہوا شایان تم ٹھیک ہوں نا'' اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے وہ بولی، تھوڑی دیر پہلے والی شوخی کا اب شائبہ تک نا تھا اسکے چہرے پر

''ہمم کافی دیر ہو گئی ہے تمہیں جانا چاہیے اب'' وہی سرد لہجہ

''شایان۔۔۔''

''جاؤ دل باقی باتیں کل ہوگی'' اسکی بات کاٹتے وہ بولا، دل نے کبھی بھی شایان کو اس حد تک سنجیدہ نہیں دیکھا تھا، کچھ غلط تھا اس بات کا اندازہ وہ لگا چکی تھی اور اسنے جانے میں ہی آفیت سمجھی

''ٹھیک ہے کل بات کرے گے، شب بخیر'' اسکے ماتھے پر بوسہ دیا وہ وہاں سے چل دی جبکہ شایان نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا جس کو دل نے بہت محسوس کیا مگر کچھ کہے بنا باہر چل دی جب پیچھے سے شایان نے اسکا ہاتھ پکڑلیا۔

''شب بخیر دل'' اسکے ماتھے کو چومتا وہ بولا اور وہ مسکراہ کر باہر چل دی

شایان نے کیسے خود کو قابو کیا تھا یہ تو وہی جانتا تھا، اور خان بھی جانتا تھا کہ اسنے خود کو کیسے قابو کیا تھا۔

- -

وہ جو اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا اچانک اسے یاد آیا کہ آج شایان روشانے کو کچھ کہہ رہا تھا مگر اس وقت وہ فلک اور شاہ کے ساتھ تھا، اسے شک تھا کہ کہی اسنے پھر سے روشانے کو کوئی الٹی سیدھی بات نا کہہ دی ہوں اور اس سے پہلے کہ روشانے کوئی نیا الزام اس پر لگائے وہ پہلے ہی شایان سے پوچھ آئے، جب وہ شایان کے دروازے پر پہنچا تو اسے بند دیکھ کر دستک دینے کے لیے ہاتھ اٹھایا مگر اندر سے آتی دل

آویز کی باتوں کی آواز سے اسکا ہوا میں ٹھہرا ہاتھ پہلو میں آگرا اور وہ سب کچھ سنتا رہا جب دل کہہ چکی تو وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چل دیا ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح، آنسوؤں اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے، وہ کتنی بار اپنے ماں باپ کی وجہ سے شرمندہ ہو چکا تھا یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا، اسے نفرت محسوس ہو رہی تھی ان سے اور خود سے بھی کیونکہ وہ انہی کہ وجود کا حصہ تو تھا، خود پر قابو پاتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا جب اسکی نظر فلک کے بند کمرے کی طرف گئی، نجانے کیوں مگر اسے شدید غصہ آگیا، بنا ناک کیے وہ اسکے کمرے میں داخل ہوا

چٹاخ'' اسکے پاس جاتے ہی بنا کوئی لحاظ کیا ایک زوردار تھپڑ اسنے'' فلک کے منہ پر مارا، اور وہ جو جائے نماز اپنی جگہ رکھ کر مڑی ہی تھی اسکے

تو چودہ طبق روشن ہو گئے، اپنے گال پر ہاتھ رکھے وہ حیران کن نظروں سے خان کو دیکھنے لگی جس کی خود کی حالت کسی زخمی انسان سے کم نا تھی۔

"کیا سمجھ رکھا ہے تم نے خود کا ہاں، کیا بہت مہان ہو تم، اتنی بڑی ہو گئی ہوں کہ اپنی زندگی کے فیصلے خود سے لینا شروع کر دیے تم نے، تمہیں کسی کا احساس نہیں کسی کا خیال نہیں تمہیں، ایسی بھی کیا انا پرستی بتاؤں فلک خان کیوں کیا تم نے ایسا، کیا میں مر گیا تھا جو تم نے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ یوں لے لیا، کیا کوئی کھیل ہے تماشہ چل رہا ہے کوئی یہاں، مگر نہیں فلک خان کو تو ہیروئین بننے کا بہت شوق ہے نا بہت سمجھدار ہے یہ، جو فلک خان نے کہہ دیا بس وہی ٹھیک باقی سب کچھ غلط، بہت تکلیف دی ہے تم نے مجھے فلک خان بہت زیادہ، خود کو اس وقت

ناکارہ محسوس کر رہا ہوں میں، ایک بے بس انسان، ایک کمزور مرد'' وہ رو دیا تھا آنسوؤں تو فلک کی آنکھوں سے بھی بہہ نکلے تھے۔

''کیوں نہیں کر سکتی میں کوئی ہاں، یہ میری زندگی ہے اور اسکے فیصلے کرنے کا حق ہے مجھے، اور جہاں تک بات ہے احساس اور خیال کی تو نہیں ہے مجھے کسی کا احساس کسی کا خیال کیوں کروں میں کسی کا احساس کیوں ہا کیوں کروں میں، اور جہاں تک بات ہے انا پرستی کی تو وہ انا پرستی نہیں تھی، وہ تو وقت تھا کہ اب ان احسانات کو لوٹا دیا جائے جو مجھ پر کیے گئے تھے، بتاؤں مجھے کس منہ سے میں بی ماں کو انکار کرتی، باپ کے ہوتے ہوئے بھی میں نے یتیموں والی زندگی گزاری ہے جونیئر، ماں کے ہوتے ہوئے بھی میں نے خود اپنے آپ کو اس دنیا کے مطابق ڈھالا تھا، کیونکہ میرے باپ کے پاس میرے لیے وقت نہیں تھا اور ماں وہ

جو خود بھی بے خبر تھی ، ایسے میں تایا سرکار اور بی ماں ہی تھے جنھوں نے مجھے جینا سکھایا اور میں کیا کہتی آئی ایم سوری میں آپ کے بیٹے سے پر میں انہیں منع شادی نہیں کر سکتی رئیلی سوری ۔۔ کس بنا پر بولو کس بنا کر دیتی ، میرے پاس میرے باپ کی سپورٹ یا ماں کا سہارا نہیں تھا ، میری ماں نے پوری زندگی سر جھکانا سیکھا ہے ، میں چاہے اکمل خان کی بیٹی سہی مگر میری ماں نتاشہ اکمل نہیں بلکہ رخسانہ اکمل ہے ، میں دلاور خان نہیں ہوں جس کو جو چاہیے وہ آنکھ بند کر کے مل جائے گا میں فلک خان ہوں مجھے محنت کرنا پڑی تھی ہر چیز کو حاصل کرنے کے لیے اور تم کہتے ہوں کہ مجھے ہیروئین بننے کا شوق ہے تو بلکل سہی کہا ایسی ہی ہوں میں خود غرض ، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا سمجھے تم '' وہ چلا رہی تھی جب خان نے اسے گلے لگا لیا وہ دونوں اس وقت رو رہے تھے ، دونوں کی تکلیف دونوں کا غم ایک جیسا تھا ۔

''ایک بار ایک بار تو مجھ پر بھروسہ کیا ہوتا، اپنے بھائی کو ایک بار تو یاد کر کے دیکھتی تم، کیا میں ابھی بھی اتنا ہی اجنبی ہوں تمہارے لیے فلک، جانتی ہوں کتنی تکلیف دی ہے تمہارے اس عمل نے مجھے، بڑا نا سہی چھوٹا ہی سہی مگر بھائی تو ہوں نا، اتنی بے اعتباری، کیوں فلک کیا تمہیں اپنے جونیئر پر زرا سا بھی یقین نہیں تھا، جانتی ہوں وہ شخص جس کے لیے تم نے ہاں کی تھی اپنا خواب تک داؤ پر لگا دیا تھا وہ تمہیں بیچنے والا تھا۔۔۔'' بہت ضبط سے خان نے اس یہ بات بتائی جبکہ وہ تو جھٹکے سے اس سے علیحدہ ہوتے آنکھوں میں حیرانگی لیے اسے دیکھنے لگی

''تو کیا بی ماں اور تایا سرکار بھی۔۔۔'' اس سے آگے وہ سوچ نا سکی

نہیں فلک خدارا ان کی محبت پر شک مت کروں، انہیں سچائی معلوم چل گئی تھی اسی لیے تمہارا رشتہ ختم کیا انہوں نے'' وہ اسکی آنکھوں میں رقم سوال پڑھ چکا تھا اسی لیے اسے جواب دیا

''مگر تم فلک خان میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا بہت تکلیف دی ہے تم نے مجھے خود سے نفرت محسوس کر رہا ہوں میں''

خان'' اسکی طرف بڑھے اسنے پکارا''

''بس ایک اور لفظ نہیں'' ہاتھ اٹھائے اسے روکتا وہ تیزی سے اسکے کمرے سے نکل گیا مگر جو چوٹ اسکے دل پر لگی تھی جو زخم اسے ملا تھا وہ

بہت گہرا تھا درد کی شدت اختیار کر چکی تھی مگر آج وہ سب کچھ سلجھا کر رہے گا اور یہی فیصلہ کیے وہ اکمل خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔

- -

''ارے اس وقت کون ہے'' دروازہ بجتا دیکھ کر نتاشہ بیگم نے حیرت سے اکمل خان کو دیکھ کر پوچھا

''میں دیکھتا ہوں'' بیڈ سے اٹھتے انہوں نے دروازہ کھولے سامنے خان کو پایا تو حیران رہ گئے جس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو چکی تھی اس وقت

ارے خان آؤ نا '' اسے اندر آنے کا اشارہ کرتے وہ اب بیڈ پر جا کر بیٹھ گئے ''

اور کتنا زلیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں آپ مجھے '' بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے اس نے پوچھا ''

کیا مطلب ہے اس بات کا خان '' انکا لہجہ سخت تھا اور ما تھے پر بل بھی نمودار ہو گئے تھے ''

میں پوچھا اور کب تک مجھے یوں دوسروں کے سامنے زلیل کرتے رہے گے آپ لوگ '' ''

"ہوش میں تو ہوں کیا بکواس کر رہے ہوں؟" وہ ناگوار لہجے میں بولے

"میں تو ہوش میں ہی ہوں مگر یہ کنفرم کرنے آیا ہوں کے آپ نے بے حسی کی ایسی کون سی دوا پی لی ہے. جس کا اثر ختم ہی نہیں ہو رہا" چبا چبا کر اسنے لفظ ادا کیے

"کیا کہنا کیا چاہتے ہوں تم؟"

"آخر کیا بگاڑا ہے اسنے آپکا جو آپ اسکی زندگی کے اسکی خوشیوں کے دشمن بن گئے ہیں، کیوں سکون سے نہیں جینے دیتے آپ اسکو"

"خان کس کی بات کر رہے ہوں تم؟"

فلک ، فلک کی بات کر رہا ہوں میں جو بد قسمتی سے آپ ہی کی اولاد ''
ہے ، کیا کر دیا ہے اسنے جو آپ نے ٹھان لی ہے کہ آپ اس سے زندگی
جینے کا حق چھین لے گے ، خدا کے لیے بس کر دے ، اپنی یہ گری ہوئی
حرکتیں چھوڑ دے اللہ کا واسطہ ہے آپ لوگوں کو ، مت کرے ہم
دونوں کو یوں لوگوں کے سامنے زلیل ، مت مجبور کرے مجھے کہ میں
آپ دونوں سے سارے تعلق سارے رشتے توڑ ڈالو ، تھک گیا ہوں میں
اب اور ہمت نہیں ہے مجھ میں کہ آپ کے کیے کا بوجھ سہہ سکو ، میری
زندگی کو پر سکون رہنے دے اسے خراب مت کرے '' انکے سامنے ہاتھ
جوڑتے وہ بولا جبکہ اسکی اس حرکت پر توان دونوں کو سانپ سونگھ گیا کس
قدر تھکا لگ رہا تھا وہ ۔

رحم کرے ہم پر اور چھوڑ دے ہمیں ہمارے حال پر، بس کر دے، ''
چھوڑ دے یہ نفرتوں کے جال بننا کچھ حاصل نہیں ہوگا، التجا ہی سمجھ لے
مگر اب ہماری زندگیوں سے کھیلنا بند کر دے، یہ احسان ہوگا آپ
لوگوں کا ہم دونوں پر'' کہتے ہی وہ بے بس سا قدم اٹھائے اپنے کمرے
کی طرف بڑھ گیا جبکہ اکمل خان تو اپنی جگہ جم کر رہ گئے اور نتاشہ بیگم کی
نفرت مزید پختہ ہو گئی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر سامنے سوئے ہوئے وجود پر پڑی تو
اسے افسوس بھی ہوا اور غصہ بھی آیا کیونکہ آج کے ڈرامے میں وہ اسے
تو مکمل طور پر فراموش کر چکا تھا، بنا کچھ کوئی شور کیے وارڈروب سے

کپڑے نکالے وہ واشروم میں گھس گیا، شاور لینے کے بعد تولیے سے بال رگڑتا وہ باہر آیا اب وہ خود کو کاف حد تک ریلیکس کر چکا تھا، ایک بار پھر اسکی نظر بیڈ پر سوئے ہوئے وجود پر گئی، اصل مسئلہ تو خان کے سونے کا تھا کیونکہ صوفہ پر وہ کمفرٹیبل نہیں تھا۔

''روشانے، روشانے اٹھو یار'' اسکو ہلاتے وہ بولا

''کیا ہے سونے دے نا'' اسکا ہاتھ جھٹکتی وہ کروٹ لیے بولی

''تم تو سو جاؤ گی مگر میرے سونے کا کیا؟'' اسکو دوبارہ ہلاتے اسنے پوچھا

''تو آپ بھی سو جائے میں نے کیا لوریاں سنانی ہے'' نیند میں ڈوبی بیزار آواز میں بولی

''کیسے سو جاؤ پورا بیڈ تو آپ محترمہ کے قبضے میں ہے'' سینے پر ہاتھ باندھے اسکے سر پر کھڑا وہ جھنجھلا کر بولا

''افففف سونے نہیں دینا مجھے لے اٹھ گئی، اب آپ جناب بھی آئے اور اپنی پسند کی جگہ منتخب کر کے سو جائے'' آخر کار وہ اسے اٹھانے میں کامیاب ہو گیا تھا

''شکریہ محترمہ'' بائیں جانب لیٹتے وہ بولا

''رکو''

''اف اب کیا ہے'' وہ جھنجھلا اٹھی

''جاؤ شاباش کپڑے چینج کر کے آؤ ابھی''

''صبح کرلوں گی ناں''

''ابھی کا مطلب ابھی ہوتا ہے چلو شاباش جلدی کروں'' روشانے کوفت زدہ سی بیڈ پر سے اٹھے نائٹ ڈریس لیے واشروم کی طرف بڑھ گئی

''ہنہ رہتے نہیں شوہر کہی کے'' وہ بڑبڑائی، جسے وہ اچھے سے سن چکا تھا

''شوہر تو میں ہوں تمہارا مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے بیوی سے کم تو تم بھی نہیں تھی'' وہ شرارت سے بولا جبکہ وہ واشروم میں گھس گئی

- -

''کیا ہوا خان آپ ٹھیک تو ہے نا؟'' چینج کر کے واشروم سے نکلتے ہی اسنے خان کو اپنی پیشانی مسلتے دیکھا تو پوچھ بیٹھی

''ہاں وہ درد ہے بہت''

''میں دبا دوں؟''

”ارے نہی بھئی اچھا لگتا ہے اپنی ایک رات کی بیوی سے سر دبواؤں “

”میں اپنا

”اس میں کچھ برا بھی نہیں ہے چلیے شاباش لیٹے میں سر دبا دوں آپکا “”

اسے تکیے پر لٹائے وہ اسکے سرہانے بیٹھی اسکا سر دبانے لگی جس سے

خان کو ڈھیروں سکون ملا

”کھانا کھایا تھا آپ نے ؟“

”پوری بیوی لگ رہی ہوں ایسے سوال کرتے ہوئے “

‘‘تو بیوی ہوں تو لگوں گی نا، آپ جواب دے کھایا تھا کھانا؟’’

‘‘ہاں بابا کھایا تھا’’

میڈیسن دوں ‘‘فکرمندی سے اسنے سوال کیا’’

نہیں بس پاس رہو سر دباتی رہوں ‘‘وہ پرسکون سا تھا، نیند کب مہربان ہوئی اس ہراسے کچھ خبر نا ہوئی’’

میرا غصیلہ خان ‘‘اسکی پیشانی چومتے وہ محبت سے بولی’’

”مائی اینگری برڈ“ اسکے سینے پر سر رکھے اسکا سینا چومتے وہ بولی اور جلد ہی نیند کی وادیوں میں گم ہوگئی، اسکے سونے کا یقین کرتے ہی خان نے آنکھیں کھول دی، روشانے نے بے شک ہی اسے سوتا سمجھ کر اقرار کیا تھا مگر اسے سرشار کر گیا تھا

”مائی اینگری برڈ“ اسکی بات دوہراتے وہ ہنس دیا

- -

اگلی صبح بھی سب اپنی اپنی تیاریوں مین مگن تھے کیونکہ آج ایک نہیں دو دو فنکشن تھے، آج بیوٹیشن نے خود ہی آکر ان دونوں کو تیار کردیا تھا وہ

دونوں اس وقت فلک کے ہی کمرے میں دلھنیں بنے بیٹھی رتھی جب خان دروازہ ناک کیے اندر آیا

''روشانے میرے ساتھ آنا زرا'' فلک پر ایک بھی نظر ڈالے بنا وہ روشانے سے کہنے لگا

''اچھا دس منٹ تک آئی''

''روشانے میں نے کہا آؤ تو اسکا مطلب ابھی آؤ'' وہ زرا سخت لہجے میں بولا، جس پر فلک نے اسے چونک کر دیکھا جبکہ خان نے اسے اگنور کر دیا اور روشانے اسکا تو منہ بن گیا اور وہ بھی خان کے پیچھے چل دی۔

- -

افف خان کیا ہوگیا ہے آرہی تھی نا میں ''ڈریسنگ مرر کے سامنے'' کھڑی اپنا ڈوپٹا سیٹ کرتے وہ بولی، جبکہ خان نے بنا کچھ کہے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا

''بہت خوبصورت لگ رہی ہوں''

''پتا ہے''

''ناراض ہوں''

''ہونے چاہیے ؟''

''بلکل ہونا چاہیے''

کیوں ہونا چاہیے ؟ ''اب اسنے سوال کیا''

''کیونکہ میں نے اپنی بیوی کی تعریف نہیں کی''

''اور؟''

اور۔۔۔اور یہ ''کہتے ہی اسنے ایک خوبصورت سا پینڈ ینٹ اسکے گلے''
میں پہنا دیا

یہ تو بہت خوبصورت ہے خان'' اسکو چھوتے وہ بولی''

''پسند آیا؟''

''بہت زیادہ''

آخر کو وہ گھڑی آ ہی گئی تھی جس کا سب کو انتظار تھا، قاضی صاحب آ چکے تھے اور اب وہ کمرے داخل ہوئے فلک کے پاس آ گئے

نکاح شروع کرے؟" انہوں نے اجازت چاہی"

"جی ضرور مولوی صاحب"

"فلک خان ولد اکمل خان آپکا نکاح ہارون شاہ ولد جمال شاہ سے سکہ رائج الوقت پچاس ہزار حق مہر قرار پایا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟"

"قبول ہے"

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے"

''قبول ہے؟''

''قبول ہے''

''مبارک ہوں'' سب نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور اب سب فلک کو مبارک دے رہے تھے جبکہ وہ خان کو دیکھے گئی جو نکاح ہوتے ہی قاضی صاحب کو لیے وہاں سے چل دیا، اسکی بے اعتنائی پر اسے رونا آرہا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی ہارون نے بھی ایجاد و قبول کے مراحل طے کر لیے تھے اور اب اسے سٹیج پر لیجا کر شاہ کے برابر بٹھا دیا گیا تھا۔

سٹیج پر دو صوفے تھے ایک پر خان اور روشانے جبکہ دوسرے پر شاہ اور فلک بیٹھے تھے۔

کچھ دیر بعد فوٹو سیشن کا دور چلا تھا وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کے قریب کھڑے تھے

سنو۔۔۔۔اچھی لگ رہی ہوں" اسے پاس کھڑا وہ اسکے کان میں" جھک کر بولا۔

سنو۔۔۔مجھے پتا ہے" اسکی بات کا جواب ویسے ہی مسکرا کر،" کندھے اچکاتے وہ بولی۔

اس کے جواب پر ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی ۔ یہ لڑکی واقعی اسکی سمجھ سے باہر تھی ۔

فوٹوگرافر کی ہدایت پر اسکا ہاتھ پکڑے اب وہ اسکی طرف منہ کیے کھڑا تھا

''میری زندگی میں شامل ہونے کا شکریہ مسز ہارون شاہ'' اسکا ہاتھ تھامے وہ محبت سے بولا

''مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا شکریہ مسٹر ہارون شاہ'' اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ، محبت کے دیپ جلائے وہ بولی ۔

مبارک ہو میرے یار'' تھوڑی دیر بعد ہی خان اس سے ملنے آیا''

کتنی بار مبارک باد دے گا تو؟؟'' شاہ نے ہنستے ہوئے پوچھا''

اچھا وہ تجھے ملک بلا رہا تھا'' اسنے بات بنائی''

''ملک مجھے خیریت؟''

''پتا نہیں خود پوچھ لے''

''اچھا میں آیا''

اسکے جاتے ہی خان بھی جانے لگا تھا جب فلک نے اسکا ہاتھ پکڑلیا

''ارمان کے کیے کا بدلہ کبھی بھی روشانے سے مت لینا خان وہ بہت معصوم ہے'' نکاح کے سرخ جوڑے میں ملبوس اسکا ہاتھ پکڑے اسنے التجا کی

''تمہاری بے اعتباری مجھے ایک دن ختم کردے گی فلک ہارون شاہ'' چبا چبا کر الفاظ ادا کرتے اسکے چہرے پر زخمی مسکراہٹ در آئی

''خوش رہوں'' اسکے سر پر ہاتھ رکھتا وہ وہاں سے چل دیا جبکہ فلک کی آنکھیں بھیگ گئی

ولیمے کا فنکشن اپنے عروج پر تھا وہ تینوں دوست اس وقت اپنی الگ محفل جمائے بیٹھے تھے ، جبکہ لڑکیاں سب ایک طرف ، باتیں کرتے کرتے فلک کی نظر سامنے بیٹھے ان تینوں پر گئی تھی جو اس وقت کسی اہم موضوع پر بات کر رہے تھے ، ان کے چہروں کے تاثرات ہی اس بات کا یقین دلا رہے تھے کہ مسئلہ اہم ہے ، صبا بھی یہ سب نوٹ کر چکی تھی ، تھوڑی دیر میں شایان کو کال آئی ، رسیو کرتے وہ باہر کی طرف بڑھا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس آیا نجانے اسنے خان کو ایسا کیا بولا کہ اسنے بی ماں اور تایا سرکار کو کہہ کر فنکشن کو جلد ہی ختم کروا دیا۔

سب لوگ تھکے ہارے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ رہے تھے ایسے میں فلک صبا کا ہاتھ تھامے اسے اپنے کمرے میں لے آئی اور اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھا دیا، ہاتھ ابھی بھی پکڑا ہوا تھا۔

اب بتاؤں؟" فلک نے سوال کیا"

کیا بتاؤں؟" صبا حیران ہوئی"

ارے وہی، وہ کسی مہربان نے آ کے" آنکھوں میں شرارت لیے، "وہ گنگنا کر بولی، اور صبا کا تو چہرہ سفید پڑ گیا

کیا کہہ رہی ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہا'' نظریں ادھر ادھر گھمائیں اسنے ''
جواب دیا

صبا یہاں ادھر میری طرف دیکھو بتاؤں مجھے کیا ہوا ہے ؟'' اسکی ''
آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ کر فلک نے سنجیدگی سے سوال کیا

کچھ نہیں ہوا فلک '' اسکا ہاتھ ہٹاتے وہ بولی ''

''صبا ؟ بتاؤں مجھے کیا ہوا ہے ؟''

وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے فلک '' منہ نیچے کیے وہ یوں بولی جیسے ''
اعتراف جرم کر رہی ہوں ، جبکہ فلک تو ششدر رہ گئی

''کون ہے وہ؟''

''میں نہیں بتا سکتی'' اسنے نفی میں سر ہلایا''

''کیوں؟''

''پلیز فلک میں بھول جانا چاہتی ہوں سب بہت تکلیف سہی ہے میں نے، بہت زیادہ اب نہیں پلیز'' اسنے گویا التجا کی

''کیا تم نے اسے بتایا اپنے دل کا حال؟''

''نہیں، میں نہیں چاہتی کہ ہماری دوستی خراب ہو اسکی وجہ سے''

''تم بہت باہمت ہو صبا ہر کوئی نہیں ہوتا، ہر کوئی اپنی محبت سے یوں ہی دستبردار نہیں ہو جاتا جیسے تم ہوئی ہوں، اگر تمہاری جگہ فلک ہوتی نا تو شائد اپنی محبت سے دستبردار ہو کر جی نا پاتی'' اسے گلے لگائے وہ بولی۔

- -

ڈریسنگ کے سامنے کھڑی وہ اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی جب دروازے پر ناک ہوا۔

کم ان'' شیشے سے اندر آنے والے کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی''

"ارے آنٹی آپ؟" نتاشہ بیگم کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی

"آئیے نا" اسنے خوشدلی سے کہا

"تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں میرے بیٹے کا کمرہ ہے آ سکتی ہوں میں" وہ خشک لہجے میں بولی جبکہ روشا نے اپنی جگہ شرمندہ سی ہوگئی

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا" وہ شرمندہ سے لہجے میں بولی۔

"بس بی بی میرے سامنے یہ شرمندگی کے ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں" وہ تنفر سے بولی

وہ کچھ چاہیے تھا؟'' اسنے ہچکچا کر پوچھا''

''تمہارے پاس بھلا ایسا کیا ہے جو تم مجھے دے سکوں، البتہ میں نے تمہیں اپنا ہیرے جیسا بیٹا دیا ہے، تم تو خوش قسمت ہوں جو تمہیں وہ ملا''

''نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا''

''جو بھی تھا بس اب ایک بات یاد رکھنا تم بہو ہوں میری اور میں چاہتی ہوں کہ تم ہماری نسل آگے بڑھاؤ، تم بیٹا دوں گی میرے خان کو، تم ہمیں دلا ور دوں گی نا کہ فلک اور اگر ایسا ہوا تو پہلی ہی فرصت میں تمہیں

فارغ کروادوں گی" تنفر سے کہتے وہ وہاں سے چل دی جبکہ روشانے تو اپنی جگہ جم کر رہ گئی۔

اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھر گیا اور آنکھوں میں خوف اتر آیا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - -

"کوئی ہے؟ کوئی ہے یہاں، نکالو مجھے یہاں سے" کرسی سے بندھے وہ چلا رہا تھا جب اسے قدموں کی آواز سنائی دی جو اب قریب ہوتی جا رہی تھی، اسکی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی وہ کچھ نہیں دیکھ پا رہا تھا، جب اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی مگر آواز سے وہ اتنا ضرور پہچان گیا تھا کہ یہ ایک نہیں کئی لوگ تھے، کوئی اسکے سامنے پڑی خالی کرسی پر بیٹھا تھا اور

اس کے چہرے پر ایک دم سے پٹی کھینچی گئی، روشنی کی وجہ سے آنکھیں چندھیا گئی تھی اسکی۔

کیسے ہوں سالے صاحب؟'' یہ آواز تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا''

دلاور؟'' ارمان بے یقینی سے بولا''

دلاور یہ کیا بدتمیزی ہے کھولو مجھے'' رسیوں میں جکڑے اپنے بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے وہ بولا''

''بدتمیزی؟ بدتمیزی یہ نہیں ہے بلکہ وہ ہے ارمان جو تم کرنے جارہے تھے، تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے بارے میں ایسا سوچنے کی؟'' وہ مٹھیاں بھینچتے بولا

''دیکھو دلاور میں تمہیں سب کچھ سچ بتاتا ہوں میں تو بس فلک کو اپنی عزت بنانا چاہتا تھا، میں تو اسے بہت خاندانی سمجھتا تھا، میں ایک غیرت مند انسان ہوں بس ایک باحیا عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا، مگر وہ تو اس فوجی کے ساتھ عاشقی معشوقی چلاتی پھر رہی تھی، پھر بھی پھر بھی میں اسے قبول کرنے کو تیار تھا'' دلاور تو اسکی بات سن کر طیش میں آگیا اور بنا کچھ سوچے اس پر جھپٹا یہی حال شایان اور ہارون کا بھی تھا، مگر اس وقت خود پر قابو پاتے انہوں نے خان کو روکا

رک جاؤ خان ''ہارون نے اسکا ہاتھ پکڑا''

شاہ چھوڑ مجھے ''اسنے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا''

نہیں خان اسے سزا ملے گی مگر ایسے نہیں ''شاہ نے اسے دوبارا روکا''

شاہ دماغ خراب ہوگیا ہے تیرا، تو چاہتا ہے میں اسے چھوڑ دوں اسنے فلک کے بارے میں میری بہن کے بارے میں۔ اور تو کہتا ہے رک جاؤ تیری تو بیوی ہے نا تو، تو اسے کیوں کچھ نہیں کہہ رہا'' اسکا غصہ کسی بھی طور کم ہونے کو نہیں آرہا تھا

خان حشر تو اسکا میں بھی بہت برا کرنا چاہتا ہوں مگر ایسے نہیں قانون "
کے ذریعے سمجھا تو" شاہ نے اسے سمجھایا اور ایک نظر ارمان کو بھی دیکھا
جسکا منہ خان کے مکوں کی بنا پر خون سے بھر گیا تھا

اور تم ارمان خان تم تو تیار رہو کیونکہ تمہارے ساتھ جو ہوگا ناوہ تم سوچ "
بھی نہیں سکتے"

میں نے کچھ نہیں کیا جو مجھے قانون کے حوالے کیا جائے" ارمان "
کھانستے ہوئے بولا

ہمیں بے وقوف مت بناؤں ارمان تمہاری وہ بیوی انجلینا اسکے گھر ''
والے ہمیں تم دونوں کی ساری کارستانی بتا چکے ہیں '' اب کی بار شایان
بولا

ارمان باہر تو پڑھائی کے مقصد سے گیا تھا مگر وہاں اسکا اٹھنا بیٹھنا غلط
لوگوں کے ساتھ ہو گیا تھا، اسے شروع سے ہی بہت سارا پیسہ کمانے کا
شوق تھا، چونکہ وہ اور رومان وہاں علیحدہ رہتے تھے اسی لیے اسکی
سرگرمیوں سے رومان بہت حد تک واقف نا تھا، ارمان بہت بار پاکستان
آچکا تھا مگر سب سے چھپ کر، وہ پاکستان سے خوبصورت لڑکیوں سے
نکاح کرتا اور باہر جا کر انہیں مہنگے داموں بیچ دیتا، اسی دوران اسکی
ملاقات انجلینا سے ہوئی تھی جس کی سوچ بلکل اسکے جیسے تھی پیسہ کمانا،
کیسے ؟ اسکی انہیں پرواہ نا تھی، ارمان کو لگا تھا کہ اس بار بھی وہ بچ جائے

گا، مگراب کی بار وہ نا بچ سکا، اسکے علاوہ ارمان اسلحے کی سمگلنگ میں بھی شامل تھا جو ملک دشمن پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کی سوچ رکھتے تھے، مگراب ارمان پر فوج کا ہاتھ پڑا تھا اور بچنا ناممکن تھا۔

ارمان کو آرمی کے حوالے کردیا گیا تھا مگر گھر والوں کو کیا بتانا تھا یہ صرف خان جانتا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

کمرے میں داخل ہوتے ہی اندھیرا دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کیونکہ ابھی صرف مغرب کا وقت تھا اور اتنا اندھیرا، اسنے آگے بڑھ کر سوئچ آن کیا جب نظر بیڈ پر لیٹے وجود پر گئی تو لب اپنے آپ مسکراہ اٹھے، ایک نظر

اس پر ڈالتے وہ واشروم کی طرف چینج کی نیت سے بڑھ گیا، تقریبا آدھے گھنٹے بعد وہ فریش سا واپس آیا، تولیے سے بال رگڑتے وہ روشانے کی طرف بڑھا تاکہ اسے جگا دے، مگر حیرت کا زبردست جھٹکا لگا جب اسے علم ہوا کہ وہ تیز بخار میں تپ رہی تھی، خان نے اسے جگانے کی کوشش مگر شائد وہ بے ہوش ہو چکی تھی، بنا کچھ اور سوچے اسنے روشانے کو بازوؤں میں اٹھایا اور باہر کی طرف دوڑ لگائی، نیچے سب بڑے کھانے کی ٹیبل پر اکٹھے ہوئے تھے خان کو یوں روشانے کو لیجاتے دیکھ کر انہیں جھٹکا لگا۔

"یہ۔۔یہ کیا ہوا اسے؟" حمدہ بیگم اچانک اسکے سامنے آکر بولی"

پتا نہیں بی ماں میں ابھی آیا ہوں ، روشی کو بہت تیز بخار ہے میں ''

ہسپتال لیکر جارہا ہوں آپ فکر نا کرے ، ملک چل میرے ساتھ '' بی ماں

کو جواب دیتے اسنے شایان سے کہا جو بنا کچھ کہے گاڑی کی چابی لیے اسکے

پیچھے لپکا

باقی سب پیچھے ان کے لیے دعائیں کرنے لگے۔

اندر آسکتا ہوں ؟ '' اسنے سوال کیا اور وہ جو اپنے کپڑے سمیٹ رہی ''

تھی اسے دیکھ کر مسکراہ دی

تمہیں اجازت کی ضرورت ہے؟ " اسنے سوال کیا "

تمہارا کیا بھروسہ؟ " وہ کندھے اچکائے بولا "

" اتنی بے اعتباری؟ "

" اب ایسا بھی نہیں کہا "

" اچھا بتاؤں کیوں آئے تھے؟ "

یہ دینے " کہتے ہی اسنے وہ گھڑی فلک کے سامنے کی جو اسنے اپنے اور "
اسکے لیے ایک جیسی لی تھی۔

''یہ کیا ہے؟''

''نکاح کا تحفہ''

''بڑی جلدی یاد آگیا'' اسنے گلہ کیا

''وہ کیا ہے نا میری پہلی پہلی شادی ہے تو زیادہ تجربہ نہیں ہے اسی لیے'' وہ شرمندہ سا ہوا جبکہ فلک تو اسکی آخری بات پکڑ کر رہ گئی

''اور کتنی شادیاں کرنے کا ارادہ ہے جناب کا؟'' اسنے آبرو اچکاتے پوچھا

''چار۔۔ نہیں تین۔۔۔ شائد دو یا صرف ایک'' اسکی طرف دیکھتے وہ شرارت سے بولا

''تو مطلب کے ایک اور شادی کرنے کا ارادہ ہے؟''

''نہیں صرف ایک کرنی تھی وہ ہو چکی کافی ہے'' اسکے قریب آتے اسکا ہاتھ پکڑے وہ بولا

''اب یہ پہناؤ گے؟''خود پر سے اسکا دھیان ہٹانے کو اسنے گھڑی کی طرف اشارہ کیا جبکہ شاہ اسکی چالاکی سمجھ کر مسکراہ دیا

فلک کے ہاتھ میں گھڑی پہناتے ہی اسنے اپنا گھڑی والا ہاتھ آگے کیا اور موبائل نکال کر دونوں کے گھڑی والے بازو کی تصویر لی، اور اس پر کپل گولز کیپشن ڈال کر اپنے پاس محفوظ کرلی جبکہ فلک اسکی اس حرکت پر دل کھول کر ہنسی۔

''افف شاہ بلکل ٹین ایج لور لگ رہے ہوں''

ہاں تو ٹین ایج سے محبت بھی تو ہو میری ''گھڑی والی کلائی پر نظریں'' جمائے ہلکی سی مسکان کے ساتھ اسنے جواب دیا

ارے میں تو بھول ہی گیا کچھ اور بھی ہے تمہارے لیے'' ماتھے پر ہاتھ'' مارتے وہ بولا

''ایک اور گفٹ؟'' وہ حیران ہوئی

''ہاں رکو زرا'' پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہی اسنے انگوٹھی نکالنا چاہی
جب زرش دوڑتی ہوئی اسکے کمرے میں آئی۔

''فلک، فلک وہ پتا نہیں روشانے کو کیا ہوا ہے، وہ بے ہوش ہوگئی تھی
دلاور اسے ہسپتال لیکر گیا ہے'' پھولی سانسوں کے ساتھ وہ بولی

شاہ اور فلک نے حیرت سے ایک دوسرے کو اور نیچے کی جانب
دوڑے۔

ہمیں ہسپتال جانا چاہیئے" سڑھیوں میں رکے فلک بولی"

"ہاں ٹھیک کہاں تم اپنی چادر لے آؤ بس میں باہر گاڑی میں تمہارا ویٹ کررہاہوں" اسے ہدایت دیتے شاہ نے ملک کو کال کی

وہ دونوں اس وقت ہسپتال کی طرف روانہ تھے ، گھر میں سب روشانے کے لیے دعاگو تھے ماسوائے نتاشہ کے جنہیں کوئی فکر نا تھی ۔

- - - - - - - - - - - - - - -

ہسپتال جاتے ہی اسے ایمرجنسی وارڈ میں لیجایا گیا، جبکہ خان اور ملک باہر بیٹھے، مضطرب سے ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگے، تھوڑی دیر بعد ہی وہاں رومان بھی آ پہنچا جو اپنے کسی دوست سے ملنے گیا تھا

''کیا ہوا دلاور روشانے ٹھیک تو ہے نا؟''

''ڈاکٹرز ایمرجنسی میں لیکر گئے ہیں ابھی کچھ پتا نہیں''جواب شایان کی طرف سے آیا تھا

''تم، تم نے کیا کیا ہے بولوں جواب دوں اگر میری بہن کو کچھ ہوا نا تو دیکھ لینا تم'' وہ اسے وارن کرنے لگا

''کیا ہو گیا ہے رومان بھائی ہسپتال ہے'' شایان نے اسے چلاتے دیکھ کر کہا، اس سے پہلے کے وہ مزید بحث کرتا، ڈاکٹرز اچانک باہر نکلے۔

''ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے اب وہ'' اسنے ڈاکٹر کی طرف لپکے سوال کیا جبکہ نظریں دروازے پر تھی جہاں وہ متاع جان تھی۔ اتنی دیر میں فلک اور شاہ بھی وہاں پہنچ گئے تھے جبکہ صبا اور دل گھر میں سب کو سنبھالنے کے لیے رکی تھی

''انہوں نے سٹریس لیا ہے کسی بات کا، دیکھنے میں لگتا ہے غالبا آپ لوگوں کی نئی نئی شادی ہوئی ہے؟'' وہ ڈاکٹر عمر میں خاصا بڑا تھا اسی لیے سوال کر گیا

''جی ابھی کل ہی ہوئی ہے''

''فکر کی بات نہیں یہ سب کچھ ان کے لیے نیا ہے، مطلب کے گھر والوں سے دور وہ بھی نئے لوگوں میں، فکر نا کرے وہ ٹھیک ہو جائے گی، بس کسی قسم کی ٹینشن والی بات آپ مے کیجئے گا اوکے'' ڈاکٹر اسے ہدایت دینے لگا

خان بس سر ہلا کر رہ گیا اب وہ ڈاکٹر کو یہ تو بتانے سے رہا کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہی رہتی ہے پھر کیسی ٹینشن

''آپ ان انسے مل سکتے ہیں'' خان کو یوں دروازے کو دیکھے جانے پر وہ بولا اور وہاں سے چلا گیا

خان کمرے میں داخل ہوا تو اسے دیکھنے لگا جو بہت بیمار لگ رہی تھی ، فلک اور شاہ بھی اسکے پیچھے گئے

ایک منٹ بھائی مجھے آپ سے بات کرنی ہے'' رومان کو کمرے میں جاتے دیکھ کر ملک بولا

''بعد میں''

''ضروری ہے بھائی''

ہمم ٹھیک چلو'' ملک کو سنجیدہ دیکھ کر وہ بولا''

- -

''روشانے آنکھیں کھولو، کیا ہوا ہے؟'' اسکے سرہانے بیٹھے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے وہ بولا

''خان'' اسنے ہلکے سے ہونٹوں کو ہلایا

''ہاں روشانے بولو''

''پانی'' جب خان نے اسے سہارا دیا اور فلک نے گلاس اسکے لبوں کے ساتھ لگایا

''میں گھر کال کر کے خیریت بتا دوں'' شاہ موبائل نکالے باہر کی جانب بڑھے بولا، کال پر اسنے صبا کو اسنے مختصر بتا دیا کہ روشانے اب بہتر ہے اور وہ تھوڑی دیر میں ڈیسچارج کروا کر لے آئے گے اسے، اسنے سٹریس والی بات صرف صبا کو بتائی تھی اور یہ بھی کہ وہ کسی سے زکر نا کرے اسکا، روشانے کی طبیعت بحالی کا سن کر سب گھر والے پر سکون ہو گئے تھے۔

''خان مجھے چھوڑے گے تو نہیں نا'' آدھ کھلی آنکھوں کے ساتھ اسنے سوال کیا

''نہیں میری جان تم نے ایسا کیوں سوچا'' وہ تو اسکی بات پر پریشان ہو گیا تھا

''خان چھوڑ دے گا نہیں مجھے'' اسنے روتے ہوئے بند آنکھوں سے التجا کی

''روشی کیا ہوا ہے ایسے کیوں بول رہی ہوں'' اسے تشویش نے آن گھیرا

''وہ آنٹی بولی، بیٹا چاہیئے، بیٹی ہوئی تو چھوڑ دو گے آپ'' غنودگی میں جاتے وہ یہ بولی جبکہ اسکی بات پر تو کمرے میں موجود خان اور فلک دونوں کو سانپ سونگھ گیا۔

آنٹی سے مراد کون تھا وہ دونوں اچھے سے جانتے تھے، یعنی کے اسکے منع کرنے کے باوجود بھی انہوں نے اسکی زندگی میں زہر گھولنے کی کوشش کی، اسے اب ایک فیصلہ کرنا تھا اور وہ کرچکا تھا

"نہیں میری جان میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑوگا" اسے اپنے سینے سے لگائے وہ بولا۔

اسکی آنکھیں لال ہوچکی تھی، مگر اسے برداشت کرنا تھا، وہ اس وقت کس کیفیت سے گزر رہا تھا فلک اچھے سے جانتی تھی، مگر یہ وقت خان کو حوصلہ دینے کا نہیں تھا، اب جو بھی کرنا تھا اسے اکیلے کو کرنا تھا۔

آخر کار تین گھنٹے ہسپتال رہنے کے بعد اسے ڈیسچارج کر دیا گیا تھا اور اب وہ سب واپس جا رہے تھے۔

گھر آتے ہی خان اسے اپنے کمرے میں لے گیا اور پھر سب باری باری اس سے ملنے آتے رہے، اس وقت بڑے چھوٹے سب خان کے کمرے میں موجود تھے۔

مجھے آپ سب سے کچھ کہنا ہے" خان نے بات چھیڑی"

بولو بچے ہم سن رہے ہیں" تایا سرکار نے اجازت دی"

خان نے ایک نظر روشانے کو دیکھا جس کے ایک طرف اماں اور دوسری طرف بی ماں بیٹھی تھی ، ایک نظر اسنے نتاشہ بیگم کو دیکھا جو اس سب ڈرامے سے اکتائی نظر آرہی تھی اور پھر ان چاروں کو دیکھا جو اب دروازے کے ساتھ کھڑے اسکا فیصلہ سننے کے انتظار میں تھے ۔

''میں نے فیصلہ کیا ہے کے روشانے میرے ساتھ رہے گی میرے فلیٹ میں جو میرا ذاتی ہے ، اور اسکے علاوہ میں نے وہ فلیٹ بھی روشانے کے نام کردیا ہے'' خان نے تو سب کے سروں پر بم پھوڑا جبکہ وہ چاروں یوں بے نیاز تھے جیسے اچھے سے جانتے ہوں

"مگر کیوں جان، روشانے تو اپنے سسرال رہے گی نا یہاں ہمارے
پاس اسلام آباد" نتاشہ بیگم کو یہ بات ہضم نا ہوئی، وہ تو خان کے جانے
کے بعد روشانے کی زندگی اجیرن کرنے کا سوچ چکی تھی۔

"اور سسرال شوہر سے ہی ہوتا ہے اسی لیے وہ میرے ساتھ رہے گی نا
کہ آپ کے محل میں" سپاٹ لہجے میں گویا اسنے اپنی بات مکمل کی

"لیکن ایسے کیسے خان" اکمل خان بھی پریشان ہوئے

"بلکل ویسے ہی جیسے آپ بھی تایا سرکار کے ہوتے ہوئے ماما کے
ساتھ اپنے علیحدہ گھر میں رہتے تھے" اسنے لحاظ کے دائرے میں رہتے

ہوئے بات کی، اکمل خان کو تو چپ لگ گئی تھی، انکی اولاد جوان ہو چکی ہے انہیں بہت اچھے سے اندازہ ہو گیا تھا۔

''تمہیں اس فیصلے سے کوئی مسئلہ تو نہیں فلک؟'' خان نے اس سے سوال کیا

''نہیں بلکل بھی نہیں''

''بھلا فلک کا کیا تعلق اس فیصلے سے'' نتاشہ بیگم کو ناگوار گزرا تھا اسکا یوں فلک سے مشورہ کرنا

فلک کا تعلق ہے کیونکہ وہ فلیٹ میں نے اور فلک نے مل کر خریدا تھا''''

وہ اپنے ماں باپ کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا

اکمل خان نے فلک کو دیکھا اور پھر دلاور کو، جس دلاور کی وجہ سے انہوں نے کبھی بھی فلک کو نا اپنایا تھا، آج وہی دلاور فلک کو ان پر فوقیت دے رہا تھا۔

وہ اپنی زندگی میں کتنی غلطیاں کر چکے تھے اس بات کا احساس انہیں اب ہونے لگا تھا

میرے خیال سے رات بہت ہو گئی ہے اور روشانے بھی تھک چکی ''
ہے تو کیوں نا اب آرام کیا جائے '' مطلب صاف تھا کہ بات ختم اب
سب نکلو

سب لوگ باری باری روشانے کو تلقین کرتے چلے گئے اب کمرے
میں صرف خان اور روشانے ہی تھی ۔

- -

ناراض ہے مجھ سے ؟ '' اسے ہلکی آواز میں سوال کیا ''

خان کو اس پر غصہ تو بہت تھا مگر وہ جانتا تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھبرانا روشانے کا پسندیدہ کام ہے۔

"نہیں تمہیں ایسا کیوں لگا؟" اسکے پاس بیٹھتے دونوں ہاتھ تھامے اسنے پوچھا

"مجھے لگا" وہ سر جھکائے بولی

"تو بہت غلط لگا تمہیں، اور آئندہ سے یوں سر جھکا کر نا بات کرنا میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی جب بھی مجھ سے بات کرے تو وہ میری طرف دیکھ کر کرے"

آپ واقعی میں ناراض نہیں ہے؟'' اسکی طرف دیکھتے گویا اسنے تسلی ''
کرنی چاہی

''نہیں۔۔ اچھا اگر میں ناراض ہوجاتا تو؟''

''تو تو کیا مجھے کیا پتا؟''

''کیا مطلب کیا پتا تم مجھے مناتی نہیں؟''

''لیکن مجھے تو منانا ہی نہیں آتا''

کوئی بات نہیں میں سیکھا دوں گا'' وہ شرارت سے بولا''

افف خان مجھے نیند آرہی ہے'' کہتے ہی وہ کمبل میں گھس گئی جبکہ خان ''
کا جاندار قہقہ گونجا

کمبل کے اندر چھپی روشانے بھی چہرے پر میٹھی مسکان لیے پر سکون سی
آنکھیں موند گئی۔

- -

وہ اس وقت سخت ٹینشن میں تھی، سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے، وہ
اپنے اندر کے اٹھتے وبال سے جان چھڑوانہ چاہتی تھی ایسے میں اسے
کسی دوست کی ضرورت تھی

صبا" ہاں صبا سے وہ سب کچھ شئیر کر سکتی تھی، یہی فیصلہ کرتے وہ "
اسکے کمرے کی طرف بڑھی

وہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی تو کمرے میں کوئی نا تھا البتہ واشروم سے
پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

وہ بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کرنے لگی جب اچانک اسکی نظر صبا کی ڈائری پر
گئی تھی

صبا نے ڈائری کب لکھنا شروع کی؟" وہ حیران ہوئے بنا نا رہ سکی "

اسنے ڈائڑی کھولی ہی تھی کہ اس میں سے تین چار تصویریں نیچے گری، جو ان سب کے ٹریننگ کی اور دوسرے موقعوں کی تھی

وہ یونہی تصویریں دیکھ رہی تھی جب ایک الٹی تصویر پر لکھی شاعری نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا

تجھے روز دیکھوں قریب سے

میرے شوق بھی ہیں عجیب سے

مجھے مانگنا ہے تجھ ہی کو بس

اپنے رب اور اسکے حبیب سے

میری آنکھ میں بھی ہے عاجزی

میرے خواب بھی ہے غریب سے

میرے سب دکھوں کی دوا ہو تم

ملے کیا مجھے طبیب سے

فلک تو شعر پڑھ کر حیران رہ گئی مگر اصل جھٹکا تو اسے تصویر الٹی کرنے پر لگا کیونکہ وہ کوئی اور نہیں شاہ تھا

تو اسکا مطلب شاہ۔۔۔ ''اب سب کچھ فلک کی سمجھ میں آرہا تھا''

صبا کا ہمیشہ شاہ کو دیکھ کر گڑبڑا جانا۔

''تم اسے جانتی ہوں فلک''

''ابھی نہیں پھر کبھی بتاؤں گی''

''نہیں میں نہیں چاہتی کے ہماری دوستی خراب ہوں اسکی وجہ سے''

اسے صبا کے تمام الفاظ یاد آ رہے تھے ، تصویروں کو واپس ڈائری میں رکھے وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس چلی گئی ۔

وہ سب لوگ اس وقت فلک اور خان کے مشترکہ فلیٹ میں موجود تھے ، جس کی سیٹنگ انہیں کرنی تھی ، فلک کا رویہ صبا کو اپنے ساتھ کھینچا کھینچا سا محسوس ہوا تھا ۔

فلک بات کرنی ہے تم سے '' وہ سب لوگ اس وقت بریک لیے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب صبا نے فلک کو مخاطب کیا ۔

ہا کہوں '' حالانکہ فلک کا انداز ایسا نا تھا مگر پھر بھی صبا کو وہ روڈ لگی ''

اکیلے میں'' اسنے اپنے الفاظ پر زور دیا''

شیور'' فلک صبا کے اس طرح بولنے پر حیران ہوئی اسے محسوس ہو رہا'' تھا صبح سے کہ صبا کچھ پریشان ہے مگر کیا اسکا اسے علم نا تھا۔

- -

کیا ہوا صبا سب ٹھیک ہے نا؟'' وہ دونوں اس وقت خان کے بیڈروم'' کے ساتھ ملحقہ ٹیرس پر کھڑی تھی، ٹھنڈی ہوائیں انہیں سکون بخش رہی تھی

تم مجھ سے ناراض ہو فلک ؟'' صبا نے سوال کیا''

نہیں کیوں ؟'' فلک حیران ہوئی''

نہیں مجھے معلوم ہے تم ناراض ہوں، تمہیں ہونا چاہیے میں ڈیزرو کرتی ہوں تمہاری ناراضگی'' وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی''

صبا کیا ہوا ہے کیوں ایسی باتیں کر رہی ہوں'' فلک تو اسکی بات سن کر پریشان ہوگئی''

ایم سوری فلک ایم رئیلی سوری میں، میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی، مجھے نہیں معلوم کب کیسے کیوں یہ سب ہوگیا میں نہیں سمجھ پائی،

ایسا۔۔۔ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا، نہیں ہونا چاہیے تھا" فلک کے کندھے سے لگ کر وہ رو دی

"کیا صبا کیا ہو گیا، کیا نہیں ہونا چاہیے تھا، کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے"

"شاہ سے محبت فلک، نہیں ہونی چاہیے تھی مجھے، مگر پت۔۔پتا نہیں کیسے ہو گئی، اگر مجھے زرا سا بھی علم ہوتا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہوں تو کبھی اس سے محبت نا کرتی، مگر قسم۔۔قسم لے لو میرا کوئی قصور نہیں سب کچھ خود با خود ہو گیا فلک، میں میں بہت تکلیف میں ہوں، یہ راز اب ایک ناسور بنتا جا رہا تھا میرے مجھے آزادی چاہیے اس سے"

وہ مضبوط تھی، وطن کی محافظ تھی مگر محبت نے اسے بھی بلک بلک کر رونے پر مجبور کر دیا

''میں جانتی ہوں صبا، میں تمہارے راز سے آشنا ہوں'' اسکا سر تھپتھپاتے وہ بولی

''مجھے پتا ہے فلک کے تم سب جانتی ہوں'' رات کو جب فلک اسکے کمرے سے باہر گئی اسی وقت صبا اپنے کمرے کے واشروم سے باہر نکلی تھی، جب اسنے ایک نظر اپنی ڈائڑی اور دوسری نظر باہر جاتی فلک کو دیکھا، وہ جان چکی تھی کہ اب اسکا راز راز نہیں رہا

''مجھے معاف کردوں فلک''

''کس بات کی معافی صبا؟ شاہ سے محبت کی؟ تو اس میں تمہارا کیا قصور، محبت ہو جاتی ہے صبا، کب کہاں کیسے ہمیں پتا نہیں چلتا تو تم معافی کیوں مانگ رہی ہوں'' فلک کا انداز نارمل تھا

''مجھے لگا کے تم مجھ سے نفرت کروں گی کیونکہ میں شاہ سے محبت کرتی ہوں مگر قسم ہماری دوستی کی میں نے کبھی اس پر یہ راز عیاں نہیں ہونے دیا فلک کیونکہ محبت سے زیادہ مجھے دوستی عزیز تھی''

''تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں صبا تم نے کچھ غلط نہیں کیا الٹا میں تمہاری شکر گزار ہوں کے تم نے جس طرح سے میرے معاملے میں ہر طریقے سے شاہ کی مدد کی تم چاہتی تو اسے اپنی طرف مائل کرنے کی

کوشش کرتی مگر تم نے ایسا نہیں کیا، محبت تو تم نے کی ہے صبا ہے
''شاندار محبت ہے تمہاری، جس میں کوئی ملاوٹ نہیں

تم بہت عزیم ہو فلک جو تمہیں مجھ سے کوئی گلہ نہیں'' صبا حیران ہوئی''
تھی

نہیں صبا عزیم تو تم ہوں ورنہ فلک خان میں اتنی ہمت نہیں کے وہ''
اپنی محبت سے دستبردار ہو جائے، اس معاملے میں وہ بہت خود غرض
واقعہ ہوئی ہے''مسکراتے ہوئے وہ باہر کو چل دی

پیچھے کھڑی صبا تو بس اپنی دوست کو واپس پا کر پر سکون ہو گئی تھی۔

تمہیں بھولنا آسان نہیں ہارون مگر میں کوشش ضرور کروں گی'' خود سے وعدہ لیتے وہ آسمان پر اڑتے پرندوں کو دیکھنے لگی جواب ایک غول کی صورت میں اپنے آشیانے واپس جا رہے تھیں۔

- -

''یہ۔۔۔ یہ گھر آپکا ہے؟'' وہ دونوں اس وقت فلیٹ میں کھڑے تھے، جب روشانے نے قدرے حیرانی سے اس سے پوچھا

''میرا نہیں ہمارا'' اسکے کو پیچھے سے بازوؤں کے حلقے میں لیتا وہ بولا

''ہمارا گھر؟'' اسنے جیسے تصدیق چاہی

''ہاں ہمارا گھر ہمارا اپنا گھر'' مسکراکر بولتے خان نے اسکے بالوں پر بوسہ دیا

روشانے تواب اس فلیٹ کو دیکھنے لگی، اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب ٹی وی لاؤنج تھا، جبکہ بائیں طرف اوپن سٹائل کچن تھا، راہداری سے گزرتے ہی دو کمرے آمنے سامنے بنے تھے۔

''میں جانتا ہوں روشی کے یہ اس محل جتنا بڑا نہیں جس میں تم نے اپنی زندگی گزاری ہے مگر کیا کریں تمہارا شوہر بیچارا اب کماتا ہی اتنا تھوڑا ہے''بچوں جیسا منہ بنائے وہ بولا جس پر وہ کھلکھلا اٹھی

''واقعی بیچارے تو آپ بہت ہے تبھی فلک آپی کا حصہ بھی لے لیا'' وہ شرارت سے بولی

''میں نے نہیں لیا اسنے تمہیں شادی کا تحفہ دیا ہے'' مصنوئی آنکھیں باہر نکالے وہ بولا

''جی جی بلکل میں مان گئی''

''اچھا چلو کچھ دینا ہے تمہیں'' اسکا ہاتھ پکڑے وہ اسے کمرے میں لے آیا اور اب بیڈ پر بٹھائے، وارڈروب میں گھسے کچھ ڈھونڈنے لگا

''یہ تمہارے لیے'' اسکے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہاتھ میں ایک فائل تھماتے وہ بولا

''یہ کیا ہے ؟'' اسنے سوال کیا

''کھول کر دیکھ لو''

''خان یہ !!!'' وہ کاغذات پر تحریر پڑھ کر حیران ہوئی

''یہ ؟ یہ کیا ہے خان ہے'' وہ ابھی تک حیران تھی

''فلیٹ کے کاغذات ہے'' اسے جیسے اسکی کم عقلی پر افسوس ہوا

''وہ تو مجھے پتا ہے؟ مگر یہ میرا نام؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا''

''نا سمجھنے والی بات یہ میری طرف سے شادی کا تحفہ ہے میری بیوی کے لیے''

''مگر یہ فلیٹ تو آپ کا فلک آپی کا دونوں کا ہے نا پھر میرے نام کیوں، نہیں میں یہ نہیں لے سکتی خان اس پر فلک آپی کا بھی حق ہے''
وہ نفی میں سر ہلاتے بولی

فلک کی اتنی فکر پر خان کے دل میں موجود اسکا مقام مزید بڑھ گیا، چلو اس کے دوستوں کے بعد کوئی تو اسکا اپنا ایک ایسا رشتہ تھا جو اسکی بہن سے خالص تھا۔

"یہ گھر تمہارا ہے روشانے اور تمہارا ہی رہے گا اور فلک کی فکر تم مت کروں تمہارا شوہر اسے اسکے حصے کے پیسے دے چکا ہے، تمہاری بہن اتنی بھی کوئی مدر ٹریسا نہیں، بلکہ ڈائن ہے ڈائن ہر وقت میرا خون چوستی رہتی ہے" منہ بنا کر وہ بولا اور وہ جو خان کی بات پر پر سکون ہوئی تھی اسکا فلک کو ڈائن کہنا اسے اس قدر برا لگا کہ بنا کچھ سوچے ایک تکیہ اٹھائے زور سے اسکے منہ پر دو مارا، جبکہ خان تو اس اچانک حملے پر حقہ بقہ رہ گیا

روشانے!!!!!!!" وہ بس اتنا بول پایا"

''یہ میری بہن کو ڈائن بولنے کے لیے''آنکھوں میں غصہ سمائے وہ بولی

''او تو یہ تم نے اپنی بہن کے بچاؤ میں کیا ہے؟''اسکی بات سمجھتے جیسے اسنے اثبات میں سر ہلایا

''''مگر وہ کیا ہے ناروشانے ڈارلنگ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟
آنکھوں میں شرارت لیے دونوں ہاتھ اسکی طرف کیے وہ آہستہ آہستہ قدم اسکی طرف بڑھانے لگا

''خان نہیں، خان ایم سوری، مم۔۔ میں نے تو صرف مزاق کیا تھا''
اسے یوں اپنی طرف بڑھتے دیکھ روشانے کی بولتی بند ہوگئی

''مگر میں مزاق کے موڈ میں قطعی نہیں ہوں'' ہنوز اسکی طرف قدم بڑھائے وہ بولا

"Every Action Has an Opposite and Equal Reaction, Mrs. Roshane khan"

''خان نہیں، خان سوری پلیز'' اسنے چلاتے باہر کی جانب دوڑ لگادی اور روشانے جب کے خان اسکے پیچھے پیچھے تھا، پورا گھر انکے قہقھوں سے گونج اٹھا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

رات کی کالی چادر پورے آسمان پر پھیل چکی تھی، ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے وہ نجانے آسمان پر کیا دیکھ رہی تھی اسے خود بھی نا معلوم تھا

"تم یہاں ہوں اور میں وہاں پورے گھر میں تمہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں"" شایان کی تیز آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی مگر پھر بھی اسکا ارتکاز نا ٹوٹا

"کیا ہوا دل کیا دیکھ رہی ہوں؟" اسے یونہی آسمان پر نظریں جمائے دیکھے وہ پوچھ بیٹھا

''وہ دیکھو شایان ستارے'' آسمان کی طرف اشارہ کیے وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی

''دل ڈارلنگ آسمان پر ستارے ہی ہوتے ہیں، کبھی مچھلیاں دیکھی ہے تم نے آسمان پر تیرتے ہوئے'' اسکی اس فضول سی بات پر جل کر بولا

''جانتے ہوں شایان میں نے سنا ہے کہ جب کوئی آپکا اپنا آپ سے بچھڑ جائے نا تو وہ یونہی آسمان پر ایک تارے کی صورت میں چمکتا ہے، اپنی موجودگی کا احساس دلاتا ہے'' اسکا لہجہ ابھی بھی کھویا ہوا تھا، شایان کو تشویش نے آن گھیرا کیونکہ بہت عرصے سے وہ ایسی باتیں کر رہی تھی۔

''دل چلو نیچے چلیے بہت رات ہو گئی ہے اور مجھے کل واپس بھی جانا ہے'' اسکی توجہ ہٹاتے وہ اس سے بولا

''تم مت جاؤ شایان'' اپنے پیچھے سے دل کی آواز سنتے اسکے بڑھتے قدم رکے وہ ایک بار پھر سے شروع ہونے والی تھی

''رات کافی ہو گئی ہے چلو چلیے'' اسکی بات کو اگنور کرتا اب وہ سنجیدہ لہجے میں بولا

''کہی نہیں جانا مجھے سنا تم نے اور نا تم کہی جا رہے ہوں'' وہ ہذیانی انداز میں چلاتے، چائے کا کپ پوری قوت سے زمین مارتے بولی، اور اب چھت کی دیوار سے ٹیک لگائے، دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے بلند

آواز میں رونے لگی جبکہ شایان تو اسکی بات پر آگ بگولہ ہو گیا وہ جب بھی جانے کی بات کرتا دل یونہی چیختی چلاتی اسے جانے سے روکتی

''کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ دل یہ کونسا تماشہ لگانا شروع کیا ہے تم نے جلدی سے اٹھو اور نیچے آؤ اور ایک بات اور میں کل واپس جا رہا ہوں سمجھی تم'' سخت لہجے میں اسے ڈپٹے وہ نیچے چل دیا، دل کی حالت اسے تکلیف دے رہی تھی مگر یہ وقت جوش کا نہیں بلکہ ہوش کا تھا

''کوئی ڈرامہ، کوئی تماشہ نہیں ہے یہ شایان، تم کیوں نہیں سمجھتے، دل نہیں مانتا تمہیں خود سے دور کرنے کو، ڈر لگتا ہے دل کو، ہر وقت ہر پل تم کو خود سے دور جاتا محسوس کرتی ہوں، مت جاؤ شایان خدا کے لیے مت جاؤ'' اپنے دونوں گھٹنوں میں سر دیے اسکے گرد بازو پھیلائے وہ

بولی خود کلامی کرنے لگی، نجانے کونسا وقت تھا جب نیند اس پر مہربان ہو گئی تھی اور وہ وہی دیوار سے ٹیک لگائے سو گئی۔

آدھی رات سے اوپر کا وقت تھا جب پیاس کی شدت سے اسکی آنکھیں کھلی، اسنے بیڈ کی دوسری جانب دیکھا جہاں ایک شکن تک نا تھی، مطلب کے وہ رات میں کمرے میں نہیں آئی تھی،

ضرور باہر لاؤنج میں سو رہی ہو گی محترمہ، اف ضدی عورت "سر نفی" میں ہلائے، پاؤں میں سلیپر اڑائے وہ کیچن میں گیا، پانی پی کر اب اسکا لاؤنج میں جا کر اسکا دماغ ٹھیک کرنے کا ارادہ تھا مگر جھٹکا تو اسے لگا، جب لاؤنج میں کوئی نظر نا آیا، کچھ سوچ کر وہ اپنی امی کی کمرے کی طرف بڑھا مگر دروازہ باہر سے لاکڈ دیکھ کر حیران رہ گیا، اسنے پورا گھر چھان مارا

مگر دل اسے کہی نظر نا آئی، اس کی پریشانی بڑھ چکی تھی، اسکا ارادہ باہر جا کر دیکھنے کا تھا جب اسکی نظریں غیر ارادی طور پر چھت کی طرف گئی، کچھ سوچتے دو تین سیڑھیاں پھلانگتے وہ ٹیرس کی طرف بڑھا، ٹیرس کا دروازہ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا

تو اس کا مطلب کے یہ ضدی لڑکی نیچے نہیں آئی اُفف میں کیا کروں ’’ تمہارا دل ‘‘ سر نفی میں ہلاتے وہ ٹیرس پر آ پہنچا مگر سامنے کا نظارہ دیکھ کر اسے شدید جھٹکا لگا، وہ اتنی ٹھنڈ میں سکڑی سمٹی دیوار کی اوٹ میں خود کو چھپائے بیٹھی تھی، شایان قدم اٹھاتا اب بلکل اسکے سامنے آ بیٹھا، اور ایک نظر اسکے یخ ٹھنڈے پڑتے وجود پر ڈالے اسے باہوں میں اٹھائے نیچے چل دیا۔ کمرے میں اسے بیڈ پر لٹا کر اب وہ اس پر لحاف ڈالے اسکے ہاتھ اور پیروں کو اپنے ہاتھوں سے مسلتا گرمائش پہنچا رہا تھا، اور

ساتھ ہی ساتھ اسکے چہرے کو بھی دیکھنے لگا جہاں آنسوؤں کے نشان تھے اور سر کے کچھ بال چہرے پر چپک گئے تھے۔

"کیا ہوگیا ہے تمہیں دل کیوں اتنی ضدی ہوگئی ہوں تم، پہلے تو ایسی نہیں تھی تم، مجھے میری پرانی والی دل چاہیے، پلیز مجھے میری پرانی والی دل لٹا دوں، اگر تم ایسے ہی کرتی رہی تو بہت مشکل ہوجائے گی مجھے سمجھنے کی کوشش کروں، نا تو میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں اور نا ہی اپنے پیشے کو میں دونوں میں سے کسی ایک کو کیسے چن لو دل" اسکے بیہوش وجود سے باتیں کرتا وہ تکیے پر سر ٹکائے آنکھیں موند گیا، کل کی صبح کچھ نیا لانے والی تھی اور وہ یہ جانتا تھا، مگر اب اسے ایک فیصلہ کرنا تھا جسے کرتے ہی وہ پر سکون سا آنکھیں موند گیا۔

....

صبح اسکی آنکھیں کھلی تو خود کو بیڈ پر پا کر وہ حیران رہ گئی جہاں تک اسے یاد تھا وہ تو نیچے نہیں آئی تھی ، یونہی بیڈ پر لیٹے لیٹے اسنے دوسری سائڈ کی جانب نظر دوڑائی جو خالی تھی ، اتنے میں کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ عجلت میں اندر آیا

’’تم اٹھ گئی ہوں چلو اچھا ہے تمہیں ہی اٹھانے آیا تھا میں ، جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کر لو پھر ہمیں خان کی طرف جانا ہے ‘‘ ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھاتے پہن کر وہ عجلت میں بولا۔ دل تو اسے یک ٹک دیکھے جا رہی تھی جس کا چہرہ بلکل نارمل تھا

کم آن دل ہری اپ" اسے یونہی بیٹھے دیکھ کر وہ منہ اسکی طرف کیے "

بولا جبکہ دل بھی بنا کچھ کہے واشروم میں گھس گئی جس پر شایان سکون کی

سانس خارج کرتا اپنے کام نمٹانے لگا

ایم سوری دل مگر اس وقت یہی سلوشن ہے میرے پاس "گاڑی میں "

دو سوٹ کیس رکھتا وہ خود سے مخاطب ہوا

آج پھر سے خان کے گھر محفل سجائی گئی تھی، لڑکیاں سب ایک طرف تو

لڑکے دوسری طرف آپس میں باتوں میں مگن تھے، گائے بگاہے وہ

دل پر نظر ڈال لیتا جو یہاں آکر کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی

وہ ٹھیک ہو جائے گی ملک'' ہارون کی بات پر وہ محض سر ہلا کر رہ گیا''

آئی ہوپ سو، پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اسے پہلے تو ایسی نہیں تھی'' وہ'' صوفہ کے ساتھ ٹیک لگائے بولا

دیکھ شایان اسکے پاس لائف میں کوئی ریلیشن نہیں بچا ایک سوائے'' تیرے اور پھر ہم لوگ جس فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔۔ تو سمجھ رہا ہے نا وہ بس تجھے کھونا نہیں چاہتی، پیار سمجھائے گا تو سمجھ جائے گی وہ'' خان رسانیت سے بولا

تم لوگوں کو کیا لگتا ہے کہ میں نے کوشش نہیں کی ہو گی پیار سے، ''
آرام سے ڈانٹ کر ہر طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر
اسکی وہی ضد شایان مت جاؤ، تکلیف ہوتی ہے مجھے اسے اس حال میں
دیکھ کر، سمجھ نہیں آتی کیا کروں یار اسے اس حالت میں بھی چھوڑ کر
جانے کا دل نہیں ہے میرا'' بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بے سکون سا بولا

کھانا لگ چکا ہے آجائے سب ''کچن میں کھڑی روشانے نے سب کو''
آواز دی

چل کھانا کھالے آجا'' اسے یونہی اپنی جگہ بیٹھے دیکھ کر خان بولا''

''آتا ہوں جا تو''

''شایان!!'' وہ جو کھانے کی ٹیبل کی طرف جا رہا تھا دل کی آواز پر رک گیا، جس اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے تھامے وہ اسکے ساتھ بیٹھ گیا

''میرے پاس ہی ہونا تم'' دل نے جیسے تصدیق چاہی

''میں یہی ہوں دل کہی نہیں جا رہا'' اسکی حالت کے پیش نظر اسکی ہاں میں ہاں ملائے وہ بولا جس پر وہ پر سکون سی ہو گئی

شایان نے اتنے دنوں میں پہلی بار اسکے چہرے کو پر سکون دیکھا تھا

وہ سب لوگ اس وقت کھانا کھا کر چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب دل پر نیند کا غلبہ چڑھنے لگا وہ رات بھی ٹھیک سے سو نا پائی تھی مگر اب تو نیند کچھ زیادہ ہی آرہی تھی۔

دل کیا ہوا تم ٹھیک ہوں؟'' صبا نے پریشانی سے پوچھا''

ہاں ٹھیک ہوں بس نیند آرہی ہے'' جمائی روکتے ہوئے وہ بولی''

تو تم ایسا کروں گیسٹ روم میں جا کر سو جاؤ'' روشانے نے تجویز دی''

نہیں میں ٹھیک ہوں'' نفی میں سر ہلاتے وہ بولی''

چلو دل آؤ میں بھی تمہارے ساتھ جا رہا ہوں " اسے انکار کرتے دیکھ کر

شایان بولا۔

- - - - - - - - - - - - -

گیسٹ روم میں لاتے ہی اسنے دل کو بیڈ پر لٹایا اور خود اسکے پاس بیٹھے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا

شایاں " اسکی آواز مدھم تھی "

ہوں " ایسے ہی انگلیاں چلاتے وہ بولا "

''میرے پاس رہنا، چھوڑ کر مت جانا'' وہ غنودگی میں تھی اسی لیے بہت ہلکی آواز تھی اسکی

''میں یہی ہوں دل فکر مت کروں'' اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ بولا، اور دل تو اسکی یقین دہانی پر پر سکون سی آنکھیں موند گئی

- -

''سو گئی کیا؟'' تھوڑی دیر بعد دوازے پر دستک دیتے فلک اندر داخل ہوئی

ہاں'' شایان کی نظریں ہنوز اسکے چہرے کے گرد تھی''

''تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم نے جو بھی کیا وہ ٹھیک کیا ہے ؟'' فلک نے پوچھا کیونکہ چائے کے دوران شایان نے دل کی چائے میں نیند کی گولیاں شامل کردی تھی جسکا علم دل کے علاوہ سب کو تھا

''ہاں میں نے ٹھیک کیا ہے ، میں جانتا ہوں یہ غلط ہے مگر اس وقت یہ ایک صحیح فیصلہ تھا''

''ٹھیک ہے ہم لوگ نکلنے والے ہیں آجاؤ تم'' اسے کہتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی

''ایم سوری دل'' ایک نظر اسکو دیکھتے پھر اسنے اسکے سوٹ کیس کو دیکھا

- -

- -

اللہ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے ‘‘ اسکا صدقہ دیتے وہ بولی ’’

جب تک میری بیوی کی دعائیں میرے ساتھ ہیں مجھے کیا ہونا ‘‘ محبت ’’ سے اسکا چہرہ تھپتھپاتے وہ بولا

انشااللہ آپ اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہو گے ‘‘ وہ نم آنکھوں سے ’’ مسکرا کر بولی

وہ تو میں ضرور رہوگا'' اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ پرامید لہجے میں بولا''

بھابھی ایک بات کرنی ہے آپ سے'' دروازہ کھٹکھٹاتے شایان''
کمرے میں داخل ہوتے بولا

''جی لالا''

''دل کا بہت خیال رکھیے گا اسکی حالت ایسی نہیں کہ میں اسے چھوڑ جاؤ''

آپ فکر مت کرے لالا میں اسکا بہت خیال رکھوگی آپ ٹینشن مت''
لے'' اسکی یقین دہانی پر وہ پر سکون ہوگیا تھا

اب وقت تھا کہ وہ سب چلے جائے واپس رات تک ان سب کو رپورٹنگ کرنی تھی۔

-------------------Don't copy paste without my permission

Uraan

Last episode (part 1)

اسکی آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا تھا شاید شام کا وقت تھا، وہ کمرے سے باہر نکلی تو ہر سو خاموشی کا راج تھا اتنے میں روشانے کیچن سے نکلی

''سب۔۔۔سب کہاں ہیں روشانے'' اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

''ادھر آئے بھابھی سکون سے بات کرتے ہیں'' اسکا ہاتھ پکڑے وہ اسے صوفہ پر لے آئی اور پھر اسے انکے جانے کا بتانے لگی، اسنے دل کو دیکھا جو اسکی ساری بات سن کر ویسے ہی بیٹھی تھی اسنے کوئی تاثر نہیں دیا تھا

''بھابھی رات کے کھانے کا وقت ہوا ہے کھائے گی؟'' روشانے نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

ہوں'' اسنے سر اثبات میں ہلا دیا اور دوبارہ کمرے میں چلی گئی جہاں ''
اسکا سوٹ کیس موجود تھا

''تو تم چلے گئے شایان میری فریادوں کو رد کیے تم چلے گئے تمہیں میرا ''
زرا سا بھی خیال نا آیا، تو ٹھیک ہے بھول جاؤ کہ تمہیں بھی تمہاری پرانی
والی دل کبھی واپس ملے گی'' خود سے عہد لیتے وہ واشروم کی طرف بڑھی
جب اسے زور کا چکر اور ساتھ ہی الٹیاں آنے لگی وہ منہ پر ہاتھ رکھے
واشروم کی طرف بھاگی، روشانے جو اسے کھانے پر بلانے آئی تھی اسے
یوں قے کرتے دیکھ کر اسکے ہاتھ پیر پھول گئے اور پھر اسنے جمیل خان کو
کال پر ساری باتیں بتائی، جبکہ دل نڈھال سی بیڈ پر آکر آنکھیں موند گئی

تھوڑی ہی دیر میں اماں اور بی ماں لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ آئی ،جس پر دل کے چیک اپ کے بعد لیڈی ڈاکٹر نے انکی سوچ کو درست ثابت کر دیا

''مبارک ہوں آپکی بچی ون منتھ پریگننٹ ہے ''ڈاکٹر کی بات پر وہ سب کھل اٹھی

''میری بچی ''اماں نے اسکا ماتھا چوما

''ہمیشہ خوش رہو ''بی ماں اسکے سر پر پیار کرتے بولی کس پر دل مسکرا دی

"ارے بھئی کوئی اس نالائق کو بھی فون کردے آخر کو باپ بننے والا ہے" بی ماں کی بات پر جہاں دل کے مسکراتے لب سکڑے وہی روشانے بھی زبردستی کی مسکراہٹ لیے سر ہاں میں ہلانے لگی

"ارے سنو رخسانہ میں تو کہتی ہوں تم یہی رک جاؤ بچیوں کے پاس کیونکہ مجھے نہیں لگتا کے ایسے حالات میں یہ دونوں اکیلے سب کچھ سنبھال سکے گی، کسی بڑے کا ساتھ ہونا ضروری ہے"

"جی بھابھی میں بھی یہی سوچ رہی تھی" انھوں نے حمدہ بیگم کی بات کی تائید کی۔

....

وہ چاروں رات کے کھانے سے فارغ ہوئی تھی کہ فون پر بیل بجنا شروع ہوگئی

میں دیکھتی ہوں" روشا نے اپنی کرسی سے اٹھتی بولی"

دل بھابھی شایان لالا کی کال ہے" ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ اسکی طرف، بجلی کی تیزی سے دل نے اسکے ہاتھ سے موبائل چھینا اور اپنے کمرے میں بند ہوگئی

دل" پانچ منٹ موبائل کان سے لگائے وہ دونوں ایک دوسرے کے بولنے کے منتظر تھے۔ جب شایان نے پہل کی

ناراض ہو؟ ہونا بھی چاہیے مگر پکا وعدہ جلد ہی ملنے آؤ گا تمہیں سمجھی، ''
دل !! اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ'' اور وہ جو تب سے ضبط کیے بیٹھے تھی
پھوٹ پھوٹ کر رو دی، کچھ سوچتے ہی اسنے کال بیک کی اور شایان کے
فون اٹھاتے ہی بنا کچھ سنے بولنا شروع ہو گئ

''ایم سوری شایان رئیلی سوری میں ڈر گئ تھی، مگر اب نہیں ڈروں گی،
تم جلدی واپس آجانا، آئی لو یو'' کہتے ہی اسنے موبائل آف کر دیا جبکہ ایک
مسکراہٹ شایان کے لبوں کو چھو گئ۔

- -

صبح صادق کا وقت وہ دونوں اس وقت آن ڈیوٹی تھے۔ آج ان دونوں کی فلائنگ تھی۔

''کیا بات ہے ملک کل سے بڑا مسکرایا جا رہا ہے؟ کیا بیوی سے دور ہونے پر دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے'' خان کے میٹھے میٹھے طنز پر بھی وہ مسکراہ کر رہ گیا

''یار ملک کہی دماغ تو نہیں ہل گیا؟'' خان کو تشویش ہوئی

''نہیں بلکل بھی نہیں بلکہ میں تو بہت خوش ہو'' وہ مسکراتا بولا

''خیریت؟'' خان نے اچھنبے سے پوچھا

''سر۔ آپ کے لیے کال آئی ہے سر'' انکا جونیئر انہیں سلوٹ کرتے خان کی طرف منہ کیے بولا

''میرے لیے چلو میں آتا ہوں'' شایان کو کہتے وہ چل دیا

''آپ نے بلایا سر؟'' اپنے سینئر کے سامنے کھڑی سلوٹ کرتے اسنے پوچھا

''یس فلائنگ لیفٹیننٹ فلک خان، فرسٹ آف آل کانگریچولیشنز آن یور نکاح اینڈ سیکنڈلی اکوردینگ ٹو نیو شیڈول آج فلائنگ لیفٹیننٹ ملک کی جگہ آپ اڑان بھرے گی، اینی اوبجیکشن؟ (کوئی مسئلہ؟)''

''نو سر''

''آل رائٹ ناؤ یو کین گو'' اجازت ملتے ہی وہ سلوٹ کیے باہر چل دی

- -

''تم۔ تم یہاں کیا کر رہی ہوں؟'' وہ واپس آیا تو شایان کی جگہ فلک کو دیکھ کر حیران رہ گیا

"آج شایان کی جگہ اڑان مجھے بھرنی ہے" اسنے جواب دیا جس پر خان نے محض سر ہلایا کیونکہ وہ فلک سے ابھی تک ناراض تھا

"ناراض ہوں؟" اسنے سوال کیا مگر خان نے جواب دینا ضروری نا سمجھا

"خان!!" اس سے پہلے کے وہ مزید بات کر پاتی خان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بولنے سے روک دیا

"ابھی نہیں فلک بعد میں"

"اور بعد میں اگر وقت نا ملا" نجانے کیسے یہ لفظ اسکے منہ سے نکل آئے

''جونئیر ناراض ہو مجھ سے پتا ہے مجھے، مگر اتنا بھی ناراض مت ہو کہ بعد میں پچھتاوا ہو جائے''

''فلک میں نے کہا نا مجھے بات نہیں۔۔۔۔''خان کے الفاظ ابھی مکمل طور پر ادا نا ہوئے تھے کے فلک نے اسے گلے لگا لیا

''فلک!!!''خان حیران ہوا

''پتا نہیں جونئیر پھر موقع ملے یا نا ملے ایک آخری بار گلے ملنا چاہتی ہوں تم سے''خان کو ڈر لگا تھا فلک کی اس بات پر

"سنو میرے بعد تم ہی ہوں اماں کا خیال رکھنا" مسکراتے چہرے کے ساتھ لفظ ادا کرتے وہ اپنے طیارے کی طرف بڑھ گئی

خان کا دل چاہا وہ فلک کو روک لے نا جانے دے اسے

- -

"واٹ دا ہیل اس ہیپنگ ہیر؟"

(کیا ہو رہا ہے یہاں؟) دو فی میل کیڈیٹس کو باؤنڈری وال طرف جاتے دیکھ کر ہارون اسکے سر پر کھڑا چلا کر بولا

''ٹرن''

(گھومو) انکی پیٹھ ہارون کی طرف تھی اسی لیے انہیں گھومنے کو بولا

مگر اسے تو جھٹکا لگا جب ان دونوں فیمل کیڈیٹس میں سے ایک صبا کی بہن نکلی، اسکا چہرہ چٹانوں جیسا سخت ہو گیا

ان مائی آفیس ناؤ''گویا حکم صادر کیا گیا''

وہ دونوں اس وقت اسکے سامنے سر جھکائے اسکے آفس میں کھڑی تھی، جب اسنے فون کے ذریعے صبا کو اپنے آفس میں بلایا

کچھ دیر بعد ناک ہوا دروازے پر

''کم ان''

''فلائینگ لیفٹینینٹ صبا ڈو یو نو دیم !!'' اسنے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا، جبکہ صبا تو اپنی بہن اور اسکی دوست کو دیکھ کر حیران رہ گئی

''یس شی از مائی سسٹر اینڈ ہر فرینڈ'' اسنے جواب دیا

''سو دے ویل نو اباؤٹ پی۔ ایف۔ اے رولز سو وائے دے ٹرائے تو بنک؟''

(توپھر تو انہیں اچھے سے پی۔ایف۔اے کا رولز کا علم ہوگا مگر پھر بھی انہوں نے بنک کرنے کی کوشش کی) اب اسکا لہجہ اتنا سخت تھا کہ صبا کو یقین ہو چلا تھا کہ ان دونوں کی خیر

''واٹ دے ایگزیکٹلی ٹرائنگ ٹو ڈو؟''

(انہوں نے بنک کرنے کی کوشش کیسے کی؟) صبا نے سپاٹ لہجے میں پوچھا

''دے ٹرائے تو کراس دا باؤنڈری وال''

(انہوں نے باؤنڈری وال پار کرنے کی کوشش کی)

''سو واٹ یو تھنک اباؤٹ دئیر پنیشمنٹ ؟''

(تو آپ کو کیا لگتا ہے انہیں کیا سزا ملنی چاہیے ؟)

''اٹس اپ ٹو یو ہارون ۔ بٹ آئی وانٹ یو ٹو گیو دیم آ سٹرونگ پنیشمنٹ''

(یہ تمہاری مرضی ہارون ، مگر میں چاہتی ہوں کے تم انہیں سخت ترین سزا دوں) صبا کے اتنے سخت لہجے پر ایک پل کو تو اسکی بہن حیران رہ گئی

''ایزیور وش صبا''

(جیسی تمہاری خواہش) ہارون اور صبا کی مسکراہٹ سے اسکی بہن کو یقین ہوا چلا تھا کہ اب اسکی خیر نہیں۔

اسرا (صبا کی بہن) اور حنا (اسکی دوست) دونوں کو سزا ملی تھی کہ وہ پورے ایک ماہ کے لیے اپنے جونئیرز کے تمام کام کرے گی اور جونئیرز کو سر اور میم کہہ کر بلائے گی اور وہ انہیں آرڈرز دے سکتے تھے مگر یہ دونوں انکار نہیں کر سکتی تھی۔

''ویسے تو میں نے تم لوگوں کو صرف ایک مہینے کی پنیشمنٹ دی ہے مگر جو تم دونوں نے کیا ہے اگر کوئی اور الٹی حرکت کی تو پی۔ ایف۔ اے

سے باہر نکلوانے مین زیادہ دیر نہیں لگاؤ گا'' اسکا لہجہ اتنا سخت تھا کہ ان دونوں کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

یسس سر'' اپنی کانپتی آواز پر بامشکل قابو پائے وہ بلند آواز بولی۔''

- -

وہ دونوں اس وقت آسمان کی سیر پر تھے، جب موسم ابر آلود ہونا شروع ہوگیا، کنٹرول روم کی طرف سے انہیں فورا لینڈینگ کا حکم جاری کیا گیا

وہ دونوں اس وقت لینڈینگ پوزیشن میں تھے جب فلک کو طیارے میں خرابی محسوس ہوئی اور وہ لینڈینگ پوزیشن سے ہی دوبارہ طیارا آسمان کی طرف لے گئی

خان جو ابھی لینڈ ہوا تھا فلک کو یو کرتا دیکھ کر حیران ہوا اسے کچھ گڑبڑ لگی، جب ایسے میں ائیر پیس میں آواز ابھری

''فلائنگ لیفٹیننٹ خان واٹ آر یو ڈوئنگ، یو ہیو فائیو منٹس ٹو لینڈ اٹس این آرڈر''

(فلائنگ لیگٹینینٹ خان آپ کیا کر رہی ہے آپ کے پاس صرف پانچ منٹ ہے لینڈ کرنے کے لیے) کنٹرول روم سے آتے اس حکم نے خان کو حیران کر دیا

اٹس فلایئنگ لیفٹینینٹ فلک خان سر، سوری آئی کانٹ لینڈ دیئر آر ''سم پروبلمز وود دی انجن''

(فلائنگ لیفٹینینٹ فلک خان رپورٹنگ سر، سوری سر میں لینڈ نہیں کر سکتی انجن کے ساتھ کچھ مسئلہ ہے) ائیر پیس سے ابھرتی فلک کی آواز پر خان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔

کالی گھٹائیں ہر سو چھا گئی تھی، اسکا طیارہ آسمان میں ہی اڑ رہا تھا، اس وقت کنٹرول روم میں بھگڈر مچ چکی تھی انہیں کسی بھی طرح اپنے آفیسر اور طیارے کو بچانا تھا، سارا املہ اس وقت سخت دباؤ کا شکار تھا

وہ ابھی کائی تجویز سوچ رہی تھی جب اسے انجن سے چنگاریاں نکلتی محسوس ہوئی، وہ جان چکی تھی اسکا مطلب ایک دلفریب مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر آ ٹھہری

اسنے ڈرنے کی بجائے ارد گرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا اگر اسکا پلین کریش ہوتا تو اسے آبادی والے ایریا کو بچانا تھا، کچھ سوچتے ہوئے اسنے مزید طیارہ ہوا میں اوپر لیجانا شروع کر دیا

اسکی یہ کاروائی دیکھ کر خان طیش میں آگیا

فلک واٹ دا ہیل آر یو دو ئنگ ؟'' وہ غصے پر قابو پاتے بولا''

''فلک تم کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں ؟''

لسن جونئیر میری ایک بات غور سے سننا'' اسکی بات کو اگنور کیے وہ'' بولی

اماں کا بہت دھیان رکھنا جونیئر، تم بیٹے ہوں انکے سنبھال لو گے'' انہیں، اور ہاں ایک اور بات ابا سے کہنا مجھے معاف کردے میں نے بھی انہیں کر دیا ہے، انہیں بتانا کہ فلک ان سے کتنی محبت کرتی تھی اور یہ بھی

کہ وہ اپنی ہر بدتمیزی پر شرمندہ ہے ، تم بھی انہیں معاف کر دوں خان ،
وعدہ کروں مجھ سے کہ تم انہین معاف کر دوں گے ، تم جانتے ہوں جونیئر
میرا خواب آج پورا ہونے جو رہا ہے میں دوسری مریم مختیار بننے جا رہی
ہوں ، اب تو ابا کو مجھ پر فخر ہوگا نا جونیئر ''

'' بکواس بند کروں فلک تمہیں کچھ نہیں ہوگا ، میں تمہیں کچھ نہیں ہونے
دوں گا '' وہ حلق کے بل چلایا

'' تم مجھ سے ہمیشہ ہی جیلس رہنا جونیئر کیونکہ ہر وہ چیز جو تمہیں چاہیے وہ
مجھے جو مل جاتی ہے ، تم نے سورڈ آف اونر لے لی اسکا مطلب یہ نہیں کہ
تم ہر میدان میں ہی مجھسے آگے برھ جاؤ گے ، شہادت کو تو تم سے پہلے
فلک خان ہی گلے لگائے گی ، ویسے بھی چھوٹے ہوں مجھ سے تم ، میں

بڑی ہوں تو پہلا حق بھی میرا ہی ہوگا" آنکھوں میں آنسوؤں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ، مگر اسکے آنسوؤں بھی چمک رہے تھے جیت کی خوشی پر

"میں نے تم سے کہاں نا فلک کچھ نہیں ہوگا تمہیں" آنسوؤں کا گولا اسکے گلے میں اٹک سا گیا، خان کو اپنی آواز کانپتی محسوس ہوئی

"اماں سے کہنا جونیئر کے میں ان سے بہت محبت کرتی ہوں مگر اس وطن سے زیادہ نہیں جونئیر" کہتے ہی اسنے اپنے تمام رابطے منسوخ کردیے اور طیارہ مزید آسمان میں اوپر لے گئی

آنسوؤ تواتر اسکا چہرہ بھگوتے رہے وہ جانتا تھا سب ختم ہوگیا ہے فلک جا چکی ہے

"فلائنگ لیفٹیننٹ خان، فلائنگ لیفٹیننٹ خان آر یو لسنگ؟"

(فلائنگ لیفٹیننٹ خان، فلائنگ لیفٹیننٹ خان کیا آپ کو آواز آرہی ہے؟") ایر پیس پر ابھرتی آواز نے اس وقت سب کے اعصاب کو شدید جھٹکا دیا تھا۔

کنٹرول آفس میں بیٹھا املہ اس وقت سخت دباؤ کا شکار تھا۔ موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے رابطہ نا ہونے کے برابر تھا۔ ایر پیس میں ابھرتی آواز بھی سگنلز نا ھونے کی وجہ سے بیچ میں ہی کہی کھو جاتی۔ آج صبح ہی تھنڈر جے۔ ایف سیونٹین نے پرواز بھری تھی گھنٹے بعد ہی طیارے کے انجن میں تکنیکی خرابی کی وجہ سے چنگاریاں ابھرنے لگی۔ جسکی وجہ سے کنٹرول

آفس میں ایک ہلچل مچ گئی ، اوراب فلائنگ لیفٹیننٹ خان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جارہی تھی جوکہ خراب موسم کی وجہ سے ناممکن ہو گیا تھا۔ کالی گھٹاؤں نے پورے آسمان پر اپنی چادر بچھا دی تھی ، کڑکڑاتی بجلی نے موسم کو خوابناک بنا دیا تھا۔

آسمان میں طیارہ غوطے کھا رہا تھا ، ایسا موسم اس ماحول نے سب کا سانس روک رکھا تھا۔

دیکھتے دیکھتے آگ کا ایک شعلہ بھڑکا اور پورے طیارے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ، بس چند منٹوں کا کھیل اور سب کچھ ختم ہو گیا

اور پھر سب نے دیکھا آسمان سے راکھ کو نیچے گرتے ہوئے۔

یہ ۔ یہ کیا ہوگیا تھا ، ابھی تو سب کچھ ٹھیک تھا ، وہ تو ویسے ہی اسے زچ کر رہا تھا اسے فلک سے ناراض تھوڑی ہونا تھا ، ضرور کوئی خواب ہوگا یہ جیسے ڈرامہ میں ہوتا ابھی اسکی آنکھیں کھل جائے گی اور اسکی بہن اسکے سامنے ہوگی ، ویسے بھی خان کو تنگ کیے بنا فلک کو سکون کہا مگر اتنا بے سکون کیسے کر سکتی ہے وہ اسے ۔

شایان اس وقت میس میں دوسرے آفیسرز کے ساتھ تھا جب اسے اطلاع ملی کے فلائنگ لیفٹیننٹ خان نے شہادت حاصل کی ہے ، وہ تیزی سے فیلڈ کی جانب دوڑا مگر جب خان کو صحیح سلامت دیکھا تو شکر کا سانس لیا ، ایک منٹ فلک ، فلک کہاں ہے

''خان تم ٹھیک ہوں اور فلک ، فلک کہاں ہے خان ؟'' اسکے سر د پڑتے وجود کو جھٹکا دیے وہ بولا

''فلک'' خان نے یہ نام یوں ادا کیا جیسے کوئی اجنبی ہوں

''فلک تو آسمان ہے نا ملک تو ڈھونڈ لو یہی کہی آسمان کی بلندیوں میں مل جائے گا تمہیں اسکا وجود'' خان کے یوں بولنے پر شایان حیران رہ گیا

''خان ؟'' شایان بے یقین ہوا

''ہاں ملک وہ چلی گئی'' وہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا اتنا کے آنکھوں میں جمے آنسوؤں پھٹ سے بہہ نکلے اور شایان نے تو اسے گلے لگا لیا۔

- -

وہ اس وقت گھر کی صفائی کر کے ہٹی ہی تھی جب گھر کے نمبر پر کال آئی، بی ماں، اماں تایا سر کار سب لوگ اس وقت اسکے گھر موجود تھے، باہر بیل کی بجتی آواز پر بی ماں کو دروازہ کھولتے دیکھ کر وہ لینڈ لائن کی طرف بڑھی

''السلام علیکم''

''جی نہیں میں مسز اکمل نہیں بلکہ مسز دلاور خان ہوں''

مگر جو بات اسے آگے سننے کو ملی وہ اسکے ہوش صلب کرنے کو کافی تھی۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

''شایان شایان مت جاؤ، شایان شایان رک جاؤ'' رات کا وقت، وہ جنگل مین تھی، ایک ہیولا سا تھا جس کے پیچھے وہ بھاگ رہی تھی اور وہ یقیناً شایان کا ہی تھا

''دل'' اچانک اپنے پیچھے سے اسے کسی کی آواز آئی جب اسنے مڑ کر دیکھا تو شایان وہی کھڑا تھا اب منظر بدلا اب جنگل کی پہاڑی تھی اور رات کی جگہ دن، اسنے حیرانگی سے شایان کو دیکھا اور جو اسے دیکھے مسکرا رہا تھا، اور

جب پیچھے مڑی تو فلک کو سامنے پا کر چونک گئی ، فلک بھی اسے دیکھ کر مسکراتی قدم قدم پیچھے ہو رہی تھی اب وہ بلکل پہاڑی کے کونے پر تھی اور نیچے گہری کھائی ، دل نے اسے روکنا چاہا مگر کچھ نا ہو سکا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فلک پہاڑی سے نیچے گر گئی

فلک !! '' وہ چیخ مار کر اٹھی ، اتنی سردی میں بھی وہ پورے کی پوری پسینے '' میں شرابور تھی ۔

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ پر سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکلی مگر جو اسنے سنا وہ اسکے ہوش اڑا دینے کو کافی تھا ۔

- -

''کیا بات ہے بھئی لگتا ہے آج کچھ خاص ہے جو یوں محفل جمائی گئی ہے'' سب کو اپنے بیٹے کے گھر دیکھ کر وہ چڑ کر بولی

''ارے آؤ نتاشہ''

''ضرور بھابھی ویسے بھی میرے بیٹے کا گھر ہے'' وہ طنز کرنا نا بھولی

''بھائی صاحب آپ سب لوگ یہاں خیریت ؟'' اکمل نے جمیل خان سے پوچھا

''ہاں بھئی خوشخبری ہے ماشااللہ سے شایان باپ بننے والا ہے''

''ارے بھئی یہ تو بہت خوشی کی خبر ہے''اکمل خان واقعی خوش تھے،
جبکہ نتاشہ بیگم آنکھیں گھما کر رہ گئی

''ایک اور خوشخبری بھی ہے چاچا جان''اب کی بار روشا نے بولی

''اچھا وہ کیا!!''انھوں نے پوچھا

''مبارک ہوں چاچا جان مبارک ہو اماں اللہ نے آپ دونوں کو شہید کے والدین کا درجہ دیا ہے، فلک آپی نے آج صبح ہی آن ڈیوٹی شہادت حاصل کی ہے، ابھی کال آئی وہاں سے''اسکی آنکھوں میں آنسو تھے مگر لب مسکرا رہے تھے۔

اکمل خان تو سن رہ گئے جبکہ اماں نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے خدا کا شکر ادا کیا

کہاں جا رہی ہوں رخسانہ؟'' حمدہ بیگم نے سوال کیا''

شکرانے کے نفل ادا کرنے بھابھی'' وہ مسکرا کر بولی، ایک آنسو نا بہا'' انکی آنکھ سے

وہ اپنے آفس میں ہی تھا جب اسکے نمبر پر کال آئی اسنے جیسے ہی کال اٹھائی دوسری طرف سے آنے والی آواز نے اسکے احساسات کو مجنمند کردیا

ابھی وہ فون رکھتا کہ دروازہ کھولتے عجلت میں صبا اندرداخل ہوئی اسکا رنگ لٹھے کی مانند سفید تھا

اسکی آنکھوں سے وہ جان چکی تھی کہ اسے سب پتا چل گیا ہے

- -

فلک کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی تھی، ہاں مگر فرق صرف اتنا تھا کہ نماز جنازہ غائبی تھی کیونکہ جسم کا حصہ نا مل پایا تھا۔

خان بلکل چپ تھا، اسنے کسی سے کوئی بات نا کی تھی، وہ تو یوں تھا جیسے یہاں سب پرائے ہوں وہ اس وقت اکمل خان کے گھر تھا

"آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ خان آپ کا دایاں بازو ہے" اکمل خان کے سامنے والے صوفہ پر سر جھکائے بیٹھا وہ بولا

"لیکن اگر آپ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کے اگر خان میرا دایاں بازو ہے تو فلک بھی میرا بایاں بازو ہے، تو شاید وہ آج تک آپ سے اس قدر ناراض نا ہوتی"

"بہت تکلیف دی ہے آپ نے ہم دونوں کو، آپ کی خودغرضی نے ہمیں کہی کا نہیں چھوڑا"

"مجھے نہیں معلوم کے میں آپ کو معاف کرپاؤ گا یا نہیں، مگر وہ آپ کو معاف کر چکی ہے، فلک ہارون شاہ نے آپ کو معاف کر دیا"

وہ آج ہی اپنی بہن کو رخصت کر کے آیا تھا اور اب بہترین موقع تھا کے وہ سارے حساب کتاب برابر کرلیتا، ویسے بھی رخصتی سے پہلے فلک نے ہی تو اسے وعدہ لیا تھا سب کو معاف کر دینے کا

"میں شائد آپ کو معاف نا کرپاؤ" یہ کہتے ہی وہ باہر کو چل دیا

''بس کردوں خان مت دوں تکلیف خود کو بھی اور ہمیں بھی جا چکی ہے
فلک اب اسکی وجہ سے ہمیں مت تکلیف دوں'' نتاشہ بیگم چلا اٹھی

''آپ سے بات کی میں نے''

''خان یہ کیا طریقہ ہے اپنی ماں سے بات کرنے کا''

''ماں، ہنہ'' وہ ہنسا

''آپ نے اس عورت سے اس لیے شادی کی تھی نا کہ آپ کو بیٹا
چاہیے تھا، تو سنے پاپا غور سے فلک اکلوتی نہیں تھی ٹوینز تھے وہ ایک بیٹا

اور ایک بیٹی ، مگر آپ کی بیوی نے آپ کو حاصل کرنے کے لیے پہلے رپورٹس بدلوائی اور پھر فلک کے ساتھ پیدا ہونے والے آپکے وارث کو مروا بھی دیا ، یہ عورت جو آپکی بیوی ہے نا حقیقیتا آپ کی اولاد کی قاتل ہے یہ ''کیسا انکشاف تھا یہ ، خان حلق کے بل چلا رہا تھا

خان میری جان ۔۔۔ ''وہ تڑپ گئی ''

''نہیں نہیں ہو میں آپکی جان ''

''خان یہ سب میں نے تمہارے لیے ہی تو کیا تھا ''

''میرے لیے نہیں اپنی نفرت میں کیا تھا آپ نے ''

شرم محسوس ہوتی ہے مجھے خود سے کہ آپ جیسے لوگ میرے والدین ''
ہے

'' میں جا رہا ہوں اور اب کبھی واپس نہیں آؤ گا ، آج آپنے صرف بیٹی ہی نہیں بلکہ بیٹا بھی کھو دیا ہے اپنا '' یہ کہتے ہی وہ رکا نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے اکمل ولا کو چھوڑ کر چلا گیا ، جبکہ اکمل خان تو ایک نفرت بھری نگاہ اپنی بیوی پر ڈال کر چلے گئے وہاں سے

----

no bad comments

Don't copy paste without permission

Uraan

Last episode (last part)

خان کسی سے بھی بات کا روادار نا تھا اسے باقی سب کو تو یقین دلا دیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے مگر روشانے کو یقین نہیں تھا اسی لیے اس نے شایان اور ہارون سے مدد مانگی

حالانکہ وہ دونوں بھی اس حالت میں نہیں تھے کے اسے سمجھا پاتے مگر انہیں کرنا تھا یہ سب

فلک کو شہید ہوئے چار ماہ ہو چکے تھے اور اب تو روشا نے بھی امید سے تھی

کیسے ہوں ؟" اسکے پاس بیٹھتے ملک نے سوال کیا"

کیسا ہونا چاہیے ؟" سوال کے بدلے سوال"

کچھ دیر دونوں میں خاموشی چھائی رہی

''تم جانتے ہو وہ اسکے جیسا بننا چاہتی تھی ، وہ مریم مختیار بننا چاہتی تھی ،

دیکھ لو بن گئی وہ مریم مختیار''

''اسنے اپنا کہاں پورا کیا''

تھوڑا رو لو خان ''ملک نے مشورہ دیا''

اس سے کیا ہوگا؟'' خان نے حیران ہوتے سوال کیا''

''دل کو سکون ملے گا''

''نہیں ملک میں رو چکا ہوں جتنا رونا تھا اب اور نہیں ، میں کیوں روؤں بلکہ میں تو سر فخر سے بلند کر کے چلتا ہوں کہ میں فلک خان کا بھائی ہوں''

''تو پھر بھابھی کو یقین دلا دو کے تم ٹھیک ہوں'' اسنے مشورہ دیا

''ہوں''

''شاہ کہاں ہے؟'' اسنے سوال کیا

''فلک کے پاس'' ملک کا جواب ، مطلب کے وہ آج بھی فلک کی قبر پر تھا

اب وہ دونوں دوست بیٹھے پرسکون سے ڈوبتے سورج کو دیکھ رہے تھے

- -

وہ جیسے ہی گھر واپس آیا اسے جائے نماز پر بیٹھے دعا پڑھتے دیکھ کر اسکے پاس جا بیٹھا

''کیا مانگ رہی تھی؟'' اسکی دعا پوری ہوتے ہی اسنے سوال کیا

''آپکی سلامتی کی دعا''

"تمہاری دعایئں ہمیشہ میرے ساتھ ہی ہوتی ہے، تم جانتی ہوں کہ جس طیارے کی اڑان فلک نے بھری وہ میرا تھا دل، اس میں مجھے بیٹھنا تھا، مگر شائد تمہاری دعایئں میری جگہ فلک کو لگ گئی" وہ کھوکھلی ہنسی ہنسا

"ہاں ٹھیک کہاں آپ کے لیے کی جانے والی دعائیں کسی اور کے لیے بددعا بن گئی" وہ کھوئے لہجے میں بولی

"ایسا نا کہوں، بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اس مقام کو حاصل کرتے ہیں" اسنے ٹوکا اور دل کو اپنی آغوش میں لے لیا

- -

وقت کا کام گزرنا ہوتا ہے سو وہ گزر رہا تھا، فلک کو گئے دس ماہ ہو چکے تھے، ایسے میں دل نے ایک بہت خوبصورت بچے کو جنم دیا تھا

”اسکا نام کیا ہوگا؟“ ملک نے اپنے بیٹے کو باہوں میں لیے دل سے سوال کیا

”خلیل۔۔ خلیل شایان ملک“ وہ مسکرا کر بولی جبکہ شایان کی گود میں وہ ایک دن کا بچہ بھی مسکرا دیا جیسے اسے اپنا نام پسند آیا ہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ رہے تھے، سوائے شاہ کے وہ ابھی تک اسی ڈگر پر کھڑا تھا۔

خان اسکی روٹین سے واقف تھا، وہ پہلے سے زیادہ خاموش اور سخت طبیعت کو ہو چکا تھا

کیسے ہوں شاہ'' وہ اس وقت اسی جگہ کھڑا تھا جہاں پر فلک نے اپنی'' آخری اڑان بھری تھی

''ٹھیک تم سناؤ''

''میں بھی ٹھیک''

''تم نے وعدہ کیا تھا شاہ، وعدہ کیا تھا کہ فلک ہمارے مابین کبھی نہیں آئے گی تو پھر اب کیوں؟'' شاہ کو وہاں سے جاتے دیکھ وہ بولا

''خیر یہاں میں تم سے کوئی اور بات کرنے آیا ہوں، تمہاری مرحوم بیوی کا پیغام دینے آیا ہوں'' ان کی بار شاہ چونکا

''کیا!!'' کیا کچھ نہیں محسوس کیا تھا خان نے اسکی آواز میں مگر سب سے بڑھ کر تڑپ تھی

''اسنے وعدہ لیا تھا کہ شاہ سے کہنا فلک چاہتی ہے کے وہ صبا سے شادی کر لے'' خان نے تو حقیقت میں اس پر بم پھوڑا تھا

''ناممکن میں ایسا نہیں کروں گا'' وہ غصے میں تھا خان جانتا تھا

''ٹھیک تمہاری مرضی مگر یہ تمہاری بیوی کی خواہش تھی سو اگر اسکی روح کو تکلیف پہنچے تو میں ذمہ دار نہیں ہوں'' خان کی بات پر شاہ لب بھینچ کر رہ گیا

خان اس دن فلک اور صبا کی باتیں سن چکا تھا، حالانکہ فلک نے ایسا کوئی وعدہ نا لیا تھا مگر شاہ کو زندگی کی طرف واپس لانے کے لیے یہ ضروری تھا

''سوری سسٹر مگر یہ ضروری تھا'' آسمان کی جانب نگاہ کیے وہ بولا

- -

اور پھر شاہ نے صرف فلک کی خواہش پر صبا سے شادی کے لیے رضامندی دے دی صبا تو یہ سب دیکھ کر حیران تھی اسی لیے اسنے خان کو کال کی اور کیفے ملنے کو بلایا

''میں شاہ سے شادی نہیں کر سکتی خان''

''کیوں''

''مجھے لگتا ہے کہ میری بری نظر لگی ہے فلک کو اپنا آپ مجرم محسوس ہوتا ہے مجھے خان''

''کسی کو کسی کی بری نظر نہیں لگی صبا یہ سب تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، اور اس وقت شاہ ہمارے لیے زیادہ ضروری ہے تم سنبھال لو گی اسے صبا میں جانتا ہوں''

''مگر۔۔۔۔''

''اگر مگر کچھ نہیں صبا میں نے تمہیں فلک کی جگہ مانا ہے اب اگر تم بھی مجھے اپنا بھائی مانتی ہوں تو انکار مت کرنا'' جس پر صبا نے اثبات میں سر ہلا دیا

- -
- - - -

صبا اور شاہ کا نکاح بہت سادگی سے ہوا تھا

"ویسے تو یہ میری فلک کے لیے تھے مگر اب تم مجھے اسکے جتنی عزیز ہو تو یہ تمہارے لیے" اماں نے صبا کے ہاتھوں میں وہی کنگن پہنا دیے جو روشانے اور فلک کے لیے ایک جیسے تھے

کنگنوں کو دیکھ کر اسکی آنکھیں بھر آئی

شکریہ اماں ‘‘ بھرائی آواز میں وہ انسے لپٹتے بولی ’’

- -

وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی جب شاہ اس سے ملنے آیا

شاہ آؤ ‘‘ وہ اب ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ’’

یہ شائد تمہارے لیے ہی بنی تھی ‘‘ اسکا ہاتھ تھامتے اس میں وہی مال ’’ والی انگوٹھی پہنائے وہ بولا، ایک پل کو آنکھوں کے سامنے وہ سارا منظر چلنے لگا جب اسنے فلک کو یونہی انگوٹھی پہنائی تھی مگر تب میں اور اب میں کتنا فرق تھا نا

"میں نے فلک سے بہت محبت کی ہے صبا اور شائد کرتا رہوں مجھے اس رشتے کو سمجھنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے، آئی ہوپ سو تم سمجھ پاؤ گی"

جس پر صبا نے سر ہاں میں ہلا دیا

"تھیک یو مجھے سمجھنے کے لیے" اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے بنا کچھ اور کہے وہ باہر چلا گیا

جبکہ صبا تو ابھی تک اس کے لمس کے زیر اثر تھی

- -

آخر کار کو وہ وقت بھی آن پہنچا جس کا خان کو کب سے انتظار تھا

"مبارک ہوں سر بیٹی ہوئی ہے اور دونوں ماں اور بے بی بھی سیف ہے" ہاتھ میں چھوٹی سے پری لیے ایک نرس خان کی طرف آئی اور اسے مبارک باد دی جبکہ خان تو بس اسے دیکھے جا رہا تھا

نرس کو مٹھائی کے پیسے دیتے وہ اب شکرانے کے نفل ادا کرنے گیا تھا

روشانے کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا جبکہ بے بی کو کاٹ میں ماں کے پاس رکھ دیا گیا تھا

اتنے میں خان دروازہ کھولے اندر آیا اور بے بی کے کان میں آزان دیے اسے باہوں میں بھر لیا

خان مجھے بھی پکڑائے '' روشا نے ہاتھ آگے بڑھائے ''

وہ دونوں اس وقت اسے دیکھنے میں مصروف تھے جب کوئی دروازہ ناک کرک اندر آیا

ارے شاہ آؤ '' خان اسے دیکھ کر خوش ہوتے بولا ''

میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا ، وہ دراصل میں اپنی ننھی پری سے ملنے کو '' بیتاب تھا اسی لیے رہا نہیں گیا ''

''کیا میں اسے لے لو؟'' اسنے سوال کیا اور اجازت ملتے ہی اسے اپنی آغوش میں لے لیا

''نام کیا سوچا اسکا؟'' بے بی سے پیار کرتے اسنے پوچھا

''فلک خان۔۔۔فلک دلاور خان'' نام سنتے ہی وہ ایک لمحے کو چونکا مگر پھر مسکراہ دیا

''پرفیکٹ نیم فار آ پرفیکٹ گرل'' وہ بے بی کو دیکھ کر مسکرا کر بولا

چلو بھئی چاچا صاحب میری بیٹی کر گرتی دیجیے تاکہ وہ تھوڑی بہت آپ ''
جیسی ہو جائے '' خان کے مزاق پر وہ ہنس دیا اور پھر بے بی فلک کو اپنی
گرتی دی اسنے

شاہ اب نارمل ہو رہا تھا جس کے لیے خان صبا کا شکر گزار تھا

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

روشانے کو ایک دن بعد ہی ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا ، اب وہ
فلک کو سلا کر کاٹ میں لیٹاتی بیڈ پر آ گئی

سو گئی کیا ؟ '' خان نے سوال کیا ''

''ہاں''

''تم جانتی ہوں روشی اس دن میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میرے سامنے اسکا طیارے میں بیٹھنا، ہواؤں کی سیر اور پھر کالا دھواں سب کچھ میرے سامنے ہوا تھا''

''تکلیف اس بات کی نہیں ہے کہ وہ آج موجود نہیں بلکہ اس بات کی ہے کہ کچھ بھی نہیں ملا روشانے، اسکے جسم کا ایک حصہ تک نا ملا، سب کچھ راکھ کی نظر ہوگیا روشانے سب کچھ، میں نے اپنی نظروں سے دیکھا تھا سارا ملبہ نیچے گرتے ہوئے'' وہ ٹرانس کی کیفیت میں بول رہا تھا

"خان آپ ٹھیک ہے؟"

"""پہلے نہیں تھا مگر اب میری فلک جونیئر آگئی ہے نا تو دیکھنا ہو جاؤ گا"

وہ مسکرا کر بولا

اپنا اور فلک کا نام جوڑے وہ مسکرا دیا، فلک اور جونیئر فلک جونیئر مگر

یہاں بھی وہ بازی لے گئی اپنا نام پہلے لا کر

- -

آٹھ سال بعد

فلک۔۔فلک کہاں ہوں؟" گھر آتے ہی اگر خان کو وہ نظر نا آتی تو" یونہی آوازیں دیتا

"میں یہاں ہو بابا" اسے لان کے پچھلے طرف سے آواز آئی"

وہ اسے وہاں بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گیا، جلائی کے اوائل دن، زوروں کی گرمی اور وہ اتنی دھوپ میں سر اٹھائے آسمان کو دیکھے جا رہی تھی

"فلک جونئیر یہاں کیا کر رہی ہے آپ؟"

"بابا وہ دیکھے آسمان، مجھے اسے چھونا ہے بابا" وہ آٹھ سال کی تھی مگر لہجے کی مضبوطی سے وہ کہی سے بھی آٹھ سال کی نا لگ رہی تھی

''اور تو فلک کو اڑان بھرنی ہے ؟''

فلک کو سورڈ آف اونر بھی لینی ہے'' اسنے ایک اور بات کا اضافہ کیا''

کیا باتیں چل رہی ہے باپ بیٹی میں ؟'' اکمل خان نے وہاں آکر انسے پوچھا

''السلام علیم بابا''

''وعلیکم السلام''

''دادو میں بابا کو بتا رہی تھی کہ مجھے بھی انکی طرح پلین اڑانا ہے''

''کیا سچ میں؟''

جی اور محترمہ کو سورڈ آف اونر بھی لینی ہے'' خان نے اضافہ کیا''

کیا واقعی ایسا ہے فلک؟'' اکمل خان نے حیرانگی سے اس سے پوچھا''

نہیں مجھے سورڈ آف نہیں لینی، سورڈ آف تو میری ہی ہے اور میں اپنا'' حق چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہوں'' اسکا لہجہ بلکل فلک جیسا تھا اگر اسے فلک جونیئر کہاں جاتا تھا تو کچھ غلط نا تھا

چند سال پہلے نتاشہ بیگم دل کے دورے کی وجہ سے وفات پا گئی تھی،
اکمل خان تب بلکل اکیلے رہ گئے تھے اور انہوں نے خان سے معافی بھی
مانگی تھی جس پر اس نے انہیں معاف کر دیا تھا، رخسانہ بیگم نے بھی
انہیں معاف کر دیا تھا اور ان کی ہمسفری میں اکمل خان پر یہ بات آشکار
ہوئی تھی کہ وہ بہترین ہمسفر تھی۔۔۔۔۔ وہ خوش تھے مگر فلک کے
ساتھ کی گئی زیادتیاں ہمیشہ انہیں پچھتا وا دیتی۔۔۔ کاش کے وہ سب کچھ
ٹھیک کر سکتے۔۔۔۔ مگر یہ کاش اب کاش ہی رہ گیا تھا

- -

کمرے کی کھلی کھڑکی سے آتی ہوائیں اسکے بالوں کے ساتھ کھیلنے میں
مصروف تھی اسکے ہاتھ میں شاہ کی وہی تصویر تھی جس پر اسنے وہ شعر لکھا
تھا مگر تب اسکا ایک مصراع اسنے نہیں لکھا تھا

تجھے روز دیکھوں قریب سے

میرے شوق بھی ہیں عجیب سے

مجھے مانگنا ہے تجھ ہی کو بس

اپنے رب اور اسکے حبیب سے

میری آنکھ میں بھی ہے عاجزی

میرے خواب بھی ہے غریب سے

میرے سب دکھوں کی دوا ہو تم

ملے کیا مجھے طبیب سے

قلم اٹھائے وہ اب آخری شعر لکھنے لگی

میں بہت خوش ہوں جوڑ کر

نصیب اپنا تیرے نصیب سے۔۔۔!

شعر مکمل کرتے ہی اسنے اپنی ڈائری اٹھائی اور اپنے پرسنل ڈرا کے لاکر میں رکھ دی

ہارون اور صبا کی شادی کو چھ سال گزر چکے تھے اور ان کے دو بیٹے تھے ذیشان اور عاسم ، اب کی بار ڈاکٹر نے بیٹی کی خوشخبری سنائی تھی جس پر شاہ ہواؤں میں اڑتا پھر رہا تھا

شاہ میں ان چھ سالوں میں بہت سے بدلاؤ آئے تھے سوائے موبائل کے اس وال پیپر کے جس پر اسکے اور فلک کے گھڑی والی کلائی کی تصویر تھی جس پر صبا کو بھی کوئی گلہ نا تھا

دوسری طرف روشانے کو بھی فلک کی پیدایش کے آٹھ سال بعد بیٹے کی خوشخبری دی گئی تھی ، جبکہ ملک کے ہاں خلیل کے بعد دو اور بیٹوں نے جنم لیا تھا اور اب سب نے مل کر دل کو زمین پر ہی جہنم کے نظارے کروا دیے تھے

ایک سیر تھا تو دوسرا سوا سیر

اگر کوئی کمی تھی تو وہ تھی فلک کی جسے جونیئر فلک بھی پورا نہیں کر سکتی تھی

ہاں مگر اب ایک نئی فلک اسی جذبے اور اسی جوش و خروش کے ساتھ تیار ہو رہی تھی ایک نئی داستان رقم کرنے کے لیے

ایک نئی فلک جیسے آسمان تسخیر کرنا تھا

ایک نئی فلک جیسے زندگی کی ایک نئی اڑان بھرنی تھی

ختم شد۔